

کتابخانه

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِأَنَّ اللَّهَ نَزَلَ الْفُرْقَانَ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

صنعت

سلسله ابن تیمیہ نمبر ۹

از دو ترجمہ کتاب

الْفُرْقَانُ

بَيْنَ

أَوْلِيَاءِ الرَّحْمَانِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ

بمع متن عربی
تالیف

مفتی و اعظم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حرانی رحمۃ اللہ علیہ

جناب مولانا مولوی علامہ ربانی صاحب سابق نائب مدیر روزنامہ زمیندار لاہور

محمد شریف عبد الغنی تاجر ان کتب کشمیری بازار لاہور

مالکان و از ترجمہ الاشاعت نعت رضا امام ابن تیمیہ

قیمت ...

جلد ...

2942
دینی دستاویز

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

نایاب اور مفید کتابیں

فتویٰ برقوالی - شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے رسالہ "السمع والرقص" کا اردو ترجمہ - آجکل طلبہ و رما
 طلبہ و دساز پر غزلیں گائی جاتی ہیں اور لوگوں پر حال و وجود کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسے اعلیٰ درجہ کی
 عداوت کی سمجھا جاتا ہے اور سننے والا اگر لوٹ پوٹ ہونے لگے اور پھر بھی ایک ہوشیار اور باقاعدہ حرکت سے
 ناظرین کو تماشاً دکھلاتا رہے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص ولایت کے مراتب کمال طے کر چکا جس طرح آج مکر و فریب
 کی گرم بازاری ہے بعینہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کے دور حیات میں بھی اسکا نمونہ موجود تھا۔ انہی ایام
 میں ایک باغیرت مسلمان نے اس قسم کے سماع و رقص کے متعلق ایک استفتاء حضرت امام کے پیش خدمت کیا
 جس کا اپنے نہایت مدلل، مختصر، پُر مغز اور جامع مانع جواب دیا۔ آیات قرآنی، احادیث نبوی، اقوال ائمہ
 اربعہ، صونیا، کرام مثلاً حضرت جنید، ابوسلمان دارانی، حضرت شیخ جیلانی کے ملفوظات کا حوالہ دیکر ایک
 فیصد کن فتویٰ تحریر فرمایا جو ہمیشہ ہر جگہ ہر قسم کی مجلس سماع کے جواز و عدم جواز پر ناطق ہے۔ مولانا مولوی
 عبدالرزاق صاحب بلخ آبادی نے اسکا نہایت سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے جو چھپ کر ہدیہ ناظرین ہے۔
 سائز جیبی - لکھائی چھپائی اعلیٰ - کاغذ سفید - حجم ۷۶ صفحات - قیمت - - - - - ۶ ر
 فتویٰ شکر شکن یعنی تعظیم قبور کی تردید میں حضرت امام ابن تیمیہ کے فتویٰ کا اردو ترجمہ - قیمت - ۵ ر
 زیارۃ القبور ترجمہ اردو مع متن عربی - قیمت ۹ ر الوصیۃ الصغریٰ ترجمہ اردو مع متن عربی ۴ ر
 تفسیر المعوذتین مصنفہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ - اس کتاب میں امام موصوف ذاپنے مخصوص پیرایہ میں حسب
 ذیل مضامین کی مبسوط تشریح فرمائی ہے: استعاذہ کی حقیقت - سحر النبی صلعم - تاثیر سحر - عالم اجسام اور عالم ارواح -
 نظر بد اور تقدیر - سحر اور حسد - عبادت لیسر اللہ - توکل علی اللہ - تکلمین مادہ پرست معتزلہ کا ہن وغیرہ اور اہل حق
 میں فرق - رب - ملک - الہ - وسواس - خناس اور فاسق وغیرہ الفاظ کی تشریح - امام ابن تیمیہ کی تفسیر المعوذتین
 کے ساتھ موافقت کرنے کو بعد یہ تفسیر مصنف کی علمی پانگاہ اور معانی قرآن کی وسعت و فراوانی کی تین نشانی
 ہے۔ - حجم ۱۳۲ صفحات - لکھائی چھپائی دیدہ زیب - قیمت ایک روپیہ - - - - - ۷ ر
 الدر التصدید فی اخلص کلمۃ التوحید مؤلفہ امام مجتہد قاضی شوکانی، مترجمہ مولوی محمد علی صاحب سوداگر چرم
 بمبئی - یہ اُس علمبردار توحید کی نادر تصنیف ہے جو گو پیرا تو آخری زمانہ میں ہوئے مگر قرون اولیٰ کو مجتہدین
 کے ہم پد تھے۔ توحید کی صحیح تعلیم کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں۔ اس کتاب میں امام موصوف ذسارا زور
 اس بات پر خرچ کیا ہے کہ توحید کو اس درجہ نکھیر کر رکھ دیا جائے کہ شرک کے ادنیٰ شائبہ کی بھی آمیزش
 نہ رہے۔ مختلف فیہ الفاظ مثلاً استغاثہ - استعانہ - تشفع - توکل - دعا - ندا وغیرہ سب کی حقیقت
 کو واضح کیا ہے۔ تقطیع ۳۰ × ۲۰ حجم ۱۸۴ صفحات - قیمت صرف یارہ آنہ - - - - - ۱۱ ر

لکھنے کا پتہ

محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب مالکان دارالترجمہ الاشیا بازار کشمیری لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

131016

131016

عرض حال



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ عَلَى نَبِيِّهِ

الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان۔ حضرت مجدد اعظم شیخ الاسلام
 امام ابن تیمیہ کی اہم تصانیف میں سے ہے۔ اس قدر ضروری ہے۔ اسی قدر بوجہ عدم
 طباعت لوگوں کی محرومی کا باعث رہی۔ بہت مدت سے قارئین کرام کو اس کا انتظار تھا۔ اب
 بفضلہ تعالیٰ چھپ کر ہدیہ ناظرین ہے۔ اس کتاب میں کتاب و سنت کے حوالجات پیش کر کے
 صادق اور کاذب اصلی اور نقلی اولیاء اور مشائخ میں شناخت کرائی گئی ہے۔ جعلی مکاروں
 کی تشبیہ بازبوں اور اصلی واصلین حتیٰ کی کرامات میں فرق بتلایا گیا ہے۔ مکاروں کے سرسبز
 بے شمار رازوں کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے معتبر ہونے کے لئے دیگر ائمہ و علما
 کے آراء کو حذف کر کے بنظر اختصار صرف مصنف سوا نعمری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
 دہلوی کی عبارت نقل کرنا کافی ہے۔ فرماتے ہیں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے
 پہلے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور ابن قیم ایسے فدا شناس اور بے لوث شخص گذرے
 ہیں جنہوں نے علم تصوف کے چشمہ کو جو بدعت کے کس و فاشاک سے پٹ گیا تھا۔ بالکل صاف
 کر دیا۔ کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان باوجود قلیل الحجم ہونے کے اس
 بات میں بے مثل اور عظیم التظیر کتاب ہے۔ اور متاخرین کی مولفات میں جو ۱۰۶۰ ازی
 کتاب منازل السائرین اور اس کی شرح مدارج السالکین (یعنی ایک لنبہ وایک نستین
 کی تفسیر حجم صفحہ ۹۲۸ مصنفہ امام ابن قیم) کو عامل ہوا ہے وہ کسی اور کتاب کو نہیں حیات
 ولی صوفیہ۔

شیخ الاسلام کی اس تصنیف سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا دبدبہ ظاہر فرمایا۔ اس کا بول بالا کیا، بدعتیوں اور گمراہوں کے فریب ٹٹ گئے جو فاسد احوال رکھتے اور طرح طرح کے شبہوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے تھے۔ یہ مسلمانوں کی سخت بد نصیبی ہے۔ کہ ان کے کروڑوں افراد پاگلوں اور عیاریوں کو "محبذوب" نام دے کر مقدس سمجھتے ہیں اور ان کی دیوانہ بکوائی پر عقیدت کے کان دھرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ہماری قوم کا نہایت یاس انگیز عملی انحطاط ہے۔

الفرقان ایک جامع کتاب ہے جیسا کہ فرست عناوین سے ظاہر ہوگا۔ یہ بے شمار مباحث علمیہ و نکات قرآنیہ پر حاوی ہے۔ آج جب کہ فریب کی یہ گرم بازوئی ہے کہ دن کو رات اور رات کو دن بتایا جاتا ہے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھیرایا جاتا ہے شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، رسومات کو دین اور شرک کو توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے بظنہ تعالیٰ اس کتاب کا مطالعہ چشم بصیرت پیدا کرے گا۔

ترجمہ تصنیف سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے پھر خصوصیت کے شیخ الاسلام کی کتابوں کا ترجمہ کرنا تو اور بھی دشوار ہے خاکساران تہ دل سے اپنے حبیب محترم مولانا مولوی غلام ربانی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں سے اس جگہ پایہ عربی رسالہ کو اردو جامہ پہنانے کا ثواب حاصل کیا۔

کتاب میں حاشیہ کی طرف جا سجا ہند سے لگے ہوئے نظر آئیں گے جن کا مطلب یہ ہے کہ فلاں ہند سے متن کے فلاں صفحہ کا ترجمہ شروع ہوتا ہے جس سے باسانی ہر صفحہ کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کتاب خواہ کیسی ہی معتبر کیوں نہ ہو جب تک متن عربی ساتھ نہ ہو بعض طبائع کے لئے سامان تسلی نہیں ہوتا۔ بایں غرض کتاب کے ساتھ متن عربی بھی لگا دیا گیا ہے۔

نیاز منہ

محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کثیرہ میں بازار لاہور

فہرست مضامین الفرقان بین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۴۰	مقربین	۵	حمد و نعت
۴۱	مقتصدین	۶	پکے اور جھوٹے اولیاء میں تمیز آیات
۴۱	انبیاء کی دو قسمیں - عبد و رسول { اور ملک و نبی	۱۲	شریفیہ سے فصل
۴۳	اولیاء اللہ کے درجے	۱۲	اولیاء اللہ کے اوصاف احادیث سے
۴۶	حقیقت ایمان و کفر	۱۵	ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی
۴۸	ایمان مفصل و مجمل کی تعریف	۱۶	افضل اولیاء اللہ کون ہیں؟
۴۹	لبض اہل جنت کی بعض خصوصیات	۱۸	ولی کی تعریف حسن بصری کی زبان سے
۵۳	مجنون ولی نہیں ہو سکتا	۲۱	اطاعت رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں
۵۵	اتباع رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں	۲۲	صحابہ صدفہ کے متعلق غلط فہمیاں
۵۶	عدن لوگ مخلوق کے اندر ہی { چھپے رہتے ہیں	۲۳	انصار اہل صفہ میں سے نہیں تھے
۵۷	صوفی کی وجہ تشبیہ	۲۵	حاکم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ {
۵۸	فضیلت کا معیار تقویٰ ہے	۲۵	کا جزوی ایمان
۵۹	لفظ فقر کی تحقیق	۲۶	ایمان کی شرطیں
۶۰	جہاد صغیر و جہاد اکبر	۲۸	توسل رسول کی حدود
۶۲	معاذ پر انوار نبوی کی باران رحمت	۲۸	سکندریں فیلقوس اور ذوالقرنین
۶۵	دالمی خصوصی ممنوع ہے	۲۹	ایمان کے بغیر اجتماع و موجب {
۶۶	اولیاء اللہ مسموم نہیں ہو سکتے	۲۹	فلاح نہیں ہو سکتا
۶۹	الہام کی صحت کا معیار	۲۹	شیطانی شعبہ
۶۹	غلط اجتہاد یا غلط الہام و لاییت { کا منافی نہیں	۳۰	ذکر الہی کی تعریف
۷۲	صدیق کو محدث پر کیوں ترجیح حاصل ہے	۳۱	ایمان کے جسم میں نفاق { کے جرائم
۷۳	انبیاء اور اولیاء میں فرق	۳۳	اولیاء اللہ کے دو طبقے

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱۱۳	معصیت کی صحیح تعریف	۷۷	حضرت سلیمان وارانہ کا قول
۱۱۹	لفظ مع کا منطوق	۷۷	حضرت جنید کا قول
۱۲۲	حقایق و بیہ و کوئیہ	۷۷	ابو عثمان نیشاپوری کا قول
۱۳۰	مسئلہ تقدیر	۸۳	محبوب نجاست سے پرہیز نہیں کرتا
۱۳۷	محشریوں کی تین قسمیں	۸۶	تمام انبیاء کا دین واحد ہے
۱۳۹	ائمہ کی تقلید نہ واجب سے نہ حرام	۹۱	خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء
۱۴۰	اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق	۹۲	انبیاء اولیاء سے افضل ہیں
۱۵۷	معجزات نبی صلعم	۹۳	وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ کے بدتر ہیں
۱۵۸	کرامات صحابہ و تابعین	۹۳	خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا متبادل
۱۶۱	ابو مسلم خولانی کی کرامات	۹۳	عقول عشرہ کی حقیقت
۱۶۱	عامر بن قیس کی کرامات	۹۵	نبوت کی فلسفیانہ تشریح
۱۶۳	صلہ بن شہیم کی کرامات	۹۶	اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے
۱۶۳	انفرادی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں	۹۸	فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی
۱۶۵	چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں	۱۰۰	مسئلہ شفاعت
۱۶۶	شیطان کو بھگانے والی آیت	۱۰۷	شیطانی وحی
۱۶۷	شیطانی شہادت	۱۰۸	ابن عربی اور حضرت جنید
۱۶۸	کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق	۱۰۹	فلسفی صوفیوں کی افسوسناک بے ہلکی
۱۷۶	قوالی	۱۱۰	صدر قونوی کی نئی چال
۱۸۵	انس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے	۱۱۱	طلول اور اتحاد
		۱۱۳	معصیت کی غلط تعریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و نعت

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت کے طالب ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی راستے پر لگانے والا نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اس نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دہنوں پر غالب رکھے۔ اور اس دین کی سچائی کے لئے خدا کافی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب قیامت میں انعامات الہی کی بشارت دینے اور عذاب قہاری سے ڈرانے کے لئے بھیجا۔ اور اس لئے بھیجا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ الغرض آپ وہ چرخ عالم افروز ہیں جن کے وجود سعود کی بدولت کائنات کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا۔ سو اس کے ذریعے سے اپنے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر چلایا۔ اندھوں سے نجات دلا کر بینا کر دیا اور بُرائی کے گڑھوں سے نکال کر بھلائی کی بارگاہ بندہ پناہ پھنچایا۔ اندھی آنکھیں کھلنے لگیں۔ بہرے کان سنتے آئے جن دلوں پر پردے کے پڑے تھے وہ حقائق کی بصیرت افروز اور نورانی فصائیں جوہ افروز ہو گئے۔ اسی دین کے ذریعے سے آپ نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھا دیا۔ ہدایت اور گمراہی۔ نیکی اور بُرائی۔ مومنین اور کفار۔ نیک بخت اہل جنت اور بد بخت اہل دوزخ میں امتیاز پیدا

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں فرق بتا دیا۔ چنانچہ جس کیلئے
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو
 وہ بے شک رحمن کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے تو وہ شیطان کا دوست ہے۔
 سچے اور جھوٹے اولیاء میں تیز آیات شریفہ سے

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
 میں بیان فرمایا ہے کہ لوگوں میں سے خدا کے دوست بھی ہیں اور شیطان نے دوست
 بھی۔ اور اولیاء رحمن اور اولیاء شیطان کے باہم جو فرق ہے وہ بھی ظاہر کر دیا فرمایا۔

یاد رکھا اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے
 دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزرده
 خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لانے
 اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ان کیلئے دنیا کی
 زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی
 خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا یہی بڑی کامیابی
 ہے۔

الْآيَاتُ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
 وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ - الَّذِينَ آمَنُوا
 وَكَانُوا يَتَّقُونَ - لَهُمُ الْبُشْرَى
 فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا
 تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ
 هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ -

(پ ۱۲ ع)

اور فرمایا:-

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انہیں تاہیکوں
 سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر
 ہیں ان کے حامی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے
 نکال کر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ وہی دوزخی ہیں اور
 وہی دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اللَّهُ وَرِثَ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ
 الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
 أَوْلِيَاءُ هُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ
 إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ
 فِيهَا خَالِدُونَ - (پ ۱۲ ع)

اور فرمایا:-

مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ
 أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ
 مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا
 يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - فَتَرَى
 الَّذِيْنَ فِيْ تَلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
 يُسٰوِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى
 اَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسٰى اللّٰهُ
 اَنْ يَّآتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ
 عِنْدِهٖ فَيُصِيبُوْا عَلٰى مَا اَسْرَوْا فِيْ
 اَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ - وَيَقُوْلُوْنَ
 الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَهْلُوْآءِ الَّذِيْنَ
 اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ
 لَمَعَكُمْ حَبِطَتِ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا
 خَآسِرِيْنَ - يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ
 يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَن دِيْنِهٖ فَسَوْفَ
 يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَ
 اَذِ لَتٍ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
 عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ - يَجَاهِدُوْنَ فِيْ
 سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ
 لَآئِمٍ - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
 مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَّاسِعٌ عَلِيْمٌ - اِنَّمَا
 وَلِيُّكُمْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوْتُوْنَ

لوگ تمہاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے
 دوست ہیں۔ اور تم سے کوئی ان کو دوست بنا گیا
 تو بیشک وہ بھی انہی میں کا ایک ہے۔ کیونکہ خدا سے
 ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ تو اسے پیغمبر
 جن لوگوں کے دل میں بے ایمانی کا روگ ہے۔ تم ان کو دیکھو
 کہ ان کے دوست بنانے میں بڑی جلدی کرتے ہیں کتنے
 کیا ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا ڈر لگ رہا ہے۔ کہ کہیں
 ایسا نہ ہو کہ بیٹھے بیٹھائے ہم کسی مصیبت کے پھیر
 میں آجائیں۔ سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ مسلمانوں
 کی فتح یا کوئی امر اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔ تو اس وقت
 یہ منافق اس بدگمانی پر جو اسلام کے ٹھیکے اور اس کی صداقت
 کی نسبت اپنے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہونگے
 اور اس سے مسلمانوں پر ان کا نفاق کھل جائیگا۔ تو
 مسلمان ان کے حال پر افسوس کرتے آپس میں کہیں گے
 کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے اللہ
 کی تسبیح کھاتے اور ہم سے کھارتے تھے کہ ہم تمہارے
 ساتھ ہیں۔ اور اندر اندر یہود کی تائید میں کوشش کرتے
 تھے۔ تو ان کا سارا کیا دھرا ضائع ہو گا اور سراسر
 نقصان میں آگئے۔ مسلمانو تم میں سے کوئی اپنے
 دین اسلام سے پھر جائے تو خدا کو اس کی ذمہ داری
 بردارہ نہیں۔ وہ ایسے لوگ لا موبود کر لیا جو کہ وہ
 دوست رکھتا ہو گا اور وہ اس کو دوست رکھتا
 ہو گے۔ مسلمانوں کے ساتھ نرم کردار سے برتاؤ کرے۔

الزَّكَاةَ وَهُمْ دَاكِعُونَ - وَمَنْ يَتَوَلَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ -

(پ ۱۷ ع)

اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دیں گے۔ اور کسی طاقت
کریں والے کی طاقت کا کچھ باک نہیں رکھیں گے۔ برہمن
خدا کا ایک فنس ہے جسکو چاہے دے۔ اور اللہ
کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور وہ سب کے حال

سے واقف ہے۔ مسلمانوں کو تمہارے توہی دوست ہیں اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ
مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کے آگے جھکے رہتے
ہیں۔ اور جو اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو اور یہیگا۔ تو وہ اللہ
والا ہے۔ اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہے۔

اور فرمایا:-

هٰذَاكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقُّ هُوَ خَيْرٌ
ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا -

(پ ۱۸ ع)

اس سے ثابت ہوا کہ سب اختیار خدا کے برحق ہی
کو حاصل ہے وہی اچھا ثواب دینے والا اور آخر کار
وہی اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

شیطان کے دوستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

فَإِذَا قرَأَتِ الْقُرْآنَ فَأَسْتَعِذْ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، إِنَّهُ
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، إِنَّمَا سُلْطَانُهُ
عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَهُ وَالَّذِينَ هُمُ
بِهِمْ شُرَكَاءُ - (پ ۱۹ ع)

اور فرمایا:-

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ
فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ

جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے
ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں
اس لئے شیطان کے دوستوں کے ساتھ خوب

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا. (پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا
لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ، كَانَ
مِنَ الْغَافِلِينَ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ
أَتَخَذَ مِنْهُ وَدَّيْتَهُ أَوْلِيَاءَ
مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ
بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا -

(پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَليًا مِنْ دُونِ
إِلَهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسْرًا مُبِينًا (پ ۷ ع)

اور فرمایا:-

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ
قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ
إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ
الْوَكِيلُ - فَأَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ
وَفَضِيلٍ لَمْ يَمَسَّهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا
رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ -
إِنَّمَا ذَاكَ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ
أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا
إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ - (پ ۷ ع)

لڑو۔ شیطان کی تدبیریں بادی ہیں۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے
سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ
کیا۔ ابلیس جنات کی قسم سے تھا اپنے پروردگار
کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا اسے اور اس کی نسل کو
اپنے دوست بناتے ہو اور مجھے چھوڑتے ہو
حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کو برائی
بدل ملتا ہے

اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو
دوست بنائے وہ صریح گھاٹے میں آ گیا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ
لوگ تمہارے ساتھ اڑنے کے لئے جمع ہو
ہے ہیں۔ اور ان سے ڈرو تو ان کا ایمان
اور بھی زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ
ہماری مدد کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا
کار ساز ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی
 نعمتوں کے ساتھ اور اس کے فضل سے
واپس آئے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔
اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوش نودی ہی

کی جستجو کی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ شیطان ہی تمہیں اپنے دوستوں کا

ڈراوا دکھاتا ہے مگر تم مومن ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرو

اور فرمایا:-

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ
 لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ وَإِذَا فَعَلُوا
 فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا
 وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ
 بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا
 تَعْلَمُونَ - قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَ
 أَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ
 وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ - كَمَا
 بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ قَرِيبًا هَدَى
 وَ قَرِيبًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةَ إِنَّهُمْ
 اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ
 دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ
 مُهْتَدُونَ (پ ۷ ع)

ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا پارتنا بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب کبھی کسی بیجا حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طریقے پر چلنے پایا۔ اور اللہ نے ہم کو اس کی اجازت دی ہے۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اللہ تو بیجا کام کی اجازت دیتا نہیں آیا تم لوگ بے سوچے سمجھے خدا پر جھوٹ بولتے ہو۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے تو ہمیشہ ٹھیک اور بیجا کام کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہر ایک نماز کے وقت تم سب خدا کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ اور خالص اسی کی تابعداری میں نظر رکھ کر اس کو پکارو۔ جس طرح

تم کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح تم دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔ اسی نے ایک فریق کو ہدایت دی اور ایک فریق ہے کہ گمراہی ان کے سر پر سوار رہے۔ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور باپیں ہم سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست

پر ہیں

اور فرمایا:-

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى
 أَوْلِيَاءِهِمْ لِيَجْأِدُوا كُفْرًا -
 (پ ۷ ع)

شیطان تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں دوسے ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے کج بھنسی کریں

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا:

يَا بَتِّ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ
عَذَابُ مَنْ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَنَّ لِلشَّيْطٰنِ
وَلِيًّا - (پ ۱۷)

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
عَدُوِّيْ دَعْدُوًّا وَكُمُ أَوْلِيَاءُ تُلْقُونَ
إِلَيْهِمُ بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا
جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ
وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ
إِنَّكُمْ أَنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِيْ
وَأُبَيْغَاءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ
بِالْمُؤَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ
وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ - إِنَّ
يَتَّقُواكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَ
يُبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسِّنَنُومَ
بِالسُّوءِ وَوَدُّوا أَنْ تَكْفُرُوا لَنْ
تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَعِيرٌ - قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ
مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّادُ

اے میرے باپ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ خدا
کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں اور شیطان
کے دوست نہ بن جائیں۔

مسلمانو اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور

ہماری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے اپنے
وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں

کو دوست نہ بناؤ۔ کہ لو ان کی طرف دوستی

کے نامہ و پیام دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس

جو خدا کی طرف سے دین حق آیا ہے وہ اس سے

انکار ہی کر چکے ہیں۔ وہ تو صرف اتنی بات پر

کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو۔ رسول

کو اور تم کو گھروں سے نکال رہے ہیں اور تم

چپکے چپکے ان کی طرف دوستی کے پیغام دوڑا رہے

ہو۔ اور جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ اور جو ظاہر طور

کرتے ہو ہم سب کو خوب جانتے ہیں۔ اور جو

تم میں سے ایسا کریگا۔ تو سمجھ لو کہ وہ سیدھے

راستے سے بھٹک گیا۔ یہ کافر کہیں تم پر قابو

پا جائیں۔ تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں

اور لانتہ اور زباں دونوں سے تمہارے ساتھ

برائی کرنے میں کوناسی نہ کریں۔ اور ان کی اصلی

تشیابہ ہے کہ ان میں بھی انہی کی طرح کافر ہو جائے

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ
 اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
 الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى
 تُوْمِتُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ
 إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا اسْتَغْفِرُكَ
 وَمَا أَمْرُكَ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ
 رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ
 أَنْتَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا لَا
 تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا
 وَاعْفُ رَنَّا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ
 الْحَكِيمُ - (پتا ۷)

قیامت کے لئے تمہاری رشتہ داریاں ہی تمہارے
 کچھ کام آئیں گی اور نہ تمہاری اولاد ہی کچھ کام
 آئیگی۔ اس دن خدا ہی تم میں حق و باطل کا فیصلہ
 کریگا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ خدا اس کو دیکھ
 رہا ہے۔ مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ
 تھے تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو کر رہا
 ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے
 کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان عبودوں سے
 جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ بھی
 سروکار نہیں۔ ہم تم لوگوں کے عقیدہ و نگو باطل
 نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت

اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے رہیگی جب تک کہ تم ایک خدا پر ایمان
 نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے اپنے باپ سے اتنی بات تو بے شک کہی کہ تمہارے لئے تمہو
 مغفرت کی دعا کروں گا۔ اور یوں تمہارے لئے سزا کے آگے میرا کچھ زور تو چلتا نہیں
 اے پروردگار ہم تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور
 تیری ہی طرف ہیں لوٹ کر جاتا ہے اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے زور
 و ظلم کا تجربہ مشق نہ بنا۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر بے شک تو
 زبردست اور حکمت والا ہے۔

فصل

جب یہ معلوم ہو گیا کہ لوگوں میں رحمن کے دوست بھی ہوتے ہیں اور شیطان
 کے بھی تو ضرور ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول نے ان دونوں میں فرق

بتایا ہے۔ اسی طرح ان میں امتیاز قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

الْاِيَّامَ اٰذِيْنَ بَاۡءَ اللّٰهُ لَآخَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَاٰهَمٌ يَّحْزَنُوْنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَعْمَلُوْا يَتَّقُوْنَ -

(پ ۱۷)

اولیاء اللہ کے اوصافِ احادیث سے

یاور رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزر وہ خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

اور صحیح حدیث میں آیا ہے جسے بخاری وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ کھان لی۔ اور فرمایا کریں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا اور جو کچھ میں اپنے بندے پر فرض کر دوں اور وہ اسے ادا کر کے میرا قرب حاصل کرے۔ اور پھر تقلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرتا چلا جائے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا اذن بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے چنانچہ وہ مجھ سے سنتا مجھ سے دیکھتا مجھ سے پکڑتا اور مجھ سے

يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ عَادَى بِيْ وَاٰبِيَّ فَقَدْ
بَادَى بِيْ بِالْحُبَابِ اَوْ فَقَدْ اَذْنَتْ
بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ
اَوْ اِيٍّ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ
عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالتَّوَابِ حَتّٰى
اُحِبُّهُ فَاِذَا اُحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ
الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ
بِهِ وَيَدَّهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَيَرْجُلُهُ
الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا كَيْبِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يَبْصُرُ
وَبِيْ يَبْطِشُ وَبِيْ يَمْشِيْ وَلِيْنِ سَا لِيْ
لَا عَظِيْمَتَهُ وَلِيْنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَا عِيْدَتَهُ
وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاَعِيْدُ
تَرَدُّدِيْ عَنْ قَبْعِيْ نَفْسِ عَبْدِيْ
الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاسْكْرَهُ

مَسَارَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهَا مِنْهُ -

(بخاری وغیرہ)

چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں

ضرور دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگے تو

اسے پناہ دیتا ہوں میں نے کبھی کسی ایسے فعل سے جسے کہ مجھ کو کرنا ہو اس وجہ تروید نہیں

کیا جتنا کہ اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے سے تروید کرتا ہوں جسے موت ناپسند

ہو اور مجھے اس کو تکلیف دینا ناپسند ہو حالانکہ موت سے لے چھٹکارا بھی نہیں

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے میں

آئی ہیں۔ مومن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے کہ جس نے میرے دوست سے

دشمنی کی اس نے مجھے اعلان جنگ دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے:-

وَأَيُّ لَأَثَارُ لِأَوْلِيَاءِي كَمَا يَتَّارُ

میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح

ایک غضبناک شیر بدلہ لیتا ہے۔

یعنی جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس سے میں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں

جس طرح شیر خشکیں اپنا بدلہ لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہوتے

میں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے دوستی کرتے ہیں چنانچہ اسی بات کو پسند کرتے ہیں جسے

وہ پسند کرے اور اس بات کو ناپسند کرتے ہیں جو اسے ناپسند ہو۔ جس چیز سے وہ راضی ہو اس

سے وہ بھی راضی اور جس پر وہ ناراض ہو اس پر وہ بھی ناراض ہوتے ہیں۔ اسی بات کا حکم کرتے

ہیں جس کا حکم وہ کرے اور اس بات سے منع کرتے ہیں جو اس نے منع کر دی ہو۔ اسی کو دیتے ہیں

جسے دینا اس کو پسند ہو اور اس کو دینے سے باز رہتے ہیں جس کو نہ دینا ہی اسے پسند ہو۔ جیسا کہ ترمذی

وغیرہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے:-

ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ تعالیٰ کے

لئے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ناراض

ہونا ہے۔

أَوْثَقُ الْعُرَى فِي الْإِيمَانِ

الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ -

ایک دوسری حدیث میں جسے ابو داؤد نے روایت کیا ہے فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَابْغَضَ لِلَّهِ وَ

جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض کی

کچھ دیا تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو دینے سے روکا تو اللہ
تعالیٰ ہی کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو اس شخص نے
اپنا ایمان کامل کر لیا۔

ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی

ولایت عداوت کی ضد ہے۔ ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں۔ عداوت
شخص اور دوسری کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ولی کو اس لئے ولی کہا جاتا ہے کہ وہ طاعات سے
موالات کرتا یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا
ہے جو قریب ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "هَذَا اَيْلِيْ هَذَا" یعنی یہ چیز اس پیر کے قریب ہے۔ اور
اسی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مروی ہے: الْحَقُّوْا الْفَرَايِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا آتَيْتِ
الْفَرَايِضَ فِلَا وِلَى دَجَلٍ ذَكَرٍ۔ میراث پہلے اصحاب الفریض کو دو جو باقی رہے وہ اس مرد کے
لئے ہو گا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ دَجَلٍ کا لفظ مرد ہی کے لئے آتا ہے۔ لیکن پھر بھی
اس کے ساتھ تاکید کے لئے ذکر مردن کا لفظ زیادہ فرمایا تاکہ یہ بات کھل کر بیان ہو جائے
کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ مختص ہے اور میں مرد اور عورتیں ہر دو شریک نہیں ہیں جیسا کہ زکوٰۃ
کے بارے میں فرمایا "وَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ" ابن لبون کا لفظ خود مذکر ہے۔ تاہم تاکید کے لئے
پھر ذکر کا لفظ زیادہ کر دیا۔

جب ولی اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور غصہ و ناپسندی میں اسی کا تابع رہے۔ جو بات
اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کا حکم کرے اور جو ناپسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ
کا دشمن ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَا تَتَّخِذْ وَاَعْدُوِيْ وَعَدُوْكُمْ
اَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ اِيْهِمْ بِالمُؤَدَّةِ (پا ۷)

ہا۔ نے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔
کہ لگو ان کی طرف دوستی کے پیغام دوڑانے۔
جس نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور
جس نے اس سے دشمنی کی وہ اس سے برسرِ پیکار ہوا۔ اس نے فرمایا: "مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا
فَقَدْ بَادَدَنِيْ بِالْمُحَادَّةِ" (جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلان

جنگ کیا)

افضل اولیاء اللہ کون لوگ ہیں

اولیاء اللہ میں سے سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کو حاصل ہے اور انبیاء میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں۔ اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اور العزم رسول نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ٹھیک فرمایا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا۔ اور تمہاری طرف بھی ہم نے ہی رستے کی وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا۔ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

كَمْ مِّنْ دِينٍ مَّا وَصَّيْنَا بِهِ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَّمَا وَّصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَّمُوْسٰى وَّ عِيسٰى اَنْ اَقْبِمُوْا الدِّيْنَ وَّلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۗ (پہ ۳۷)

اور فرمایا:-

جب ہم نے پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا اور خاص کر تم سے اور نوح اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سب سے پکا عہد لیا تاکہ خدا قیامت کے دن سچے لوگوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے عذاب دردناک طیار کر رکھا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنْ النَّبِيِّۦنَ مِيْثَاقَهُمْ وَّمِنْكَ وَّمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَّمُوْسٰى وَّ عِيسٰى اِبْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّثَاقًا غَلِيْظًا لِّيَسْمَلَنَّ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكَافِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۗ (پہ ۳۷)

اور اول العزم رسولوں میں سب سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور امام النقیین ہیں جو اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔ قیامت کو جب انبیاء اکٹھے ہونگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے امام ہونگے۔ جب ان کا وفد نبیگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خطیب ہونگے۔ آپ اس مقام محمود والے ہیں جو پہلی اور چھٹی امتوں کے لئے مرکز تہا و آرزو ہے۔ الحمد کے جھنڈے والے حوض کوثر کے ساتھی۔ قیامت

کے دن لوگوں کی شفاعت کرنے والے اور صاحب وسیلہ و فضیلت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ فضیلت والی کتاب دے کر بھیجا۔ اور جن کے لئے دین کے راستوں میں سب سے زیادہ فضیلت کا راستہ مخصوص فرمایا۔ جنکی امت کو بہترین امت قرار دیا جو لوگوں کے فائدے کے لئے بعوث کی گئی ہے۔ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے وہ فضائل و محاسن جمع کر دئے جن کی وجہ سے وہ تمام پہلی امتوں سے ممتاز ہو گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پیدا تو سب سے آخر میں ہوئی لیکن بعوث سب امتوں سے پہلے ہوئی۔ چنانچہ صحیح حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک ہے:-

ہم آخر میں آئے والے قیامت کے دن آگے جاتے والے
ہو گئے فرق حضرت اس قدر ہے کہ انہیں کتاب سے پہلے
دن بھی آسٹیں اور سچے سچے آدمی کی ہر بات
جس میں ان کا اختلاف ہو گیا رما رحمة للبادک ہے اللہ
تعالیٰ نے ہمیں وہ دن بتا دیا۔ اب لوگ اس بات میں
بھی ہم سے پیچھے ہیں۔ ہما۔ اجموعہ ہے۔ ان کا شنبہ جو بد سے
دوسرے دن آتا ہے، ان کا شمار اے کا ایک شنبہ ہے
جو ہم سے تیسرے دن آتا ہے +

تَحْنُ الْأَخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ بَدَأَ اللَّهُمَّ أَدْوَابُ الْكِتَابِ
مِنْ تَبْلِيغِ وَأَوْثَانِيَّةٍ وَبَدَأَ بَعْثِيهِمْ
فَهَذَا يَوْمُ مَوْصِيهِمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا
فِيهِ لِعَيْشِي الْجُمُعَةِ فَهَذَا نَا
اللَّهُ لَكَ - النَّاسُ لَنَا تَبِعُ فِيهِ
عَدَا لِيَهُودٍ وَبَعْدَ عَنَّا
لِلنَّصَارَى -

نیز فرمایا:-

سب سے پہلے زمین قیامت کے دن میرے
سامنے سے پھٹے گی

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ
الْأَرْضُ -

نیز فرمایا:-

میں جنت کے دروازے پر آکر دروازہ کھولنے کا
مطلبہ کرونگا۔ سترن کہیلا کہ آپ کون ہیں
کہہ نکلا کہ میں محمد ہوں وہ کہیلا کہ آپ ہی کا مجھے علم

أَتَى بَابَ الْجَنَّةِ فَأَسْتَفْتِحُ
فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ ؟
فَأَقُولُ أَنَا مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ

اُمِرْتُ اَنْ لَا اَفْخَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ“
 (الحديث) دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ
 کھولوں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے فضائل بہت ہیں۔ اور جب سے
 اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق
 بتانے کا ذمہ دار کیا۔ اس لئے کوئی شخص اس وقت تک فہم مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے۔ اور ظاہر و باطن ان
 کا اتباع نہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا دعویٰ کرے۔ اور حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ جو ان سے مخالفت ہو
 وہ تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور شیطان کے دوستوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-
 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ | لَعَلَّكُمْ تَحِبُّوْنَ اللّٰهَ
 يَحِبُّكُمْ اللّٰهُ“ (پت ۲۷) | میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا۔

ولی کی تعریف حسن بصری کی زبان سے

حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ سے محبت
 کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کے لئے نازل فرمائی۔ اور اس میں یہ
 بیان کر دیا کہ جو شخص رسول کا اتباع کریگا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھیگا۔ اور جو شخص اللہ
 تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ سے
 نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ دل میں اپنے متعلق یا کسی اور کے
 متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اولیاء اللہ نہیں
 ہوتے۔ یہود و نصاریٰ بھی تو اس کے دعویٰ ہیں کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب ہیں اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا:-

لے رسول ان سے کہو کہ اگر تم خدا کے
 پیار سے ہو تو تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض عذاب
 کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم خدائی فعلیات میں بشر کے نوع میں سے ایک

قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ
 بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ-
 (پت ۷۷)

نوع ہوا اور بس۔

اور فرمایا:-

وَأَيُّ الْاٰلِ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ
اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصَارٰى
مِلَّتْ اَمَّا يَتَّبِعُ . قُلْ هَاتُوْا
بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ
بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ حَسْبٌ
فَلَا اَجْرَ لَهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَاَلَا
نَحْوُ عَلَيْهِمْ وَاَلَا هُمْ يَخْرُوْنَ
(پ ۳۴)

اور یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور انصاریوں کے لئے جہنم ہے۔
انصاریوں کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا۔ یہ ان
کے اپنے نیالی پلاؤ ہیں۔ یہ پیغمبروں سے کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ
ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے
خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور وہ نیکو کار بھی ہے تو اس
کیلئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے اس موجود ہے اور
آزیت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا نوع طاری ہو گا اور
نہ وہ کسی طرح آزاد خاطر ہونگے۔

مشرکین عرب کا یہ دعوے تھا کہ مکہ میں رہنے اور بیت اللہ کے پڑوسی ہونے
کی وجہ سے ہم خدا کا کنبہ ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں پر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قَدْ كَانَتْ اٰیٰتِیْ تَنْتَلٰی عَلَیْكُمْ
فَلَنْتَمَّ عَلٰی اَعْتَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ
مُتَكَبِّرِيْنَ بِهٖ سَامِرًا تَجْرُوْنَ ۝۳۴

ہمارا ان آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور تم ان سے
انکڑے قرآن کا شغف بناتے ہوئے یہ مودہ کو اس کرے
الٹے پاؤں بھاگتے تھے۔

اور فرمایا:-

وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ
وَاِیْمَنُوْنَ وَ یَمْكُرُوْا اللّٰهَ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ
الْمَاكِرِیْنَ . وَاِذَا تَنٰتَلٰی عَلَیْهِمْ
اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ
نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا

اے پیغمبر وہ دقت یاد کرو جب کافر تم پر دھمکانا چاہتے
تھے۔ تاکہ تم کو گرفتار کر لیں یا تم کو مار ڈالیں۔ یا تم
کو جلا وطن کر دیں۔ اور حال یہ تھا کہ کافر اپنی دقتوں سے
تھے اور اللہ اپنے انکار بافتاء اور اللہ سب دوا کرتے
والوں کے ہتھ دوا کرتے دانا ہے۔ اور جب ہماری
آیات ان کو دیکھیں اور پڑھ کر تالی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ان

جی ماں ہم نے سن تو لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کا قرآن
کہہ لیں۔ یہ تو لگے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور میں اور اے
پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب ان کافروں نے عافیں مانگیں
کہ یا اللہ اگر یہ دین اسلام ہی دین حق ہے اور تیری طرف
سے اترا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہم پر کوئی
اور عذاب و دردناک لانا نازل کر اور خدا ایسا نہیں ہے
کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو۔ اور وہ تمہارے رہتے
ان لوگوں کو عذاب دے۔ اور خدا ایسا بھی نہیں ہے
کہ جس لوگ گناہوں کی معافی خدا سے مانگتے رہیں اور
وہ ان سب کو عذاب دے۔ اور اب کہ تم مدینے
بہت کر کے چلے آئے تو ان کفار مکہ کا کیا استمقاق رہا۔
کہ یہ تو خانہ کعبہ کے جانے سے مسلمانوں کو روکیں اور
خدا ان کو عذاب نہ دے۔ حالانکہ یہ لوگ خدا کے

إِلَّا سَاطِرُ الْإِوَاتِينِ، وَإِذْ قَالُوا
اللَّهُمَّ إِنَّكَ كَانَتْ هَذَا هُوَ الْحَقُّ
مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَرًا
مِّنَ السَّمَاءِ أَوْ آتِنَا بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ، وَمَا كَانَتْ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَإِنَّتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَتْ اللَّهُ
مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ لَسْتَخْفِرُونَ
وَمَا لَهُمْ إِنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ
اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ
إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمَشْكُونُ
وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
(پ ۱۸ ع)

دوست نہیں ہیں۔ خدا کے دوست صرف وہ ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں لیکن

ان میں کے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سوا اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمایا کہ مشرکین میرے دوست نہیں ہیں میرے

دوست متقی لوگ ہیں۔

صبح میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا اور آپ پوشیدہ جگہ میں نہیں بلکہ علانیہ اور بلند آواز سے فرما رہے تھے کہ فلاں
لوگ (مخبر نے اپنے اقارب و اعزہ کی ایک جماعت کی طرف اشارہ فرمایا) میرے دوست نہیں
ہیں میرا دوست اللہ ہے۔ اور نیکو کار اہل ایمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس کا دوست ہے جبرئیل اور میک

مومن اس کے دوست ہیں

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاكَ وَجِبْرِيلُ وَ
صَاحِبُ الْمَوْمِنِينَ (پ ۲۸ ع)

صلی اللہ تعالیٰ سے مراد وہ شخص ہے جو اہل ایمان میں سے ہو اور نیک کام کرنا والا ہو۔ اور
 مومن و متقی اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور وہ تمام
 لوگ داخل ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کا فخر حاصل کیا تھا۔ یہ لوگ تعداد میں چودہ
 سو تھے اور وہ سب متقی ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر
 لَا يَدْخُلُ الشَّارَا حَتَّىٰ يَأْتِيَ نَوَّارَ
 الشَّجَرَةِ۔
 درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک
 بھی روزِ فتح میں نہ جائیگا۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ اِنَّ اَوْلِيَاءَ رِجَالِ الْمُتَّقِيْنَ اِنَّ كَانُوْا وَاَحْيَتْ كَاوَا
 (میرے دوست متقی لوگ ہیں کوئی بھی ہو یا کہیں بھی ہو)
 اطاعتِ رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

کفار میں سے بھی بعض آدمی اس کے دشمن ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے ولی ہیں۔ حالانکہ وہ
 ولی نہیں بلکہ اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح منافقین میں سے بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسلام
 ظاہر کرتے ہیں۔ اور بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے
 ہیں کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں بجز انسان اور جن دونوں کی طرف بھیجے گئے ہیں جلا تک
 باطن میں ان کا عقیدہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے بلکہ
 انہیں دوسرے بادشاہوں کی جنس سے ایک بادشاہ سمجھتے ہیں جس کی لوگ طاعت کرتے تھے
 وہ لوگوں پر اپنی رائے سے وہ بد چہماتا تھا۔ ایسا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ تو ہیں
 لیکن ان پر کچھ لوگوں کی طرف سے کہ اہل کتاب کی طرف سے یہودیوں اور نصاریوں سے بھی ایسا ہی کہتے
 ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی طرح رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جو
 خاص دوست ہیں ان کی طرف سے نہیں بھیجے۔ گئے اور نہ وہ اولیاء اللہ ان کی رسالت کے محتاج
 ہیں۔ ان کو خدا کی طرف سے جاسنے کا جو رسنا معلوم ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے میدہ
 ہے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ کی راہِ وسطہ علیہ السلام سے ظہور تھی یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے
 وہ تمام چیزیں بلا واسطہ حاصل کر لیتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہو اور ان سے فائدہ اٹھاتے
 ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری احکام کے ذریعے گئے ہیں۔ ان

ظاہری احکام میں تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن باطنی حقائق سو یہ نہ انہیں دئے گئے اور نہ وہ ان سے آگاہ تھے۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کی یہ نسبت ان حقائق کے زیادہ واقف ہیں۔ یا اتنی ہی واقف ہیں جتنے کہ رسول اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ کی راہ پر چلنے کے بغیر ہی واقف ہو گئے ہیں۔

اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں

ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل صفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستثنیٰ تھے۔ اور ان کی طرف آپ بھیجے ہی نہیں گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باطنی طور پر اہل صفہ کو وہ سب کچھ دیکھنے کے ذریعے سے بتا دیا تھا جو کہ آپ کو معراج کی رات کو وحی کے ذریعے سے بتایا گیا تھا۔ اس لئے اہل صفہ ان کے ہم تہہ ہو گئے۔

ان لوگوں کو فطرہ حالت سے یہ سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کہ واقعہ اسرار تو کہہ میں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وہ حسدا بجز و در ماندگی کے عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کر رکھی تھیں۔

سَيَحْيَاكَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِكَ لَيْلًا
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ
الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ
(پہلا آیت)

اور صفہ مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے شمال کی طرف تھا۔ اس میں وہ مساکین اتر کر رہتے تھے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا تھا اور نہ کوئی دوست ہوتے تھے جن کے ہاں وہ مہمان ٹھہریں۔ مومنین ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا کرتے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ کسی مکان میں کوئی مزدکش ہو سکتا ہوتا اور جس کی کوئی جگہ نہ ہوتی تھی وہ مسجد میں اترتا تھا۔ اور جب تک اسے کوئی ایسی جگہ نہ ملتی تھی۔ وہیں ٹھہر رہتا تھا۔ اور اگر جگہ مل جاتی تو وہاں سے چلا جاتا تھا۔ اہل صفہ کوئی عین آدمی نہ تھے جو ہمیشہ صفہ ہی پر رہتے ہوں بلکہ وہ کبھی تھوڑے سے ہو جاتے تھے کبھی زیادہ ہو جاتے تھے۔ ایک شخص کچھ مدت کیلئے وہاں رہتا تھا پھر وہاں سے چلا جاتا تھا اور جو لوگ صفہ میں اترتے تھے وہ تمام مسلمانوں کی جنس سے ہوتے تھے۔ انہیں علم یا دین میں کوئی

ان کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں۔ اور وہ شام میں ہیں۔ یہ مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے۔ اور یہ منقطع ہے اس کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ مسلم ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کے رفقاء جو کہ صحابہ ہیں سے تھے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے افضل تھے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام لوگوں میں جو آدمی افضل ہوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں نہ ہوں اور حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں ہوں۔ صحیحین میں ابو سعیدؓ کی روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو گا تو ایک گروہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیگا جس طرح تیرکان سے نکل جاتا ہے ان دین سے نکلنے والوں کو وہ جماعت قتل کی جاتی جو حق سے قریب تر ہوگی۔

تَمْرُوقٌ مَّارِقَةٌ مِّنَ الدِّينِ عَلَى
حِينَ فُرْقَةٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ يَمْتَدُّمُ
أُولَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ
(صحیحین)

یہ یارنہیں فرقہ مروجہ کے خوار ہیں تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے باسے میں مسلمانوں کے باہرین اختلاف پیدا ہوا تو یہ زمین سے نکل گئے۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں نے انہیں قتل کر دیا یہ حدیث صحیح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں کی بہ نسبت حق سے زیادہ قریب تھے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابدال اعلیٰ کیمپ کو چھوڑ کر انہوں نے کیمپ میں ملک شام میں شامل ہو جائیں۔ اسی طرح وہ حدیث ہے جسے بعض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یعنی یہ کہ کسی شخص نے یہ شعر پڑھا:۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهُوَى كَبْرِي
فَلَا طَبِيبَ لَهَا وَلَا سَاقِ
إِلَّا الْجَبِيبَ الَّذِي شَعَفْتُ بِهِ
فَعِنْدَهُ رَشِيْقِي وَتَرْيَاْقِي

حجت کا سانپ میرے جگر کو ڈس گیا ہے۔ اس کا علاج نہ طبیب سے ہو سکتا ہے اور نہ تعویذ گندہ لکھنے والے سے۔ ان اگر اس کا علاج کرنے والا کوئی ہے تو وہ محبوب ہے

جس میں شیدا ہوں وہی کیمپ میں رہتا ہے۔ اور ان کے پاس میرے زہر کا حقیق ہے اور ان شعروں کو سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وجد طاری ہو گیا۔ حتیٰ کہ چادر حضور کے

ہش مبارک سے گری پاسی۔

علم حدیث کے جاننے والوں نے بہ اتفاق اس حدیث کو جھوٹا کہا ہے اور اس سے بھی زیادہ جھوٹی روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور ان میں سے ایک ٹکڑا حبیب بن عبدالمطلب نے اٹھا کر عرش پر لٹکا دیا۔ یہ اور اس طرح کی حدیثیں ایسی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و واقفیت رکھنے والے آدمیوں کے نزدیک سفید ترین جھوٹ ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما ہم بائیں کر رہے تھے اور میں ان دونوں میں زخمی کی طرح کھڑا یہ جھوٹ اور بناؤٹی حدیث ہے۔ علماء حدیث اس کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں۔

مفسد اس کلام سے یہ ہے کہ جو شخص رسالت عامہ کا ظاہر نہیں اقرار کرے اور باطن میں اس کا عقیدہ ایسے مخالف ہو تو وہ منافق ہو گا اور اگر وہ باطن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا منکر ہونے کے باوجود اپنے یا اپنی طرح کے دوسرے آدمیوں کو اولیاء اللہ سمجھتا تو اس کی وجہ یا تو عناد ہو گا یا جہالت ہو گی۔

خاتم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ کا جزوی ایمان

چنانچہ بعض یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ آپ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں ہم پر ان کا اتنا ضروری نہیں اس لئے کہ ہماری طرف ان سے پہلے رسول آچکے ہیں۔ سو تمام لوگ اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق اولیاء اللہ ہونے کے یہ عقیدہ باوجود سب کے کفار ہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس قول سے فرمائی ہے:-

۹ | یاد رکھو کہ خدا کے دوست ایسے ہیں کہ قیامت کے دن ان | اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ
پیشوف طاری ہو گا اور نہ وہ کسی طرح آزرہ خاطر ہونگے | عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

وَكَانُوا يَتَّقُونَ (پ ۶۲)

ایمان کی شرطیں

ایمان کی ضروری شرطیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ - اس کے فرشتوں - اس کی کتابوں - اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان ہو جو رسول بھی خدا کا بھیجا ہوا ہو اور جو کتاب بھی خدا کی نازل کی ہوئی ہو سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور پیغمبر جو ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترا ہے ان پر اور موسیٰ و عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔ تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس ماہِ ماست پر آگے۔ اور اگر اخراجات کریں۔ تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری ضد پر ہیں۔ تو لے پیغمبران کے شر سے خدا کا حفظ و امان تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور وہ سننے والا اور ہر ایک کے حال سوا قف ہے۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔
قَالَ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِمْ فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِن تَشَاكُرُوا فَمَا سَاءَ مَا هُمْ فِي شِقَاقِ تَسْبُوتِكُمْ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

(پ ۶۲)

اور فرمایا:-

ہمارے پیغمبر محمدؐ اس کتاب کو ملتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی اور دوسرے مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو ملتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے نیز کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار تیری مغفرت درکار

أَمِنَ السُّؤْلِ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا

إِلَّا دُسِعَ مَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَيْهَا مَا كَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تَأْخُذْنَا
إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ
عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا
تَحْمِلْنَا مَا لَا لَاطِقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا
أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى
الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ
(پ ۷ ع ۱)

ہے۔ اور نیزی ہی طرف پھر کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو
تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے مطابق۔ اچھے کام کرے گا
تو اسی کا فائدہ ہے اور برے کام کریگا تو ان کا وبال اسی پر لگے گا
لے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں
اس کا مواخذہ نہ کر۔ اسے ہمارے پروردگار ہم پر وہ بوجھ نہ
ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے ہو
گزرے ہیں۔ لے ہمارے پروردگار اور ہم پر مشابوہ بوجھ نہ
ڈال جیسا کھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف کر
ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحمت کر۔ تو ہمارا آقا ہے تو
ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہمارے مدد کر۔

اور اسی سورہ کے اول حصے میں فرمایا۔

آلہم یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہونے میں کوئی شک
نہیں۔ پر سب گاروں کی راہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں
اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس
میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اسے پیغمبر جو کتاب
تم پر اتاری اور جو تم سے پہلے تریں۔ ان سب پر ایمان لاتے۔ اور
وہ سخت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے
ملنے پر ہیں۔ اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے۔

أَلَمْ ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى
لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ
السَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا
أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ
يُوقِنُونَ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ
وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (پ ۷ ع ۱)

پس ایمان کیلئے یہ ماٹا ضروری ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے کلام
نبی نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام گروہوں جنوں اور آدمیوں کی طرف بھیجا ہے۔ جو شخص ان
کے لئے ہوئے شرائع و احکام پر ایمان نہ لائے۔ وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اللہ
تعالیٰ کے نفعی اولیاء میں سے ہو۔ اور جو شخص ان کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصے پر ایمان لائے
اور بعض سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے مومن نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض حصے کو ماننے میں اور بعض کو نہیں ماننے اور چاہتے ہیں کہ انکے درمیان کی کوئی راہ اختیار کریں۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب طیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو جہاد نہیں سمجھتے۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جلد ان کا جردے دیگا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (پ ۱ ع)

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا، أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا - وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ، أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمُ اللَّهُ جُودَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

توسل رسول کی حدود

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان لانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان انہیں اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے مابین اور امر و نہی۔ وعدہ و وعید اور حلال و حرام کی تبلیغ کا وسیلہ سمجھے قبول وہی ہے جسے اللہ اور اس کا رسول اُصلاً قرار دے اور حرام وہ جس کو اللہ اور اس کا رسول حرام ٹھہرائے دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مشروع کیا ہو جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی ولی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی راہ معلوم ہے تو وہ کافر ہے۔ اور شیطان کا دوست۔

رب اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا۔ انہیں روزی دینا۔ ان کی دعائیں قبول کرنا ان کے دلوں کو ہدایت کرنا دشمنوں پر انہیں فتح دینا اور دیگر تمام امور جو منافع حاصل کرنے اور تکالیف دور کرنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سو یہ تمام باتیں ایک اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہیں۔ ان کو جن اسباب سے چلے مہیا کر داتا ہے۔ اس طرح کی چیزوں میں پیغمبروں کی وساطت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔

سکندر بن قلیقوس اور ذوالقرنین

پھر خواہ کوئی شخص زہد عبادت اور علم میں کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ پہنچ جائے۔ لیکن جب

تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سکتا ہے۔ علماء یہود و نصاریٰ میں بڑے بڑے علامہ اور رویش تھے۔ عبادت گزار تھے۔ اسی طرح عرب۔ ترکی اور ہندوستان وغیرہ کے مشرکین میں بھی علماء اور عبادت گزار لوگ تھے۔ ہندوستان اور ترکی میں بڑے بڑے حکما رہ گزرے ہیں جو عبادتِ عظیم بھی تھے اور اپنے طریقِ زہد عبادت کا بھی خوب شغل رکھتے تھے۔ لیکن اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے ایک ذرے کے بھی منکر ہیں تو وہ کافر ہیں اور خدا کے دشمن ہیں۔ خواہ کوئی جماعت انہیں ولی ہی کیوں نہ سمجھتی ہے۔ فارس کے حکما کفار مجوس تھے۔ یونان کے حکما ارسطو وغیرہ مشرک اور بتوں اور ستاروں کے پوجنے والے تھے۔ ارسطو مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے ہو گزرا ہے۔ سکندر بن قیلقوس مقدونی کا وزیر تھا۔ اس کے حالات روم و یونان اور یہود و نصاریٰ کے مورخین نے لکھے ہیں۔ یہ وہ ذوالقرنین نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کو گمان ہو گا کہ ارسطو ذوالقرنین کا وزیر تھا۔ چونکہ ذوالقرنین کو بھی کبھی سکندر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسلئے ان لوگوں کو دھوکا لگا کہ سکندر مقدونی ہی سکندر ذوالقرنین ہے۔ ابن سینا اور اسکی جماعت اسی رائے پر ہے۔ حالانکہ یہ رائے غلط ہے۔ یہ سکندر جس کا وزیر ارسطو تھا مشرک تھا۔ اور ذوالقرنین سے بعد کے زمانے کا ہے۔ اس نے نہ دیوار بنائی نہ بیچ و باجوج کے ملک میں پہنچا۔ اور اس کے حالات روم کی مشہور تاریخ میں درج ہیں۔

ایمان کے بغیر اجتناب و موجب فلاح نہیں ہو سکتا۔

عرب۔ ہند۔ ترک اور یونان وغیرہ کے بعض مشرکین علم۔ زہد اور عبادت میں انتہا کے درجے تک پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن مغیروں کے مانع نہیں تھے۔ اور نہ ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو مانتے تھے۔ جو خبر انہیں دی جاتی تھی اس میں وہ مغیروں کو سچا نہیں سمجھتے تھے۔ جو حکم انہیں دیا جاتا تھا۔ اس کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور نہ اولیاء اللہ ہیں۔

شیطانی شعبہ کے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے ہیں تو پھر ان سے وہ خارق عادت افعال کس طرح صادر ہو جاسکتے ہیں۔ انہیں لوگ درامات کہتے ہیں۔ جو اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان ان

کے ساتھ یا رانہ گانٹھ لیتے ہیں اور ان پر نازل ہو ہو کر بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جنہیں وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے یہ خارق عادت تصرفات سحر کی جنس سے ہیں۔ اور وہ خود ان کا ہنوں اور ساحروں کی جنس سے ہیں جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ؟
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ
وَآكُفْرَهُمْ كَذِبُونَ“ (پہ ۱۵)

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو کہیں تمہیں بتاؤں کہ کس شیطان اترتا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اترتا کرتے ہیں سبھی سنائی بات کا نہیں ڈالتے ہیں اور انہیں سے اکثر تو توڑے جھوٹے ہی ہیں۔

اور وہ تمام لوگ جو مکاشفات اور خوارق عادات کے مدعی ہیں جب پیغمبروں کے تتبع نہ ہوں تو ضرور یہی ہے کہ وہ جھوٹ بولا کریں اور ان کے شیطان ان سے جھوٹی باتیں کہا کریں اس لئے ان کے اعمال کا شرک ظلم فواحش غلو اور بدعت فی العبادت ایسے فسق و فجور سے آلودہ ہونا لازمی ہے۔ اسی وجہ سے ان پر شیطان اترتے ہیں۔ اور ان کے دوست بن جاتے ہیں سو وہ شیطان کے اولیاء ہیں سے ہوئے نہ کہ رحمن کے اولیاء ہیں سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَنْ يَعِشْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِضْ لَهُ
شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ“ (پہ ۱۰)

اور جو شخص ذکر خدا سے اعراض کیا کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں اور وہ اسکے ساتھ رہتا ہے۔

ذکر الہی کی تعریف

اور ذکر خدا اسی ذکر کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبادت ہو کر لائے ہیں اور وہ قرآن کریم ہے۔ جو شخص قرآن کو نہ مانے اسکی باتوں کو سچا نہ سمجھے۔ اور اسکے حکم کو واجب نہ سمجھے وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔ اسلئے اس پر شیطان تعینات ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَا“ (پہ ۱۰)

اور یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا۔

اور فرمایا:-

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ
مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اسکی زندگی تنگی میں گزرے گی۔ اور قیامت کے دن بھی ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

اعلمی۔ قال ریت لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰی
وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا۔ قَالَ كَذٰلِكَ
اَتَتْكَ اَيَّا تَنَا فَنَسِيْتَهَا وَ
كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰی

(پ ۱۶ ع ۱۶)

وہ کیسے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں ٹھیکیا
اور میں تو دنیا میں اچھا خاصا دیکھتا بھالنا تھا! اللہ تعالیٰ فرمایا گا کہ
اسی طرح ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں
مگر تو نے انکی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی
جائیگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آیتیں ہیں۔ اسی لئے اگر
کوئی شخص اللہ ہی اور تعالیٰ کا رات دن ہمیشہ ذکر کرتا رہے۔ اور ساتھ ہی اتنا درجہ کا زاہد اور عابد
بھی ہو۔ اور عبادت میں مجتہد بھی بن جائے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کا اتباع نہ کرے جو
کہ اس نے نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ تو وہ شخص شیطان کے دوستوں میں سے
ہے خواہ وہ ہوا میں اڑتا پھرے اور پانی پر چلا کرے۔ کیونکہ ہوا میں بھی تو اسے شیطان ہی اڑا
کر لے جاتا ہے۔ اور اس کو شروع پر کسی دوسری جگہ مفصل بحث کی گئی ہے۔

فصل

ایمان کے جسم میں نفاق کے جراثیم

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بن میں ایمان تو ہوتا ہے لیکن ان میں ایک شعبہ نفاق
کا بھی ہونا ہے۔ جیسا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَدْبَعُ مَنَ كُنْ فِيْهِ كَانَتْ مُنَافِقًا
خَالِصًا مَّنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصَلَةٌ
مِنْهُمْ كَانَتْ فِيْهِ خَصَلَةٌ مِّنَ
النِّفَاقِ حَتَّى يَدَّ عَرَبًا اِذَا حَدَّثَ

جس آدمی میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ اور
جس میں ان میں کی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت
ہے۔ نفاق سے ایک کر دے جب بات کرے تو جھوٹی کرے
اور جب وعدہ کرتے تو عمل ایک غلط کرے۔ اور جب اس

کَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتَّعْتُمُ
خَانَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب
معاہدہ کرے تو دھو دے۔

اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:-

الْإِيمَانُ بَيْعٌ وَتَيْمُونٌ أَوْ بَيْعٌ وَسَبْعُونَ
شُعْبَةً أَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
أَدْنَاهَا مَا طَمَعُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَ
الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ -

ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ یا فرمایا ستر سے کچھ زیادہ شاخیں
ہیں سب سے زیادہ بلند اللہ کے نام ہے اور سب سے ادنیٰ
رستے سے تکلیف کی چیز کو دور کر دینا ہے اور حیا، ایمان
کی ایک شاخ ہے۔

اور چند چیزیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص میں انہیں سے کوئی خلعت ہو ہمیں نفاق
کی خلعت ہے تا آنکہ اسے ترک کر دے صحیحین میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ بہترین مومنوں میں سے تھے فرمایا کہ تم میں جاہلیت کا اثر ہے
اس پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس درجہ عمر رسیدہ ہونے کے بعد
بھی مجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں
اور صحیح حدیث ہے کہ حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَبِغْ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ
وَالْيَأْحَةَ عَلَى الْمَيْتِ وَالْإِنْسِقَاءَ بِالْجُؤْمِ

میری امت میں چار خلعتیں جاہلیت کے اثر سے ہیں
قابلتوں پر فخر کرنا۔ نسب کا طعن دینا میت پر نوحہ کرنا
اور سناڑوں کے ذریعہ پانی مانگنا۔

اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:-

أَيُّ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اتَّعْتُمُ خَانَ -

منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کریگا تو جھوٹے لوگ جب وہ
کریگا تو اسکے خلاف کریگا اور جب اسے بنا یا بائیکا تو جانت کریگا۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے ساتھ اس ٹکڑے کا بھی اضافہ ہے وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى
وَمَعَهُ آتٌ مُسْلِمٌ (اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور سنی اس امر کا ہو کہ وہ مسلم ہے)

بخاری میں ابن ابی بلیكہ کا یہ قول مذکور ہے : - "أَدْرَكْتُ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَخَافُ التَّفَاقُقَ عَلَى نَفْسِهِ" یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تیس کے ساتھ مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک خائف رہتا تھا کہ کہیں مجھ میں تفاق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اور جس دن دو جماعتیں بھڑکئیں اور تمکو مصیبت پہنچی تو خدا کا حکم یوں ہی تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا ایمان والوں کو معلوم کرے اور منافقوں کو بھی معلوم کرے اور منافقوں سے کہہ گیا کہ "أَوَلَمْ تَرَ أَنِّي رَأَيْتُمْ يُرَادُ شُرَكَاءَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْكُمْ يَكْتُمُونَ الْإِيمَانَ إِذْ هُمْ بِكُمْ كَاذِبُونَ" راستے میں لڑو یا دشمن کو ہٹا دو۔ تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم سمجھنے کو آج لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہوں گے۔ یہ لوگ اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَيَا ذِي اللَّهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِينَ تَافَقُوا وَ قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَأَاتَيْنَاكُمْ هُمْ يَلْكُفِرُ يَوْمَئِذٍ أَتْرَبُ مِنْهُمْ يَلِيْمَانِ (پہلے پج)

سوان لوگوں کو یہ نسبت ایمان کے کفر سے قریب تر قرار دیا گیا ہے۔ علوم بنو اکہ انہیں کفر اور ایمان ملاحظہ ہے۔ اور ان کا کفر قوی تر ہے۔ اور بعض میں کفر و ایمان ملاحظہ ہوتا ہے۔ لیکن ان کا ایمان قوی تر ہوتا ہے۔ اور جب اولیاء اللہ مومنین متیقن ہی ٹھہرے۔ تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقویٰ جس قدر زیادہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اسکی ولایت بڑھیکے گی۔ پس جو شخص ایمان و تقویٰ میں کامل تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی دوستی اور ولایت کامل تر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بعض لوگ دوسرے لوگوں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان و تقویٰ میں حاصل ہو۔ اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے خدا سے دشمنی رکھنے میں بھی اتنے ہی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں جتنے کہ وہ کفر اور نفاق میں بڑھے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اور جسوقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے بعض لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں "یَعْلَمُونَ أَنَّهُ نَزَّلَتْ سِوَا مَا سَمِعُوا" سے کسا ایمان بڑھا دیا۔ سو پوچھتے ہیں "یَعْلَمُونَ أَنَّهُ نَزَّلَتْ سِوَا مَا سَمِعُوا" انہوں ایمان بڑھایا اور وہ اپنی باندھوشیاں منگتے ہیں اور دین لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ بڑھانے اور منافقوں کی عملی نیابت پر ایک

وَ إِذَا مَا أَنْزَلَتْ سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنِ يَقُولُ أَيْتُكُمْ زَادَتْ هَذِهِ إِيْمَانًا نَأْمَانًا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيْمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ - وَ أَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَ

مَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ“ (پ ۵۷) | خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔

اور فرمایا:-

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ“ (پ ۵۸) | مہینوں کا ردینا مزید کفر ہے

اور فرمایا:-

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَ

إِتِّمَامًا تَقْوَاهُمْ“ (پ ۶۰) | ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پر سبز گامی کی توفیق دیتا ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:-

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ

مَرَضًا“ (پ ۶۱) | ان کے دلوں میں بیماری پیلے سے تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انکی بیماری

کو زیادہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا ہے کہ ایک شخص میں اسکے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دوستی

ہوتی ہے اور اسی میں اس کے کفر و نفاق کے باعث اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا:-

وَيَزِدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا“

(پ ۶۵) | ان باتوں سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان بڑھاتا ہے جن میں

پہلے سے ایمان ہو۔

اور فرمایا:-

يَزِدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ“

(پ ۶۹) | تاکہ نئے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

فصل

اولیاء اللہ کے دو طبقے

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں سابقین مقربین اور اصحاب یمن مقتصدین۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ

نے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر فرمایا ہے۔ سورہ واقعہ کے اول میں اور اسکے آخر میں۔ سورہ دہرین

سورہ مطففین میں اور سورہ فاطر میں۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کبرئے کا ذکر پہلے حصے میں فرمایا اور قیامت صغریٰ کا ذکر آخر حصے میں فرمایا۔ پہلے حصے میں فرمایا:

جب قیامت جو ضرور ہونیوالی ہے۔ واقع ہوگی اور اسکے واقع ہونے میں کچھ بھی خلافت نہیں اسوقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہوگا بعضوں کو نیچا دکھائیگی۔ اور بعضوں کے درجے بلند کریں گی۔ اور واقع ہوگی اس وقت جبکہ زمین بڑے زور سے ہلنے لگیگی۔ اور پہاڑ ہلکے کر ایسے ریزے ریزے ہو جائیں گے جیسے ذرے بڑے بڑے اڑ رہے ہوں۔ اور اسوقت تم لوگوں کی بھی تین قسمیں ہوں گی۔ ایک تو دہانے ہاتھ والے سودا بندے ہاتھ والوں کا کیا کھانا ہے۔ اور ایک بائیں ہاتھ والے سوائیں ہاتھ والوں کا کیا ہوا ہے۔ اور تیسرے جو سب آگے مساندے ٹھائے گئے ہیں۔ سو یہ آگے ہی بڑھانے کے قابل ہیں۔ یہ بارگاہ خداوندہ سے مترب ہیں۔ انکو بہشت کے آرام و نشانی

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لَوْفَعَتِهَا
كَذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ
رُجًّا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ
هَبَاءً مُنْبَثًا وَكُنُفًا اَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً فَاصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا اصْحَابُ
الْمَيْمَنَةِ وَاصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا
اصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ وَالسَّابِقُونَ
السَّابِقُونَ اُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي
جَنَّةِ النَّعِيمِ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْاَوْلَیْنَ وَ
قَلِيلٌ مِنَ الْاٰخِرِیْنَ (پ ۲ ص ۳)

کے باغوں میں جگہ دی جائیگی۔ اس گروہ میں بہت تو لوگ لوگوں میں سے ہونگے اور تھوڑے سے پھلوں

سے بھی۔

جب قیامت کبرئے قائم ہوگی تو لوگوں کی تقسیم اسی طریق پر ہوگی اس قیامت کبرئے میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کئی جگہوں میں فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ کے آخر میں فرمایا:

تو کیا جب جان بدن سننے کی کرگاہیں اپنے اور تم اسوقت کو کرگاہیں
پڑھے دیکھا کرو اور کچھ نہ کر سکو اور ہم تم تیار داروں کی نسبت
اس تیار جاں بلب سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اگر تم کہو کہ اسان نہیں
دیتا۔ ماں اگر تم کسی کے دلیل نہیں ہست اور خود اختیاری کے دعویٰ
میں پڑے ہو۔ تو جان کے عالم میں آئے۔ پچھے اسکو بدن میں لوٹا کیوں
نہیں لاتے اگر بارگاہ خداوندہ سے مترب ہوں۔ اس سے ہے تو اسکے

فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ وَاَنْتُمْ
حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ
مِنْكُمْ وَاَلَيْسَ لَكُنْ اَنْتُمْ تَرٰجِعُوْنَ اِنْ
اَنْتُمْ سَادِقِيْنَ فَاَمَّا اِنْ سَكَرَ مِنْ
الْمُعْرَبِيْنَ فَرُوْحٌ وَرِيْحَانٌ وَجَنَّةٌ

نَعِيمٍ وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ أَصْحَابِ الْيَمِينِ
فَسَلَامٌ لَّكَ مِنَ أَصْحَابِ الْيَمِينِ وَأَمَّا إِنْ
كَانَ مِنَ الْمَكِيدِينَ بَيْنَ الضَّالِّينَ فَنُزُلٌ مِنْ
حَمِيمٍ وَتَصْلِيَةٌ مِنْ حَمِيمٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ
الْيَقِينِ، فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (پ ۲۶ ع ۱۶)

سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

۱۳
تَاهِدْ يَنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا
وَإِمَّا كَفُورًا إِنَّا نَعْتَدُ لِلْكَافِرِينَ
سَلَاسِلَ وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا -
إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ
مِزَاجُهَا كَافُورًا - عَيْنًا يَشْرَبُ
بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا -
يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا
كَانَ شَرًّا مُسْتَطِيرًا وَيُطْعَمُونَ
الطَّعَامَ عَلَى حَيْثُ مَسْكِنَاتٍ وَإِيَّامًا
وَآسِيرًا - إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ
اللَّهِ لَا زُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا
إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَطَطًا
فَوَقَّهْمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ
نُصْرَةً وَسُرُورًا وَجَزَّاهُمْ بِمَا صَبَرُوا
بِحَنَّةٍ وَأَحْبَبَّوْنَا (پ ۲۶ ع ۱۶)

اسی طرح سورہ مطفقین میں فرمایا:-

كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَنُحِيطُ

لئے آرام و آسائش ہے اور فراغت روزی اور نمونے کی بہشت
ہے۔ اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائیگا
کہ شخص جو داہنے ہاتھ والوں میں ہے تجھ پر سلام اور اگر چھلانے
والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو بھلستے پانی کی ضیاء ہے اور آخر
کا جہنم میں دھکیل دینا بیشک آخرت کا یہ حال جو بیان کیا گیا ہمارے سب اور تعین ہے

ہم نے اسکو دین کا راستہ بھی دکھایا پھر اب دو قسم کے آدمی ہیں۔ یا
تو شکر گزار ہیں یعنی مسلمان یا ناشکر یعنی کافر ہم نے کافروں کے لئے
زنجیریں اور طوق اور دونوں کی دھکتی ہوئی آگ یعنی جہنمیں تیار کر
رکھی ہیں بیشک جو لوگ لوگوں میں آخرت میں ایسی شرک کے جام پی لگے
جس میں کافور کے پانی کی آمیزش ہوگی۔ اور کافور کے پانی کا ایک چشمہ
ہوگا جسکا پانی اللہ کے خاص بندے پیئیں گے اور جہاں جائیں گے اس جگہ
کو ہائے چاہیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس
روز قیامت سے ڈرتے ہیں جسکی مصیبت عام سب طرف پھیلی ہوئی
ہوگی۔ اور خدا کا جب کر کے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے
ہیں اور ان کو جتا بھی دیتے ہیں۔ کہ ہم تو تمکو صرف خدا کا مذکر کے کھاتے
ہیں ہمکو تم سے نہ کچھ بدلہ درکار ہے نہ شکر گزاری ہمکو اپنے پروردگار
سے اس دن کا ڈر لگ رہا ہے جب لوگ مارے بیچ کے منہ بٹائے تیوری
چڑھائے ہونگے۔ خدا نے بھی اُس دن کی مصیبت ان کو بھالی اور انکو
تازہ روئی اور خوش وقتی سے ناملایا۔ اور جیسا انہوں نے دنیا میں سہو کیا
تھا اسکے بدلے میں جہنم کو بہشت اور پھینے کو ریشمی پوشاک عنایت کی۔

سنوئی، ابد کاروں کو نیکے نامہ اعمال قیدیوں کے جہنم میں مرج ہوتے

رہتے ہیں اور اسے سوزنم کیا سمجھے کہ قیدیوں کا جبر ہے کیا چیز وہ
 ایک کتاب ہے جس میں وقتاً فوقتاً لکھا جاتا ہے اس دن جھٹلانیوالوں
 کی تباہی ہے جو روز جزا کو جھوٹ جانتے ہیں اور اسکو وہی جھوٹ
 جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہو اور بد ہو۔ جب اسپر ہماری آئینیں پر بھی
 جائیں تو کسے کہ گئے لوگوں کے ڈھکو سلم ہیں۔ ڈھکو سلم سے نہیں بلکہ ان
 کے دلوں پر ان ہی کے اعمال بد کے رنگ پڑ گئے ہیں۔ سنو جی یہی لوگ
 ہیں جو اس دن اپنے پروردگار کے سامنے نہیں آئے پائینڈے پھر یہ لوگ
 ضرور جہنم میں داخل ہوئے پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہی نودہ چیز ہے
 جسکو تم دنیا میں جھوٹ جانتے تھے۔ سنو جی نیک لوگوں کے نامہ اعمال
 عالی مرتبہ لوگوں کے بستر میں درج ہوتے رہتے ہیں۔ اور اسے پیغمبر تم کیا
 سمجھے کہ عالی مرتبہ لوگوں کا جبر ہے کیا چیز وہ ایک کتاب ہے جسکی وقتاً
 فوقتاً خانہ پرسی ہوتی رہتی ہے۔ اسپر مقرب فرشتے تعینات ہیں۔
 بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے بہشت کی
 سیر دیکھ رہے ہونگے۔ اسے مخاطب تو انکو دیکھتے تو ان کے چہروں سے
 خوشحالی کی تازگی صاف پہچان لے۔ انکو شراب خاص سر بہ پلائی
 جائیگی جس کی بول کی نمر مشک کی ہوگی۔ اور ریس کر نیوالوں کو
 چاہئے کہ اس کی ریس کیا کریں۔ اور اس شراب میں تسنیم کے پانی
 کی ملونی ہوگی۔ تسنیم بہشت کا ایک چشمہ ہے جس میں سے غماص کر
 مقرب لوگ پیئیں گے۔

وَمَا آذْرَاكَ مَا سَجَّيْنُ، كِتَابٌ
 مَرْقُومٌ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلَّذِينَ
 الَّذِينَ يُكذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ
 وَمَا يُكذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ
 أَثِيمٍ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا
 قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ، كَلَّا بَلْ رَأَىٰ
 عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ
 كَلَّا لَأَنهٗم عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ
 لَّخَجُوبُونَ، ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ
 ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ
 تُكذِّبُونَ۔ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ
 لِنَفَىٰ عِلِّيِّينَ وَمَا آذْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ
 كِتَابٌ مَّرْقُومٌ يَشْهَدُ هٗ الْمَقْرَبُونَ۔ إِنَّ
 الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ
 تَعْرِتُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ
 يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُومٍ بِخَاتَمٍ
 مُّسْكٍ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَرِ الْمُنَافِسُونَ
 وَمِمَّا رَجَعْنَا مِنْ تُسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ
 بِهَا الْمَقْرَبُونَ (پ ۳ ع)

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے سلف صالحین سے مروی ہے
 آپ فرماتے ہیں تسنیم کا پانی اصحاب بہین کیلئے ملا یا جائیگا اور مقربین اسے بنیر ملونی کے پیئیں گے۔
 اللہ تعالیٰ نے (یَشْرَبُ بِهَا) فرمایا اور (یَشْرَبُ مِنْهَا) نہیں فرمایا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے
 قول یَشْرَبُ کے ساتھ یروی بہا (سیر ہو کر پیئیں گے) کا معنی بھی ملا دیا۔ کیونکہ شراب (پینے والا) کبھی

پینا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور جب (شیرب بہا) کہا جائے تو اس سے سیر ہونے پر دلالت نہیں ہوتی اور جب (سیرب بہا) کہا جائے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ سو مقررین اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ اور اس کے ہوتے ساتھ انہیں اور کسی پینے کی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ اسے بغیر آمیزش کے پیتے ہیں۔ اسکے خلاف اصحاب میں کیلئے اس شراب میں آمیزش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر میں فرمایا

كَانَ مِزَاجَهَا كَأَفْرَا عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا
عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (سورہ ۱۹)

وہ چشمہ حبر میں کافور ملی ہوئی ہے۔ اس سے اللہ کے بندے سیر ہو کر پیتے اور جہاں چاہیں گے اس چشمہ کو بہا لے جائیں گے۔

یہ اللہ سے مراد مقررین ہیں جیسا کہ اسی سورت میں آیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بد اخیر و شرکاء عمل کی جنس کے سلطان ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

س نے کسی مومن کی کوئی رینوی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی ایک اخروی تکلیف دور کرے گا۔ اور جس نے کسی تکلیف سے کسی مشکل آسان کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ اور جو شخص غلب عم کیلئے کچھ راستہ طے کرے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی لوگ خدا کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کی درس و تدریس باہمی کرتے ہیں تو ان پر تسکین نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت الہی چھا جاتی ہے۔ فرشتے ان کے گرد حلقہ بنا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے درباریوں میں ان کا ذکر خیر کرتا ہے۔ اور جسے اسکا عمل صحیحہ ڈال دے اسے اسکی نسب آگے نہیں بڑھاتی اسے مسنہ صحیح میں روایت کیا۔

۱۴

مَنْ تَقَرَّبَ مِنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبَةٍ
لَهُ نِيَا تُفَسِّرَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبٍ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ تَسَرَّ عَلَى مُسْرٍ تَسَرَّ
لَهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَدَّ
سُلْبًا سَدَّ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي
عَوْنِ أَخِيهِ وَمَنْ سَدَّ طَرِيقًا يَلْقَئُ
فِيهَا عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى
الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ
بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ
بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّلَامَةُ وَغَنَّتْهُمْ
الرَّحْمَةُ وَخَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ
اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَأَ بِهِ عَمَلُهُ
لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَصَحِيحُهُ

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :-

الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ اِرْحَمُوا مَنْ فِي
الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ (ترمذی)

رحم کرو خوالوں پر خدا رحم کرتا ہے۔ رحم کرو تمہیں زمین پر تاکہ اللہ
تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے :-

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى اَنَا الرَّحْمَنُ
خَلَقْتُ الرَّحْمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اسْمًا
مَنْ اِسْمِي فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَتْهُ
وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَّتْهُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں رحمن ہوں میں نے رشتے پیدا کئے ہیں
اور انکا نام اپنے نام سے مشتق کر کے رکھا ہے جو شخص صد
رحمی کریگا میں اسکو ملائے رکھوں گا۔ اور جو رشتوں کو توڑ دے گا
میں اسے توڑ دوں گا۔

اور فرمایا :-

مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ
قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللَّهُ

جو نے ان (رشتوں) کو ملایا۔ اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے اور
جو ان کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توڑ دیتا ہے۔

اور اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں

اور اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں مقربین اور انحاب ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہر دو قسم اولیاء کے اعمال کی تشریح کر دی ہے۔ فرمایا :-
يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ عَادَ اِلَيَّ وَدَيْتَا
فَقَدْ بَادَرْتَنِي بِالْمَحَارَبَةِ وَمَا
تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِي بِمِثْلِ اَدَاةٍ مَا
اَفْتَرَسْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِي
يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالتَّوَابِ اِلَّا كَفَّرْتُ اِحْسَبُ
اِذَا اَحْبَبْتُ كُنْتُ سَعْدَةً الَّذِي
يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَةً الَّذِي يُبْصِرُ
بِهٖ وَيَدَةً الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا
رَجُلَةً الَّتِي يَمْتَشِي بِهَا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی
اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا اور کوئی بندہ فرانس ادا
کرنے سے جس قدر میرے قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور ذریعے سے
نہیں ہوتا اور میرا بندہ نوافل ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں نوافل
کے ذریعے سے اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور
اس سے محبت کروں تو اس کا کان بن جاؤں اور اس سے دشمنی
ہے اپنی آنکھ بن جاؤں اور اس سے وہ دیکھتا ہے اس کانوں
بن جائیں جس سے وہ سنا لے اور اس سے وہ چلتا ہے اور اس سے وہ
میں سے دوستانہ ہے

ابراہیم یا اصحاب الیمین نیکو کاروں میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو فرائض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو نوافل کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ غیر ضروری حاجات کیے باز رہتے ہیں۔

مُتَقَرَّبِينَ

سابقین متقربین وہ لوگ ہیں جو فرائض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ واجب اور مستحب کام کرتے ہیں۔ حرام اور مکروہ کاموں کو چھوڑتے ہیں۔ جب وہ ان تمام وسائل کے ذریعہ سے جو کہ انہیں محبوب ہوئے ہیں اور جن پر انہیں قدرت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پروردگار ان سے پوری پوری محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "وَلَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أُحِبَّهُ" (میرا بندہ اس وقت تک نوافل کے ذریعے سے میرے قرب کا جو پارہتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں) اس محبت سے مراد مطلق محبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ہیں سیدھا سنتے تبا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ - (فاتحہ)

یہاں انعام سے مراد وہی مطلق اور کامل انعام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قول مبارک جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہو گا اور ان لوگوں کا ساتھ بہت اچھا ہے۔ (پ ۷)

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا -

ان متقربین کے حق میں مباحات وہ اطاعت بن جاتی ہیں جن کے ذریعے سے وہ اللہ عزوجل سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور ان کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت ہوتے ہیں۔ بس یہ لوگ چشمہ تسنیم کی خالص شراب پیئیں گے۔ اس لئے کہ ان کے عمل بھی خالص اور کھرسے ہیں

مقتصدین

اور چودہ میاں۔ درجہ کے لوگ ہیں ان کے اعمال میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو وہ اپنے نفس کیلئے کرتے ہیں۔ چونکہ وہ اعمال مباح ہوتے ہیں اسلئے نہ تو انکو ان اعمال پر سزا ملتی ہے اور نہ جزا۔ ان لوگوں کو خالص شراب نہ ملے گی۔ بلکہ مقررین کی شراب میں سے ان کیلئے اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر کہ وہ دنیا میں مقررین کے اعمال کی طرح کے اعمال اپنے نامہ اعمال میں شامل کر چکے ہوں گے۔

انبیاء کی دو قسمیں، عید و رسول، اور ملک و نبی

اسی طرح انبیاء کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک بندہ پیغمبر اور دوسرا بادشاہ نبی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو بندہ اور رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ اور نبی بنیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بندہ اور رسول بنا پسند کر لیا۔ بادشاہ نبی کی مثالیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی طرح کے دوسرے انبیاء ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:-

میرے پروردگار! یہ قصہ رحمت فرما۔ اور مجھ کو ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے پیچھے کسی کو سزا وار نہ ہو۔ جنگ توڑا فیاض ہے تو ہم نے ہوا کا کمانج کر دیا۔ کہ جہاں چاہیں چاہتے ہمارے حکم کے مطابق ہر طرف کو نرمی سے چلتی۔ اور اس طرح جتنے دیوانے اور غور تھے سب کو انکامی کر دیا اور ان کے قصہ وہ سر سے دیوؤں کو بھی انکامی کر رکھا تھا جو زنجیروں میں بندھے تھے۔ قصہ ہم نے سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ یہ ہے۔ یہی ہے حساب دین سب تم چاہو تم اس سے لوگوں پر احسان کرو یا تمام ساندو سامان اپنے پاس رکھو۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَسَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ، فَخَرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيَاطِينُ كُلَّ بَتَّاعٍ وَغَوَّاصٍ وَالْآخِرِينَ مُتَرَبِّينَ فِي الْأَصْفَادِ هَذَا عَطَاءُ نَا فَا مَنَّ أَوْ أَمْسِكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ (پتہ ۱۲)

”فَا مَنَّ أَوْ أَمْسِكَ بِغَيْرِ حِسَابٍ“ سے مراد یہ ہے کہ جسے چاہو دو اور جسے چاہو محروم کرو۔ تم سے کوئی حساب نہیں پوچھا جائیگا۔ پس بادشاہ نبی وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہو اور اس کام کو چھوڑ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہو۔ اور وہ اپنے ملک و مال میں اپنی

پسند اور اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اسے گناہ نہیں ہوتا۔ اور جہدہ رسول کسی کو اپنے پروردگار کے حکم کے سوا کچھ نہیں دیتا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق نہ کسی کو کچھ دیتا ہے اور نہ کسی کو محروم کرتا ہے۔ بلکہ جیسے دیتے کا حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اس کو دیتا ہے۔

اور جسے دوست بنا نیک حکم اس کو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اسی کو دوست بنا تا ہے اس کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابی ہریرہ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

<p>بجھا اللہ کی قسم کہ میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اور نہ کسی سے کچھ باز رکھتا ہوں میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں۔ وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں حکم ہو۔</p>	<p>إِنِّي وَاللَّهِ لَا أُعْطِي أَحَدًا وَلَا أَمْنَعُ أَحَدًا إِسْمًا أَنَا قَائِمٌ أَصْحَحُ حَيْثُ أُمِرْتُ</p>
--	---

اسی سے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

<p>لے رسول کہو کہ غنیمت کا مال اللہ اور رسول کیلئے ہے۔</p>	<p>قُلِ الْأَنْعَالَ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ ۵ ع)</p>
--	---

اور فرمایا:-

<p>جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلاوے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔</p>	<p>مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَالرَّسُولِ (پ ۱ ع)</p>
---	--

اور فرمایا:-

<p>اور جان رکھو کہ جو چیز تم لوگوں میں لڑائی کے لئے لادو اس کا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا۔</p>	<p>وَأَعْلَوْا إِنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ (پ ۱ ع)</p>
--	--

اسی لئے علماء کا ظاہر ترین قول یہ ہے کہ اس طرح کے مال اسی جگہ خرچ کئے جائیں جہاں پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے پسند ہو اور امام مالک اور سلف صالحین کے مذہب کے مطابق ان اموال کے مصرف میں خدا اور رسول کی مرضی معلوم کرنے کیلئے اولی الامر کا اجتماع معتبر ہے اور یہ امام احمد کی روایت سے مذکور ہے اور خمس کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانچ پر تقسیم کیا جائے امام شافعی کا قول یہی ہے اور امام احمد کا مشہور قول بھی یہی ہے اور کہا گیا ہے

کہ تین تقسیم کیا جاوے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ بندہ رسول بادشاہ نبی سے افضل ہے چنانچہ ابراہیم - موسیٰ - عیسیٰ اور محمد علیہم السلام و سلمت - واؤڈ اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں جس طرح مقررین سابقین ان اہل اصحاب الیقین سے افضل ہیں جو کہ مقررین سابقین نہ ہوں جس شخص نے واجبات ادا کئے اور مباحات میں سے جو پسند ہوا اسے بھی گزرے وہ اہل اصحاب الیقین میں سے ہے اور جو وہی کرے جو خدا کو پسند ہو اور مباحات سے بھی اسی کام میں مدد لینے کا ارادہ کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ وہ مقررین سابقین سے ہے۔

فصل

اولیاء اللہ کے درجے

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاطر میں اپنے ان اولیاء کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ درمیانے درجے کے ہیں اور ان کا ذکر بھی فرمایا ہے جو کہ سبقت لے جانے والے ہیں :-

<p>پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھیرا یا جنکو ہم نے اہل بحمہ کر اس خدمت کیلئے منتخب فرمایا یعنی مسلمانوں کو پھر ان میں سے بعض تو اس پر عمل نہ کر کے اپنی جانوں پر ہتھ کر رہے ہیں اور بعض انیس سے بچ کر چلے جلتے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کے حکم سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں تو خدا کا بڑا فضل ہے اور مسلمانوں سے ہمیشہ رہنے کے ہشت باریہ کر یہ لوگ رہنے کیلئے انیس سال ہوئے اور نیک سوئے کنگن اور موتی پنڈے جائینگے۔ اور وہ ان کا سوا بیس بھی ریشی ہوگا اور یہ لوگ نعمتیں پا کر کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہر طرح کا رنج و غم ہم سے دور کر دیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور ایسا بڑا قدر دان ہے کہ اتنے ہکو پنے فضل سے ہم نے کیلئے</p>	<p>ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ اللَّهُ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ جَنَّاتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا يُمْلَأُونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِدَ مِنْ ذَهَبٍ وَ لَوْ لُؤَاؤُا وَ لِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ إِنَّ رَبَّنَا لَخَفُورٌ شَكُورٌ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا</p>
---	--

۱۶ يَمَسَّنَا فِيهَا نُحُوبٌ

ایسے گھر میں لاتا رہا کہ یہاں ہر کوئی کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے اور یہاں ہر کوئی تکان لاحق ہوتی ہے۔

(پ ۱۶ ع)

لیکن یہ تینوں قسمیں جو کہ اس آیت میں ہیں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ مخصوص ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ" اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہی نے پہلی امتوں کے بعد کتاب کو نبی میراث میں بھیجا اور یہ حفاظ قرآن ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جو قرآن پر ایمان لائے ان ہی لوگوں میں سے ہے اور ان لوگوں کو ظالم "يَنْفِيهِ" اور مقتصدین قسموں میں تقسیم کیا اسکے خلاف جو آیات کہ سورہ واقعہ سورہ تطفیف اور انقطاع میں وارد ہیں انہیں تمام پہلی امتوں کے مومن اور کافر داخل ہیں اور یہ تقسیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے مخصوص ہے۔ ظالم "يَنْفِيهِ" وہ لوگ ہیں جو کہ گناہ کریں اور اسپر اصرار کریں اور جو شخص گناہ سے توبہ کرے گناہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اگر توبہ صحیح ہوگی تو وہ اسکی وجہ سے سابقین سے خارج نہ ہوگا مقتصد وہ ہوتا ہے جو فرائض ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے۔ سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے جو کہ فرائض اور نوافل دونوں ادا کرے جیسا کہ ان آیات میں ہے اور شخص اپنے گناہ سے خواہ کیسا ہی گناہ کیوں نہ ہو صحیح طور پر توبہ کرے وہ اسکی وجہ سے سابقین اور مقتصدین سے خارج نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَسَادِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ
لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ
وَالضَّرَّاءِ وَالْكُلَّامِ الْغِيظِ وَالْعَافِينَ
عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاجِسَةً أَوْ ظَلَمُوا
أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاَسْتَغْفَرُوا
إِذْ نُوِبُوا وَمَنْ يَخْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا
اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اول اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف پیکو جیسا پھیلاؤ
اسکا ٹھا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ہے۔ سبھی سوائے ان پرہیزگاروں
کیلئے تیار ہے جو خوشحالی اور نیک سستی دونوں حالتوں میں خدا کے
نام خرچ کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصودوں سے
دگر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکو کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے
اور وہ لوگ ایسے نیک دل ہیں کہ قصاصاتے شریت جب کہ میراثی
کلام کر لیتے ہیں یا کوئی اور عیال بات کر کے اپنا یعنی پھینک دین کا کچھ
قصصان کر لیتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں
اور خدا کے سوا اپنے بندوں کے گناہوں کا سوا کرنے والا اور ہے ہی کون

يَخْلَوْنَ اُولٰٓئِكَ جزاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَ نِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِينَ (پ ۵)

اور جو بے جا بات کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ دانستہ اسپر اصرار نہیں کرتے
یہی لوگ ہیں جنکا بدلہ انجے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے اور
مغفرت کے علاوہ بہشت کے باغ جنکے تلے نہیں پڑی پہنچی ہوئی
وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور نیک کام کرنے والوں کے بھی کیسے اچھے اجر ہیں۔

مقصد وہ ہوتا ہے جو کہ فرائض ادا کرے اور حرام چیزوں سے اجتناب کرے اور سابق بالیغرات
وہ ہوتے ہیں جو فرائض کے علاوہ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ ان آیات میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو
یہ فرمایا ہے کہ جَنَّتْ عَدْنٌ يَدُ خُلُوْنَا نَمَا تو اس سے اہل سنت یا مستدلال کرتے ہیں کہ اہل توحید
میں سے کوئی بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا۔ البتہ اسکے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث
مروی ہیں کہ بہت لوگ جو کہ یہ گناہوں کے مرتکب ہیں دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور اسکے متعلق
بھی نواتر کے ساتھ حدیثیں وارد ہیں کہ یہ اہل کبائر بالآخر نکلیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی اور دیگر
اہل نار کی شفاعت فرمائیں گے اور وہ دوزخ سے نکلے جائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شفاعت
فرمائیں گے۔ اور دوسرے لوگ بھی۔ بعض لوگ مثلاً معتزلی کہتے ہیں کہ اہل کبائر آگ میں ہمیشہ رہیں گے
اور آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سابقین ہی اس میں داخل ہونگے۔ اور مقصد یا ظالم بنفسہ اس
میں داخل نہ ہونگے۔ تو یہ قول فرقہ مرجیہ کے اس قول کے مقابلے میں ہے کہ اہل کبائر میں سے کوئی
قطعاً دوزخ میں داخل ہی نہ ہوگا۔ اور سارے کے سارے عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے
یہ دونوں قول سنت متواترہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجماع سلف صالحین۔ اور اقوال ائمہ مجتہدین کے
مخالفت ہیں۔ اور ان دونوں جماعتوں کے قول کی غلطی پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک دلیل ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَ
يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۵)

اللہ تعالیٰ اسکو نہیں بخشے گا جو اسکا کسی کو شریک ٹھہرائے اور
اس سے کم درجے کے جس گناہ گار کو چاہے بخش دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مشرک کو نہیں بخشے گا اور اس سے کم درجے گناہ گاروں کو بخش
دیگا۔ بشرطیکہ وہ چاہے اس سے یہ مراد لینا جائز نہیں ہے کہ تائب ہی کو بخشے گا جیسا کہ معتزلی کہتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے مشرک کو بھی بخش دے گا اور مشرک سے کم درجے کے گناہ کو بھی توبہ
کرنے پر بخش دیتا ہے اور معتزلی اسے مشیت کے ساتھ شرط نہیں کرتے اور یہ توبہ کرنے والوں

کی مغفرت کے بیان میں مذکور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰسَرُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (پاک ۳ ع)

اے پیغمبر کے ان بندوں سے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ بخشے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہاں مغفرت عام اور مطلق کر دی گئی اللہ تعالیٰ بندے کیلئے جو گناہ بھی ہو بخش دیتا ہے اور اور جو شخص شرک سے توبہ کرے اور جو کبائر سے توبہ کرے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے الغرض جو گناہ بھی ہو اور بندہ اس سے تائب ہو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے پس توبہ کی آیت میں عموم اور اطلاق ہے۔ اور اس آیت میں تخصیص و تعلیق ہے۔ شرک کی تخصیص کر دی گئی اسے نہیں بخشے گا اور اس کے سوا دوسرے گناہوں کا معاف ہونا مشیت پر منحصر کیا گیا ہے اس سے اس قول کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ ہر گناہ گار کی مغفرت یقینی ہے اور شرک سے بڑھ کر گناہ بھی ہے یعنی خالق کو معطل کر دینا یا یہ کہ کسی گناہ پر عذاب نہ ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ مذکور نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض گناہوں کو بخشتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں بخشتے۔ اور اگر ہر ظالم بنفسہ توبہ یا گناہوں کو مٹانے والی نیکیوں کے بغیر بخش دیا جاتا تو یہ مشیت کے ساتھ معلق نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وہ کم درجے کے گناہ کو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اس کی دلیل ہے کہ بعضوں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور بعضوں کے نہیں۔ سو اس سے نفی بھی باطل ہو گئی اور عام معافی بھی باطل ہو گئی۔

حقیقت ایمان و کفر

جب اللہ تعالیٰ کے اولیاء مومن اور متقی ہوئے تو چونکہ لوگ ایمان و تقویٰ میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اس سے وہ اسی کے مطابق ولایت میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ وہ کفر و نفاق میں اسی کے مطابق اللہ کی عداوت میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایمان اور تقویٰ کی اصل اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو مانتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر دی پیغمبر تسلیم کرنا ہے سو ان پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ اور کفر و نفاق کی اصل یہ ہے کہ پیغمبروں اور ان کے لائے

ہوئے احکام سے انکار کر دیا جائے اور یہی وہ کفر ہے جس پر آخرت میں عذاب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے پاس رسالت نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ
رَسُولًا - (پ ۷ ع)

اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے کے جب تک پیغمبر
نہیں بھیج لیں۔

پھر فرمایا:-

ہم نے تمہاری طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور دیگر نبیوں کی طرف
وحی کی کہ ان کے بعد تھے۔ اور جس طرح ہم نے ابراہیم۔ اسماعیل۔
اسحاق۔ یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ۔ یوسف۔ یونس۔ اور
سعیدان کی طرف وحی بھیجی تھی۔ اور داؤد کو ہم نے زبور کتاب عطا
کی۔ بعض پیغمبروں کے قصے ہم نے تم سے بیان کر دیے اور بعض
پیغمبروں کے حالات ہم نے تمہارے سامنے بیان نہیں کئے۔ اور
اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں اور خوب کیں۔ سب پیغمبروں
کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب خدا سے ڈانٹنے
والے تھے۔ ہمارے پیغمبروں کے آٹے پیچھے لوگوں کو خدا پر کسی طرح
لاچھدار کھنے کا موقع باقی نہ رہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَمَّا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ
نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا
إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَ
هَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورًا
وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ
وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ
مُوسَىٰ تَكْلِيمًا - رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَ
مُنذِرِينَ لِيَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ
حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ - (پ ۷ ع)

اب دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

جب اس دوزخ میں ایک جماعت داخل کی جائیگی تو اس کے
دربان اس جماعت سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کیا ہے
سے ڈرانے والا نہیں آیا کیونکہ ان لوگوں نے اسے
بھٹلا دیا۔ اور کہہ یا کہ خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم
ضرور بڑی گمراہی میں پڑے ہو۔

كَلَّمَآ لِقَىٰ فِيهَا نُوحٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا
أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ
جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ
كَبِيرٍ - (پ ۷ ع)

اس آیت نے یہ خبر دی کہ جب ایک جماعت دوزخ میں پھینکی جائیگی تو وہ جماعت اس

کا اقرار کریں کہ اس کے پاس گناہوں سے ڈرانے والا آیا تھا۔ اور انہوں نے اسے چھٹلایا
تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دوزخ میں صرف وہ جماعت ڈالی جائیگی جس نے گناہوں سے
ڈرانے والے (نبی) کی تکذیب کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کر کے فرمایا:-
لَا مَلَأَتْ جَهَنَّمَ مِثْلَ وَهْمِكَ وَمِثْلَ تَبَعِكَ | میں سرور جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں
مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔ (پہا ۴۳)۔ | سے بھروں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو ابلیس کی پیروی کرنے والوں سے بھر دے گا
اور جب جہنم بھر جائیگا تو اس میں اور کسی کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس لئے جہنم میں صرف
وہ لوگ داخل ہونگے جو شیطان کی پیروی کریں گے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس
شخص کا کوئی گناہ نہ ہو گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس جماعت سے ہوگا
جس نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔ اور گناہ گار نہیں بنا۔ اور اس سے پہلے یہ ذکر آچکا ہے
کہ دوزخ میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جن پر پینبروں کے ذریعے سے حجت پوری
ہو چکی ہے۔

ایمان مفصل اور مجمل کی تعریف

بعض لوگ پینبروں پر مجمل ایمان لاتے ہیں۔ ایمان مفصل وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ
پینبر لائے ہوں اس میں سے بہت کچھ اس شخص تک پہنچ جائے۔ اور کچھ نہ بھی پہنچے۔ سو جو
کچھ اس کے پاس پہنچ جائے اس پر ایمان لائے۔ اور جو نہ پہنچے اس سے واقف نہ ہو۔ اور اگر
اس کے پاس پہنچ جائے تو اس پر ایمان لے آئے۔ لیکن جو کچھ پینبر لائے ہوں اس پر مجمل ایمان
لائے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل کرے جسے وہ سمجھ لے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ
نے دیا ہے۔ اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ عمل کرے۔ تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس کے
ایمان و تقویٰ کے مطابق اس کی ولایت ہوگی۔ اور جس چیز کی حجت اس پر قائم نہ ہوئی ہو۔
تو اللہ تعالیٰ اس کے پچانے اور اس پر ایمان مفصل لانے کی تکلیف ہی نہیں دیتا اور نہ اس
کے ترک پر عذاب دیتا ہے۔ البتہ اس میں سے جو کسی رہ جاتی ہے اس کے مطابق ولایت
الہی کے کمال میں بھی اس کے لئے کسی رہنمائی ہے۔ جو شخص رسول کے لئے ہوئے احکام و شرائع

سے واقف ہو ان پر ایمان مفصل لائے۔ اور ان پر عمل کرے اس کا ایمان اور اس کی ولایت
اس شخص کے ایمان و ولایت کی یہ نسبت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ جو ان سے مفصل طور پر واقف
نہ ہو اور نہ عمل کیے لیکن دونوں ولی اللہ۔ جنت کے درجے مقرر ہیں۔ بعض درجوں کو
دوسرے درجوں پر بڑی فضیلت ہے۔ اور اولیاء اللہ جو کہ مومن و متقی ہوتے ہیں ان
میں اپنے ایمان و تقویٰ کے مطابق ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے
ہیں ماسی دنیا میں سودت اسکو دے دیتے ہیں۔ مگر پھر آرزو
ہم نے اس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے۔ جس میں وہ برے
حالوں راندو درگاہ خدا ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص طالب آخرت
ہو اور آخرت کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہئے۔ ویسی اس کیلئے
کوشش بھی کرے۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ ہیں
جن کی محنت خدا کے ہاں مقبول ہوگی۔ ان پیغمبران کو اور
ان کو تیرے پروردگار ہی کی بخشش سے ہم امداد دیتے ہیں
اور تیرے پروردگار کی مدد کسی پر بند نہیں۔ دیکھو تو کسی
کہ ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کسی برتری دی ہے
اور اللہ تعالیٰ کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور ویسے ہی
اس دن کی برتری بھی بڑھ کر ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ جَعَلْنَا لَهُ
بِهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا
لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ
مَشْكُورًا، كُلًّا نُّمِدُّ هُوًّا لَآئٍ
وَهُوَ لَآئٍ مِنْ عَطَاؤِ رَبِّكَ وَ
مَا كَانَ عَطَاؤُ رَبِّكَ مَحْظُورًا،
أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ
عَلَى بَعْضٍ وَ لَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ
دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا -

(پہلا آیت)

بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے بیان کر دیا ہے کہ وہ طالب دنیا کو بھی اور طالب آخرت
کو بھی اپنی بخشش سے امداد دیتا ہے۔ اور بیک ہو یا بد کسی پر اس کی بخشش کا دروازہ
بند نہیں ہے۔ پھر فرمایا "أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ
دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا" اس میں بیان فرمایا کہ آخرت میں لوگوں کو ایک دوسرے پر جو
فضیلت ہوگی۔ وہ اس فضیلت کی یہ نسبت بہت زیادہ ہوگی جو دنیا میں ہوتی ہے۔ اور

آخرت کے درجہ دنیا کے درجوں سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح تمام بندے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں فرمایا:-

يَذَكَرُ الرَّسُولُ فَضْلَنَا بَعْضُهُمْ
عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ
وَرَفَعَ بَعْضُهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى
ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَا لَهُ بُرُوجَ
الْقُدْسِ (پ ۱۷)

ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے اور وجوہ سے درجے بلند کئے اور عیسیٰ ابن مریم کو کھلے کھلے معجزے دئے اور اس کی تائید روح قدس سے کی۔

اور فرمایا:-

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى
بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زُورًا (پ ۱۷)
صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

موسىٰ قویٰ موسیٰ ضعیف کی بہ نسبت بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ ہر اچھی چیز کو جو تجھے نفع پہنچائے حاصل کرنے کی کوشش کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور عاجز نہ ہو۔ اور اگر تجھے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو یہ نہ کہہ کہ "اگر میں کرتا تو ایسا ہوتا" بلکہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو چاہا سو کر دیا۔ کیونکہ "اگر شیطان کی کارستانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔"

۱۹
الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ خَيْرٌ حَرِيصٌ
عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِينْ بِاللَّهِ وَلَا تَجْنُ
وَإِنْ أَمَّا بَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي
فَعَلْتُ لَكُنَ كَذًّا وَكُنَّا وَ لَكِنْ قُلْ
قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ
تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ

اور صحیحین میں ابو ہریرہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِذَا ابْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَسَابَ فَلَهُ

جب کوئی حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست

نکلے تو اس کے لئے واجب ہیں۔ اور جب اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد غلط نکلے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

أَجْرَانِ وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجے میں ان سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے پیچھے مال خرچ کئے اور لڑے اور یوں جن سوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَمَا نَكَلُوا وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ

(پک ۷۷)

اور فرمایا:-

جب مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری سنیں اور وہ جہاد سے پیچھے رہے اور ان کے شریک ہوئی چنداں ضرورت بھی نہ تھی یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال و جان سے جہاد کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور یوں خدا کا وعدہ ٹیکے تو سب ہی مسلمانوں سے ہے اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے۔ یہ لوگوں کے مدارج میں جو خدا کے ہاں سے ٹکڑے ہوئے ہیں اور ان کی بخشش اور نصیب ہے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پک ۷۷)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ

دیوانوں اور بچوں کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

<p>یہ تینوں گروہ معاف ہیں دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے پچہ جب تک باغ نہ ہو اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔</p>	<p>رَفَعُ الْعَلَمُ عَنْ مَلَائِكَةٍ عَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ۔</p>
---	--

اس حدیث کو اہل سنن نے علی و عائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے

اہل علم اس حدیث کے قابل قبول ہونے میں متفق ہیں البتہ وہ بچوں میں تمیز کی قوت پیدا
ہو چکی ہو اس کی عبادات درست ہوتی ہیں اور اس کو ثواب بھی ملتا ہے جمہور علماء کا
یہی مذہب ہے۔ لیکن مجنون مرقوع القلم کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ نہ اس کی عبادات
درست ہیں نہ کفر و ایمان۔ نہ ناز و غیرہ۔ بلکہ عام اہل عقل کے نزدیک وہ تجارت اور صناعت
وغیرہ دنیوی معاملات کا بھی اہل نہیں ہے۔ نہ وہ بزاز ہو سکتا ہے اور نہ عطار۔ لوہار یا بڑھی
یہ اتفاق علماء اس کے وعدے بھی درست نہیں ہیں۔ اس کی خرید و فروخت، نکاح و طلاق،
اقرار و شہادت الغرض ہر طرح کے اقوال غیر معتبر ہیں۔ اس کے اقوال سارے سارے سناٹے
لغوی ہیں۔ اور ان سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔ اور نہ ان
کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ صاحب تمیز بچے کی حالت اس سے مختلف ہے۔ بعض جگہوں
میں اس کے اقوال نص اور اجماع کے مطابق معتبر ہوتے ہیں اور بعض جگہوں میں ان
کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔

جب مجنون کا ایمان و تقویٰ معتبر نہیں اور نہ وہ فرائض و نوافل سے خدا کا قرب
حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تو اس کا ولی اللہ ہونا متنع ہوا اور کسی کو یہ جائز نہیں
کہ اس کے متعلق ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھے۔ قطعاً جبکہ اس پر اس کی دلیل بھی نہ ہو۔ رہا یہ
سوال کہ مجنون کے بعض مکاشفات و تصرفات سننے یا دیکھنے میں آئے ہیں۔ مثلاً کسی نے
دیکھا کہ اس نے کسی کی طرف اشارہ کیا اور اشارہ ایسا سرگیا یا گر پڑا۔ سو یہ ثابت شدہ بات
ہے کہ مشرکین و اہل کتاب میں سے بعض کفار و منافقین کو بھی مکاشفات اور شیطانی تصرفات
حاصل تھے۔ کاہن۔ جادوگر۔ مشرک پجاری اور اہل کتاب وہ وہ شعبہ دیکھتے تھے کہ

لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ اس لئے کسی شخص کو یہ چائز نہیں کہ صرف اس بات کو کسی شخص کے ولی اللہ ہونے کی دلیل قرار دے۔ خواہ اس نے اس میں کوئی ایسی بات بھی نہ دیکھی ہو جو ولی ہونے کو منافی ہو۔ چہ جائیکہ اس شخص میں ایسی باتیں پائی جائیں جو ولی اللہ ہونے کی منافی ہوں۔

اتباع رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

مثلاً یہ معلوم ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واجب ہونے کا ظاہر اور باطناً عقیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع ظاہری کے تابع ہیں نہ کہ حقیقت باطنی کے۔ یا اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء اللہ کے پاس خدا کی طرف جانے کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے علاوہ ہے۔ یا یہ کہے کہ انبیاء نے راستہ تنگ کر دیا ہے۔ یا یہ کہ ان کی پیروی عوام کے لئے ہے نہ کہ خواص کے لئے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ان لوگوں کے عقاید میں داخل ہو گئی ہیں جو ولی ہونے کے مدعی ہوتے ہیں ان لوگوں میں تو یک گو نہ کفر ہے۔ جو کہ سرے سے ایمان کا منافی ہے تا بہ ولایت چرسہ جو شخص اس وجہ سے کسی کو ولی سمجھے کہ اس سے خلاف عادت کوئی کام سرزد ہو گیا ہے وہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ گمراہ ہے۔ اسی طرح مجنون کا مجنون ہونا ہی صحت و ایمان و عبادات کا منافی ہے۔ اور ایمان و عبادات ولی اللہ ہونے کی شرطیں ہیں۔ جو شخص کبھی دیوانہ ہو جائے اور کبھی ہوش میں آجائے اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب وہ ہوش کی حالت میں خدا اور رسول پر ایمان لاتا ہو وافر نفس ادا کرنا ہو اور گناہوں سے پمتا ہو تو یہ شخص جب مجنون ہو جائے تو اس کا جنون اس کو مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس ایمان و تقویٰ کا جو کہ وہ بحالت افاقہ حاصل کر چکا ہے ثواب دے اور اسی کے ساتھ اسے ولایت بھی حاصل ہو اور جو شخص ایمان اور تقویٰ کے بعد مجنون ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ایمان اور تقویٰ کا اجر اور ثواب دیتا ہے۔ اور اس جنون کی وجہ سے جس میں کہ وہ اپنے برے فعل کی وجہ سے مبتلا ہو وہ صانع نہیں کرتا جنون کی حالت میں وہ مرفوع القلم رہیگا ان حالات میں جو شخص ولایت کا مدعی ہو اور وہ ذالمت ادا

نہ کرتا ہو نہ گناہوں سے بچتا ہو بلکہ ایسے کام کرتا ہو جو ولایت کے منافی ہیں تو ایسے شخص کو ولی اللہ کہنا کسی فرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگر مجنوں تو نہ ہو لیکن جنوں کے بغیر ہی بیخود سارہتا ہو یا کبھی جنوں کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہے اور پھر افاقہ ہو جائے لیکن وہ فرائض ادا نہ کرے اور اعتقاد رکھے کہ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع واجب نہیں ہے تو وہ کافر ہے خواہ وہ ظاہراً اور باطناً مجنوں اور مرفوع القلم ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے شخص کو اگر کافروں جیسا عذاب نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عزت کا بھی مستحق تو نہیں ہے جو کہ اہل ایمان اور تقویٰ کے لئے مخصوص ہے ان دو لوگوں پر کسی شخص کے لئے اس کے بارے میں ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں لیکن اگر افاقہ کی حالت میں وہ مومن اور متقی ہو تو اس کے مطابق اس کو ولایت حاصل ہوگی اور اگر وہ افاقہ کی حالت میں کفر و نفاق میں مبتلا ہو۔ پھر اس پر جنوں طاری ہو گیا ہو تو اس کفر و نفاق کی وجہ سے اس کو عذاب ملیگا اور اس کا جنوں اسے اس کفر و نفاق سے دور نہیں کر سکتا جو کہ افاقہ کی حالت میں وہ کما چکا ہے۔

عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں لوگوں سے کسی طرح ممتاز نہیں ہوتے۔ نہ ان کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے نہ وہ بال منڈ وانے یا باؤں کو چھوٹا کرنے میں بشرطیکہ یہ چیزیں مباح ہوں ان کو کوئی خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے چنانچہ کہاوت ہے۔ کس من صدیق فی قباء و کس من ذمذیق فی عباء
بسا اوقات صدیق فاترہ قبا میں لبوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات ذمذیق ہے دین
گوڈری پننے ہوتے ہیں

در ویش صفت باش و کلاہ تتری دار

بلکہ اولیاء اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گروہوں میں موجود ہیں بشرطیکہ وہ ظاہری بدعات اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ لوگ اہل تمیز۔ اہل علم۔ اہل جہاد۔ اہل شمشیر۔ اہل تجارت و صنعت اور اہل زراعت سب لوگوں میں پائے جاتے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قسمیں حسب ذیل بیان فرمائی ہیں:-

لے پیغمبر تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں کبھی رو تھائی رات کے قریب اور کبھی ادھی رات اور کبھی تھائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات اور دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا حفظ نہیں کر سکتے تو اس نے تمہارے سال پر رحم کیا۔ اور وقت کی قید اٹھادی تو اب تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑینگے اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ادھر ادھر ملک میں سفر کر رہے ہونگے اور بعض خدا کی راہ میں دشمنوں سے لڑتے ہونگے۔ تو یہ کہیں جتنا قرآن تہجد میں آسانی سے پڑھا جائے

پڑھا جائے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ
أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ
وَمَثَلَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ
مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ
وَالنَّهَارَ عَلِيمٌ إِنَّ لَنْ تَحْصُوهُ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ
مَرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي
الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ
وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ -

(بک سورہ)

صوفی کی وجہ تسمیہ

سلف صالحین اہل دین و علم کو قاری کہا کرتے تھے۔ چنانچہ علماء اور عبادت گزار لوگ اسی جماعت میں داخل ہیں۔ بسو فیاء اور فقرا کا نام پیدا ہو گیا تھا اور صوفیاء کا نام صوف کے لباس کی طرف منسوب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔ اور یہ ہے کہ لیا گیا ہے کہ اس سے فقہاء کی برتری کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نام صوفیاء بن اورین کی طرف منسوب ہے جو کہ عرب کے ایک قبیلہ کی اورین تھی اور وہ قبیلہ عبادت گزار ہی ہیں مشہور تھائی۔ کہا گیا ہے کہ صوفی کا نام اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ معنی کی طرف منسوب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ منوت کی طرف منسوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلی صف میں کھڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ قول ضعیف ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صوفی

یا عفتائی یا صفوسی وغیرہ کہا جاتا اور صوفی نہ کہا جاتا اور فقرا کے نام کا اطلاق
ابن سلوک پر بھی ہونے لگا اور یہ حال ہی میں مشہور ہوا ہے لوگوں نے اس
میں اختلاف کیا ہے نہ آیا صوفی کا نام افضل ہے یا فقیر کا۔ اس میں بھی اختلاف
ہوا ہے کہ شکر گزار غنی بہتر ہے یا صبر کرنے والا فقیر اور اس مسئلے میں قدیم سے
جھگڑا چلا آتا ہے جنیہ اور ابو العباس ابن عطاء کے درمیان بھی یہ جھگڑا ہوا احمد
بن حنبل سے اس معاملہ میں دو روایتیں ہیں اور صحیح وہی بات ہے جس کی طرف
اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِّنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ
أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ
(پہ ۲۶ ع ۱۳)

لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت
سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور بلادریاں
ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ
اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو تم میں
بڑا پرہیزگار ہے۔

صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ افضل ہیں فرمایا جو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار
ہوں۔ عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا یوسف نبی اللہ ابن یعقوب نبی اللہ
ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ افضل ہیں۔ پھر عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں
پوچھتے تو فرمایا کہ معاویہ عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ النَّاسُ مَعَارِدٌ لِّمَعَارِدِ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْحَبَالِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَهَّمُوا (لوگوں کی مثال بھی
سونے اور چاندی کی کانوں کی ایسی ہے ان میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانے
میں سب سے بہتر تھے ان کو جب سمجھ آ جائے تو اسلام میں بھی سب سے بہتر ثابت
ہوتے ہیں)

فضیلت کا معیار تقویٰ ہے

کتاب و سنت اس پر دال ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو ان

میں سے زیادہ متقی ہیں۔ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَبِيٍّ وَلَا لِعَجَبِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدٍ عَلَى أَيْبَضٍ وَلَا لِأَيْبَضٍ عَلَى أَسْوَدٍ إِلَّا بِالتَّقْوَى النَّاسُ مِنْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ (کسی عربی کو عجمی پر بھی کو عربی پر کلمے کو گورے پر اور گورے کو کلمے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور کلمے تو محض تقوای کی بنا پر۔ لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنایا گیا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَذْهَبَ تَنَكُّرَ عُنْتَبِيَّةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخَّرَهَا بِالْأَنْبَاءِ النَّاسِ أُمَّلَيْنِ مُؤْمِنِينَ تَقِيًّا وَخَاجِرًا شَيْئًا وَاللَّهُ تَعَالَى فِي تَمِّهِ جَاهِلِيَّةِ كَيْفَ زَمَانِهِ كَانُوا زَمَانَهُ كَابَابِ دَانٍ بِفَخَّرْنَا رُورَ كَرِيَابِهِ. لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں متقی مومن اور بدکار مشرک، موحیوں میں انقسام میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے۔ اور جب دونوں تقوای میں برابر ہوں تو وہ دونوں درجہ میں بھی برابر ہیں۔

لفظ فقر کی تحقیق

لفظ فقر سے شریعت میں مال سے فقیر ہونا مراد ہوتا ہے۔ اور غرق کا خانہ کی طرف محتاج ہونا بھی مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ (صدقات فقرا اور مساکین کے لئے ہوتے ہیں) اور فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ (اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فقیروں کی دو قسمیں بیان فرما کر دونوں کی تعریف کی ہے ایک اہل الصدقات اور ایک اہل فقیروں کی پہلی قسم کے متعلق فرمایا:۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُخْسِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ

خیرات ان ما تمندوان کافق...
گھیرے بیٹھے ہیں ملک...
نہیں سکتے۔ جو شخص ان کے حال...
کی خودداری کی وجہ سے ان...
مخاطب تو انہیں دیکھتے تو ان کی صورت سے ان لوگوں...

الْحَافَا

(پ ۵ ع)

پہچان جائے کہ محتاج ہیں مگر ماں لگ پٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔

دوسری قسم کے متعلق جو کہ دونوں میں سے افضل ہے

يَلْفُقِرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ
أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ
يَبْتَئُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ
وَرِضْوَانًا وَيَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

(پ ۶ ع)

وہ مال جو بن لڑے یا تھکے یا بھلا اور حق داروں کے متعلق مہاجرین کا بھی حق ہے جو کافروں کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دے گئے۔ اور اب وہ خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبکاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہی تو سچے مسلمان ہیں۔

یہ ان مہاجرین کی صفت ہے جنہوں نے گناہ ترک کر دئے تھے۔ اور خدا کے

دشمنوں سے ظاہری و باطنی طور پر جہاد کیا تھا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

الْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَ النَّاسَ عَلَى
دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالْمُسْلِمُ
مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ
وَيَدِيهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا
نَهَى اللَّهُ عَنْهُ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ
جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللَّهِ۔

مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال و جان پر امین سمجھیں اور مسلم وہ ہے جس کے لہجہ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو خدا کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو خدا کی ذات کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے

جہاد اصغر و جہاد اکبر

بعض نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ

میں فرمایا۔

ہم چھوٹے جہاد سے واپس لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آگئے ہیں۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى
الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ۔

اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال

کے متعلق علم رکھنے والے لوگوں میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ کفار سے جہاد کرنا سب سے بہتر کاموں میں سے ہے۔ بلکہ وہ ان تمام اعمال سے جنہیں انسان ثواب کے لئے کرتا ہے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جن مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری نہیں اور وہ جہاد سے پیٹھ رہے۔ اور ان کے شریک ہونے کی چیزیں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے ان دوجان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو پیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور یوں خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے۔ اور اللہ سے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو پیشور رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَبِ
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
يَأْتُوا بِالْهَيْمِ وَآَنْفُسِهِمْ تَضَلُّ
اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ يَأْتُوا بِالْهَيْمِ
وَآَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً
وَكُلًّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَى وَ
فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى
الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا

(پتہ ۱۱)

اور فرمایا:-

کیا تم لوگوں سے حاجیوں کے باقی پلانے اور ارباب و
حزرت والی مسجد یعنی خانہ کبرہ کے آباد رکھنے کو اس
شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا۔ جو اللہ اور روز آخرت
پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے اللہ
کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر ہیں
اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست میں دلچسپ کرتا
جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے جہاد کریں اور
اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کریں
لوگ اللہ تعالیٰ کے ماں درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ
وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ
آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا
يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ الَّذِينَ
آمَنُوا وَآَاهَا جُرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ يَأْتُوا بِالْهَيْمِ وَآَنْفُسِهِمْ
أَعْظَمَ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَ

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ، يُبَشِّرُهُمْ
 اللَّهُ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَ
 رِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا
 نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا
 أَبَدًا، إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(پت ۶۹)

یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا
 پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے
 باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو کدو
 آتشائش بیگی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کوا
 ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ بیشک اللہ کے ان ثواب کا
 ذخیرہ موجود ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے
 فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ اسلام لانے
 کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے
 دوسرے شخص نے کہا کہ اگر اسلام لانے کے بعد میں مسجد الحرام کو آباد کئے رکھوں
 تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا ان دونوں سے افضل ہے جو کہ تم نے ذکر کئے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس
 زور سے باتیں نہ کرو۔ لیکن جب نماز ادا ہو چکے گی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 سے یہ مسئلہ پوچھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے متذکرہ بالا آیت
 نازل فرمائی۔ صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں
 نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے
 افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون عمل افضل ہے
 تو فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا خدا کی راہ میں
 کرنا۔ عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ
 باتیں پوچھیں اگر میں اور پوچھتا تو اور بھی بتاتے۔ اور صحیحین ہی میں حضور صلی اللہ
 وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے افضل کونسا عمل ہے
 فرمایا کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا پھر کون؟ تو

کچھ مقبول۔ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ فرمایا اگر تجھے اس کی پروا نہ ہوگی (یا استطاعت فرمایا یا طاقت) اس نے عرض کیا کہ بتا ہی دیجئے فرمایا:-

<p>کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب تم جہاد کے لئے کھڑے ہوتے ہو وہاں یہ بھی کرو کہ روزہ رکھو تو افطار نہ کرو۔ اور نماز پر کھڑے ہو تو کبھی وقفہ نہ کرو۔</p>	<p>مَنْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجْتَ مُجَاهِدًا أَنْ تَصُومَ وَلَا تُفِطِرَ وَ تَقُومَ وَلَا تَفْشُرَ۔</p>
--	--

معاذ پر انوار نبوتی کی بارانِ رحمت

سنن میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت وصیت فرمائی کہ

<p>یعنی اے معاذ جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتے رہو ۲۲۲ گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد جلد شکی کرو کہ اس گناہ کو مٹا دے۔ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ۔</p>	<p>يَا مُعَاذُ أَنْتَ إِتَىٰ اللهُ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَأَتَّبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَحْمُّهَا وَ خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقِ حَسَنِ۔</p>
---	---

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں سو ہر نماز کے پیچھے یہ ضرور کہہ دیا کرو کہ

<p>اے اللہ مجھے توفیق دے کہ تیری یاد اور تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور ابھی طرح تیری بندگی انجام دوں۔</p>	<p>اللَّهُمَّ اَعِنِّي عَلَىٰ ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ حَسَنِ عِبَادَتِكَ،</p>
--	---

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر حضرت معاذ کے پاس بیٹھے ہوئے فرمایا کہ اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنے بندوں پر خدا کا کیا حق ہے رسماً فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اس کو ابھی طرح جانتے

ہیں حضور نے فرمایا ان پر خدا کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں (پھر فرمایا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ حق ادا کر دیں تو خدا پر ان کا کیا حق ہو جاتا ہے معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "بندوں کا حق خدا پر یہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو شکر اور سپاس دے" یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ ہی سے فرمایا "سب کاموں کی جڑ اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور سب سے بلند عمل جہاد ہے پھر فرمایا میں تمہیں نیکی کے دروازے ہی کیوں نہ بتا دوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو اس طرح بکھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور اسی طرح آدمی رات کے وقت نماز پڑھنا نیکی کے دروازوں میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی

رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ بھی ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

سَتَجَافِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ تَحْتَهُمْ خَوْنًا وَ طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ -

(سورہ ہاع)

پھر فرمایا اے معاذ میں تجھے وہی چیز کیوں نہ بتا دوں جس پر ان تمام باتوں کی قبولیت کا مدار ہے۔ حضور نے معاذ کی زبان پکڑ کر فرمایا اپنی اس زبان کو قابو میں رکھ۔ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہو گا۔ حضور نے فرمایا تجھ پر ماں کی پھٹکار معاذ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آگ میں جو لوگ نمتھنوں کے بل اوندھے گرائے جائیں گے وہ

اپنی بدانتی کی ہی زبانوں کے باعث ہی ہلاک ہو گئے۔ اس کے بیان میں صحیحین ہی کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ | جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے
چاہئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

اچھی بات کرنا اس سے بہتر ہے کہ اچھی بات سے خاموشی اختیار کر لی جائے

اور بری بات سے خاموش رہنا بری بات کہہ دینے سے بہتر ہے۔

دائمی خاموشی ممنوع ہے

یہی دائمی خاموشی سو وہ بدعت ہے اور اس کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح روٹی اور گوشت کھانا اور پانی پینا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی بڑی مذموم بدعت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ابوہریرہ ہے اس نے نذر مانی ہے یعنی دھوپ میں کھڑا رہتا ہے سائے سے پرہیز کرتا ہے۔ باتیں نہیں کرتا اور روزہ رکھے رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دیدو کہ بیٹھ جائے۔ اور اپنے اوپر سایہ کرے۔ باتیں کرے۔ اور روزے کو پورا کرے۔ صحیحین میں حضرت انس کی روایت سے ثابت ہے کہ چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کئے گویا وہ دریافت کرتے تھے کہ ان میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت گزار ہے۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے ہم میں سے کون رسول معلم کے برابر ہے ہمیں ان سے زیادہ عبادت کرنی چاہئے کیونکہ ان کے گناہ سب معاف تھے پس ایک نے کہا میں۔ روزہ رکھوں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا میں نماز پڑھوں گا اور سوؤں گا نہیں۔ تیسرے نے کہا میں گوشت نہ کھراؤں گا چوتھے نے کہا میں بیویوں سے نکاح نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں میں تو روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو سوتا بھی ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بیویاں بھی رکھتا ہوں

پس جو شخص میری سنت سے پیگاہ وہ مجھ سے نہیں ہے یہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی طریق پر چل کر یہ خیال کرے کہ اس کا طریق بہتر ہے تو وہ اللہ اور رسول سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۲۵

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا
مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ - (پ ۶۶)

جو شخص ملت ابراہیم سے ہٹتا ہے وہ آدمی بیوقوف ہے

بلکہ ہر مسلم پر یہ عقیدہ واجب ہے کہ بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضور ہر جمعہ کو یہ باتیں خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

فصل

اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے

ولی اللہ کے لئے معصوم ہونا یا خطا اور غلطی سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علم شریعت کی بعض باتیں بھی اُسے معلوم نہ ہوں اور دین کے بعض امور میں بھی اسے مغالطہ ہو اور یہ سمجھنے لگے کہ فلاں امور کا خدا نے حکم دیا ہے اور فلاں سے منع کیا ہے حالانکہ دراصل ایسا نہ ہو۔ بعض خوارق عادات کو اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطانی حرکات ہوں جنہیں شیطان نے اس کا درجہ گھٹانے کے لئے باعث شبہ بنا دیا ہو۔ اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شیطان کی حرکات ہیں۔ ان کے باوجود ہو سکتا ہے کہ وہ ولایت کے درجے سے خارج نہ ہو کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ناس نمت سے خطا۔ نسیان اور ایسی باتوں سے جو ان سے بدرجہ مجبوری سرزد ہوں معاف رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِنَّ الرُّسُولَ بِمَا أُزِلَ إِلَيْهِ | اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا اس پر

رسول اور مومنین سب ایمان لائے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں ہم پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے اور بول اٹھے کہ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا ہے ہمارے پروردگار میں تیری ہی مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف ٹوٹ کر جانا ہے۔ نہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا، اسی قدر جس کی اٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔ جس نے اچھے کام کئے تو ان کا نفع بھی اس کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے ان کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے بار پروردگار! اگر ہم جنوں جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو نہ پکڑا اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پیٹے ہو گذرے ہیں جس طرح ان پر تو نے بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے واگزار اور ہمارے گناہوں کو معاف کر او۔ ہم پر رحم کر تو ہی اے مہربان خدا تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا اور فرمایا ہے کہ میں نے یہ کرویا۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی

اگر تم ظاہر کرو اس چیز کو جو کہ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے ہی لے گا

مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كَلَّ
 اٰمَنَ يٰلَٰهُ وَ مَلِكٍ كَتَبَ وَ كَتَبَ
 وَ رُسُلِهِ لَا نَفَرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ
 مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَ
 اطعنا غفرا نك ربنا و اليك
 المصير، لا يكلف الله نفسا
 الا و سعتها لها ما كسبت و
 عليها ما اكسبت ربنا لا
 تؤاخذنا ان نسينا و اخطانا
 ربنا و لا تحمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا
 كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
 قَبْلِنَا رَبَّنَا و لا تحمِلْنَا مَا لَآ
 طَاقَةَ لَنَا بِهِ و اعفُ عَنَّا
 وَاغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا اَنْتَ
 مَوْلَانَا فَاَنْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
 الْكَافِرِينَ "

(پ ۷۸)

اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ
 اَوْ تَخْفُوْا لَيُخَاسِبِكُمْ بِذٰلِكَ اللّٰهُ

فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پتہ ۷۰) | اور جسے چاہیگا بخش دیگا۔ اور جسے چاہیگا عذاب دیگا اور جسے چاہیگا ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ان کے دلوں میں کوئی ایسی بات داخل ہوئی جس سے زیادہ سخت اس سے پہلے کبھی داخل نہیں ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو۔

سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا۔ | ہم نے سنا۔ ہم نے مانا اور سر تسلیم خم کر دیا۔

فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا اتقا کیا اور یہ آیت نازل کی۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا الخ۔ جب انہوں نے کہا اے خدا اگر ہم سے بھول چوک

ہو جائے تو ہمیں نہ پکڑ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد فعلت (میں نے ایسا کر دیا یعنی معاف کر دیا)

پھر انہوں نے کہا اے اللہ ہم پر ان لوگوں جیسا بوجھ نہ ڈال جو کہ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا قد فعلت یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار

ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہ ہو ہم سے درگزر کر ہمارے گناہوں کو بخش دے

ہم پر رحم کر تو ہمارا مردگار ہے اور تو کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ اس کے جواب

میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کر دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ

مِثْرًا وَلَٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ

(پتہ ۷۰) | اور نہیں ہے تم پر گناہ اس بات میں کہ جو بھول چوک سے ہو جائے۔ لیکن اس میں گناہ ہے جس کو تمہارے

دل جان بوجھ کر کریں۔

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابو ہریرہ اور عمر و ابن الخطاب رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی مرفوع روایت ہے کہ حضور نے فرمایا ہے۔

إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ

أَجْرَانِ وَإِنْ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ۔

جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر غلط نکلے تو اس کا ایک اجر ہے۔

خطا کرنے والے مجتہد کو گناہ گار نہیں ٹھہرایا بلکہ اس کے لئے ایک اجر رکھا جو کہ

اجتہاد کرنے کا صلہ ہے اور اس کی خطا معاف کر دی لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد ٹھیک نکلے

دو اجر حاصل کرتا ہے اور وہ پہلے سے افضل ہے۔

الہام کی صحت کا معیار

اسی لئے جب ولی اللہ کے لئے غلطی کا امکان ہے تو لوگوں کو اسکی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہاں البتہ نبی ہو تو اور بات ہے اور ولی اللہ کے لئے یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان تمام چیزوں پر اعتقاد کرے جو کہ اس کے دل پر القا ہوتی ہیں البتہ کہ وہ موافق شریعت ہوں اپنے الہام۔ مکالمہ۔ اور مخاطب جسے وہ خدا کی طرف سے سمجھے، بھروسہ نہ کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سب کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی کسوٹی پر پڑھے لے اگر موافق نکلے تو منظور کرے اور اگر مخالفت ہو نہ قبول کرے۔ اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ موافق ہے یا مخالف تو اس پر تامل کرے۔

غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کا منافی نہیں

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں دو قسمیں دونوں انتہاؤں پر ہیں ایک وسط میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کہ کسی شخص پر ولی اللہ ہونے کا عقیدہ جمالیئہ میں پھر جو بات بھی اس کے خیال میں خدا کی القا کی ہوئی بات ہو اس سے موافقت کر لیتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتے ہیں دوسری قسم اس شخص کی ہے جو کہ کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ سمجھے تو اس شخص کو ولایت ہی سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ وہ مجتہد مخطی ہی کیوں نہ ہو لیکن بصدق خیال الامور و ساطہا بن صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو ولی اللہ کو مہر سمجھا جائے اور نہ گنہگار۔ جب اجتہاد میں خطا کرے تو اس کی ہر بات کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ اس کے اجتہاد کے ساتھ کفر و فسق کا حکم لگایا جائے۔ لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعے بھیجی ہے لیکن جب بعض فقہاء کے قول کا خلاف کرے اور بعض سے موافقت کرے تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے قول مخالف سمجھے اور کہے کہ یہ مخالفت شرع ہے۔ اور سمجھیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:۔

قَدْ كَانَ فِي آيَاتِ مُحَمَّدٍ مَّحَدَّ ثُونَ فَإِنْ
تَمَّ سَمَّ فِي الْأَتُونَ فِي مَدَّ هُوَ كَدَّرَ فِي أَوْرَارِ
يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدًا قَمَّرَ مِنْهُنَّ
بِئْرِي أَمَّتْ فِي بِي مَدَّ هُوَ كَدَّرَ فِي أَوْرَارِ

ترندی وغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔
 كَوْلَّمَا بُعِثَ فِيكُمْ لَبِئْتُمْ نَبِيَّكُمْ | اگر میں تم میں سے مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ مبعوث
 عُمَرُ رَضِيَ - ہوتے

ایک اور حدیث میں ہے :-

إِنَّ اللَّهَ صَوَّبَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ | اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان دل اور منہ کو حق سے معمور
 عُمَرَ وَقَلْبِهِ وَفِيهِ كَوَلَّمَا كَانَ نَبِيٌّ | کر دیا ہے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ
 بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ | ہوتا۔

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ہم یہ خیال کرنے لگ جاتے
 تھے کہ عمرؓ کی زبان سے نشلی برس رہی ہے۔ شعبیؓ کی روایت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب
 سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کبھی حضرت عمرؓ یہ فرماتے تھے کہ میری رائے یہ ہے
 تو ایسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ وہ کہتے تھے۔ قیس ابن طارق سے روایت ہے آپ فرماتے
 ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے فرشتہ باتیں کر رہا ہے اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ
 فرمانبردار لوگوں کے منہ سے قریب ہو کر باتیں سنا کرو۔ کیونکہ ان پر سچی باتیں کھلتی ہیں
 اور وہی سچی باتیں جن کے متعلق حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی ہے
 کہ وہ فرمانبردار لوگوں پر منکشف ہوتی ہیں اولیاء اللہ کے لئے بھی اللہ کی طرف سے منکشف
 ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ اولیاء اللہ سے مخاطبہ اور مکاشفہ ہوتا ہے اور ان لوگوں میں
 سب سے افضل امت محمدیہ میں ابو بکرؓ کے بعد عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بڑا درجہ ابو بکرؓ کا ہے پھر عمرؓ کا۔ صحیحین میں حضرت
 عمرؓ کے متعلق محدث ہونے کی تعیین ثابت ہے جو محدث اور مخاطب امت محمدیہ میں ہوگا
 حضرت عمرؓ اس سے افضل ہونگے۔ اس کے باوجود عمر وہی کرتے تھے جو کہ ان پر واجب ہوتا
 تھا اور جو کچھ ان پر القا ہوتا تھا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سامنے پیش
 کرتے تھے کبھی وہ موافق نکلتا تھا۔ اور یہ حضرت عمرؓ کے فضائل میں داخل ہے جیسا کہ ایک
 سے زیادہ مرتبہ فرمان باری یعنی قرآن کریم کی آیت حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل

ہوئی۔ اور کبھی ان کا الہام شریعت کے مخالفت بھی ہو جاتا تھا اس صورت میں وہ اس سے
 رجوع کرتے تھے جیسا کہ انہوں نے یوم حدیبیہ میں رجوع کیا تھا جب کہ حضرت عمرؓ کی یہ رائے
 تھی کہ مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے اور بخاری وغیرہ میں مشہور حدیث ہے کہ نبی صلی
 اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں عمرہ کے لئے سفر کیا اور ان کے ساتھ خریبا چودہ سو مسلمان تھا
 جنہوں نے درخت کے نیچے آپیٹا بیوت کی اور مشرکین سے اس شرط پر مصالحت کرنی تھی کہ
 حضور اس سال واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کریں گے اور ان کے لئے ایسی شرطیں
 رکھیں جن میں مسلمانوں پر بظاہر کمزوری کا ثنائیہ نظر آتا تھا بہت سے مسلمانوں کو یہ بات
 ناگوار گذری حالانکہ اللہ اور رسول زیادہ اچھا جانتے تھے اور اس کی مصدحتوں سے آگاہ تھے
 حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جن کو یہ معاہدہ ناپسند تھا۔ حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے عرض کی گئی کہ رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور
 نے فرمایا بیشک حضرت عمرؓ نے عرض کیا، کیا ہمارے مقولہاں جنت میں اور ان کے مقولہاں
 دوزخ میں نہ جائیں گے؟ حضور نے فرمایا بیشک جائیں گے۔ تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں بیٹے
 رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا کا رسول ہوں وہ میرا مددگار ہے اور میں کبھی
 نافرمانی نہیں کر سکتا، پھر عرض کی کیا آپ ہم سے یہ نہ کہتے تھے ہم بیعت اللہ میں داخل ہو
 اور اس کا لواف کریں گے، فرمایا بیشک، لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا اسی سال داخل ہو گے؟
 عرض کی کہ نہیں۔ حضور نے فرمایا تو پھر تم بیعت اللہ میں داخل ہو کر اس کے لئے اس کا لواف
 کرو گے۔ اس کے بعد عمر ابو بکر رضی اللہ عنہما، ابی بکرؓ اور وہابیؓ نے بیعت اللہ میں داخل
 اللہ علیہ وسلم سے کی تھیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی جواب دیا جو رسول اللہ
 علیہ وسلم نے دیا تھا حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حضرت ابو بکرؓ سے تھا کہ میں نے
 حدیث اتنی تھی کہ حضرت ابو بکرؓ نے بیعت حضرت عمرؓ سے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے
 بلحاظہ وافتتہاں کاں تھے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور اپنی نظر کا لواف
 میں کئی اعمال بجالائے۔ اسی طرح جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات ہوئی تو عمرؓ نے
 آپ کی موت سے پہلے تو انکا کہہ دیا جو حسب حدیث حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ سے

فوت ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کیا اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جہاد کے مسئلے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ آپ کیسے لوگوں کے ساتھ جہاد کریں گے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے ”میں اس پر مامور ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ خدا کے ایک ہونے کی شہادت نہ دیدیں اور مجھے رسول اللہؐ نہ تسلیم کر لیں اور جب وہ ایسا کر دیں تو ان کے مال و جان مجھ سے محفوظ ہیں الا یہ کہ وہ مال و جان کے بدلے میں لئے جائیں ابو بکرؓ نے فرمایا کیا رسول اللہؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب یہ لوگ اسلام کا حق دہائیں تو ان کے مال و جان کا لینا جائز ہے۔ سو زکوٰۃ اسلام کا حق ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر وہ بکری کا وہ بچہ بھی جو کہ وہ رسول اللہؐ کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دینگے تو میں اس کے بدلے ان سے جہاد کروں گا۔ عمرؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔

حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ مَا لَمْ يَقُلْ إِلَّا بِحَقِّهَا فَإِنَّ الزَّكَاةَ مِنْ حَقِّهَا وَاللَّهُ كَوَّ مَنَعُونِي عِنَّا قَاتًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَاتِلَتُهُمْ عَلَى مَنَعِيهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ بِالْقِتَالِ فَعَلِمْتُ أَنََّّهُ الْحَقُّ ۝

صدیق کو محدث پر کیوں ترجیح حاصل ہے؟

اس کی کئی نظیریں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح حاصل ہے۔ حالانکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث ہیں کیونکہ صدیق کا مرتبہ محدث کے مرتبہ سے بلند تر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق جو کچھ بھی کہتا ہے یا کرتا ہے تو وہ رسول معصوم سے سیکھتا ہے۔ اور محدث بعض باتیں

اپنے دل سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا دل معصوم نہیں ہے۔ ان کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے دل کے انفعالات کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور ان سے مناظرہ کیا کرتے بعض امور میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے۔ اور بعض میں ان سے مناظرہ فرمایا کرتے تھے آپ ان کو اور وہ آپ کو کتاب و سنت سے دلائل سنایا کرتے تھے مناظرہ کر کے اپنی بات منوایا کرتے۔ لیکن یہ کبھی نہ کہتے تھے کہ میں محدث ہوں۔ ملہم ہوں۔ اور مجھ سے خطاب ہوتا ہے۔ اسی لئے تم لوگوں کو میری بات مان لینا چاہئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ جو شخص ولی اللہ ہونے کا دعویٰ کرے یا اس کے دوست اس کو ولی اللہ کہیں اور یہ سمجھیں کہ اس سے خطاب ہوتا ہے اس لئے اس کے پیروں پر اس کی ہر بات مان لینا ضروری ہے۔ اس سے مناظرہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور کتاب و سنت ملحوظ رکھنے کے بغیر ہی اس کا حال تسلیم کر لینا چاہئے۔ تو یہ مدعی اس کے دوست جو اس دعویٰ میں شریک ہیں خطا کار ہیں اور ایسے لوگ گمراہ ترین لوگوں میں سے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے افضل ہیں آپ امیر المؤمنین ہیں۔ تاہم مسلمان ان سے جھگڑاتے تھے۔ اور کتاب و سنت کے مطابق آپ لوگوں پر اور لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے۔

انبیاء اور اولیاء میں فرق

امت کے تمام سلف صالحین اور ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی کوئی شخص بھی کیوں نہ ہو اس کے بعض قول قبول کئے جا سکتے ہیں اور بعض ترک کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ انبیاء اور غیر انبیاء کا فرق ہے۔ انبیاء صلوات اللہ علیہم اللہ عزوجل سے جو باتیں لائیں ان سب پر ایمان لانا ضروری اور ان کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ اولیاء کے ہر حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ اور نہ ان کی ہر بات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا حکم اور ان کی خبر کتاب و سنت کے سامنے پیش کی جائے تو کتاب و سنت کے موافق نکلا وہ مان لیا جائیگا۔ اور جو کتاب و سنت کے مخالف ہو

وہ روک دیا جائیگا۔ اگرچہ اس مخالف کتاب و سنت بات کے کہنے والا اولیاء اللہ ہی میں سے کیوں نہ ہو اور وہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو جس کی خطا معاف کر دی گئی ہو۔ اور اسے بتہا کا اجر بھی دے دیا گیا ہو۔ لیکن جب اس کا قول کتاب و سنت کے مخالف ہوگا۔ تو اس میں وہ خطا کار سمجھا جائیگا۔ اور جو شخص حسب استطاعت خدا سے ڈرتا رہے۔ اس کی خطا معاف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا تَقْوَى اللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن) | جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور یہ تفسیر ہے اللہ کے اس قول کی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ - (پ ۷ ع ۱)

ابن مسعود اور دیگر صحابہ فرماتے ہیں کہ اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کی یاد کی جائے اور اس کو فراموش نہ کیا جائے۔ اس کا شکر کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ اور یہ سب کچھ حسب استطاعت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ ۷ ع ۸)

اور فرمایا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (پ ۷ ع ۱۲)

اور فرمایا ہے۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے مقصد بھر نیک عمل بھی کئے اور ہم تو کسی شخص پر اس کی سزا سے بڑھ کر بوجھ ڈالا ہی نہیں کرتے یہی لوگ جنتی ہوں گے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

انصاف کے ساتھ پوری پوری مابپ کرو۔ اور پوری پوری قول۔ ہم کسی شخص پر اس کی سمائی سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انبیاء جو کچھ لائے اس پر ایمان لانا

ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ
إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ
وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ
وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ
وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ
أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ أَكْرَمُ الْمَوْلُودِ

(پ ۶۶)

اور فرمایا:-

الْعَمَلُ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ
هُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ
مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ
يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ
وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ
هُمْ يُوقِنُونَ، أُولَٰئِكَ عَلَىٰ
هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُنْفَعُونَ۔ (پ ۶۷)

۲۶ مسلمانوں تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے ان پر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا۔ اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے۔ اور اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں

۲۷۔ وہ کتاب ہے جس کے کلام الہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ پر سیز کاروں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھنے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں سے راہ خدا میں ہی خیر رکھتے ہیں اور اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتری اور تم سے پہلے اتریں۔ ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور جہنم میں ان کی مرادیں پائیگی

اور فرمایا:-

لَيْسَ الْمِيرَانُ تَوَلَّوْا وَجُوهَكُمْ
قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ
الْمِيرَانَ مَنْ يَأْتِي بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ
وَالشَّيْئِينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى
حُبِّ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ
وَ فِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَ
آتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ
إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي
الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ
أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُونَ - (پ ۷۶)

مسلمانوں نیکی ہی نہیں کہ نماز میں اپنا منہ مشرق کی طرف
کر لو۔ یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے
جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں
اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مالی عزیزانہ کی
حسب پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور
مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی وغیرہ کی
قید سے لوگوں کی گردنوں کے چھڑانے میں دیا۔
اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے۔ جب کسی باع
کا اقرار کر لیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگدستی
اور ہلاچلی کے وقت میں ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ
ہیں جو دعویٰ اسلام میں سچے نکلے۔ اور یہی ہیں جن
کو پرہیزگار کہنا چاہئے۔

اس سب مذکور سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کتاب و سنت کی پابندی
لازمی ہے اور اولیاء اللہ میں کوئی ایسا معلوم نہیں ہو سکتا جو کتاب و سنت کو ملحوظ رکھنے
کے بغیر ہر اس بات کو جو اس کے دل میں القا ہو واجب الاتباع سمجھ لے۔ یا کوئی اور
اس کی پیروی کرے۔ اس پر اولیاء اللہ کا اتفاق ہے۔ جو شخص اس کا خلاف کرے وہ
ان اولیاء اللہ سے نہیں ہے۔ جن کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بلکہ ایسا شخص
یا تو کافر ہوگا۔ یا حد سے زیادہ جاہل ہوگا۔

مشائخ کے اقوال اور پابندی کتاب و سنت

سلیمان دارانی کا قول

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ شیخ ابوسلیمان دارانی نے فرمایا ہے إِنَّهُ لَيَقَعُ فِي قَلْبِي السُّكُوتُ مِنْ تَكَلُّبِ الْقَوْمِ فَلَا أَقْبَلُهَا إِلَّا بِشَاهِدِينَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ یعنی میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے نکتہ وارد ہوتا ہے۔ تو میں کتاب و سنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا۔

حضرت جنید کا قول

ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علمنا هذا مقید بالکتب والسنة فمن لم يقرأ القرآن ويكتب الحديث لا يصلح له ان يتكلم في علمنا یعنی ہمارا یہ علم و لایت کتاب و سنت کا پابند ہے۔ جو شخص قرآن جانے اور حدیث نقل نہ کرے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ ہمارے علم کے بارے میں بات تک بھی کرے۔ (یہ فرمایا کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے)

ابو عثمان نیشاپوری کا قول

ابو عثمان نیشاپوری فرماتے ہیں من امر السنة على نفسه قولاً و فعلاً نطق بالحكمة و من امر اللهو على نفسه قولاً و فعلاً نطق بالبدعة لان الله يقول وان تطيعوه تهتدوا۔ جو شخص قولاً و فعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے، وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جو قولاً و فعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بناتا ہے وہ بدعت کی بات کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے: **وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا** (پ ۱۳۷) | اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ سہ مالگے۔ ابو عمرو بن عبید فرماتے ہیں کہ ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب و سنت سے نہ ہو باطل ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں۔ وہ کسی آدمی کو وئی آتے سمجھ لیتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی ہر بات قابل قبول اور اس کا ہر فعل قابل تسلیم ہوتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا شخص اس

کی موافقت کرنے لگتا ہے۔ اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر تمام لوگوں پر فرض قرار دی ہیں جن کی خبروں کی تصدیق جن کے احکام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور جو باتیں اہل جنت و اہل دوزخ سعید و شقی کے مابین وجہ امتیاز ہیں ان کی مخالفت کرنا ہے۔ جو شخص ایسے لوگوں کی اتباع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے زیاں کار اور مجرم ہے۔ رسول کی مخالفت اور اس شخص کی موافقت ایسے شخص کو پہلے تو بدعت اور مگر ابھی کی طرف اور پھر کفر و نفاق کی طرف گھسیٹ لے جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق بن جاتا ہے۔

اور جس دن نافرمان اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کسے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ دین کے رستے لگ لیتا ہاے میری کجختی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس نے تو نصیحت کے آئے پیچھے بھی مجھے اس سے بہکا دیا۔ اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ
يَقُولُ يَلْبِئْتَنِي تَخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا
يَوْمَ يَلْتَمِسُ الَّذِينَ لَبِئْتَنِي لَمَّا تَخَذُوا مَعَنَا سَبِيلًا
لَقَدْ أَضَلَّتْ عَنَّا الذِّكْرَ بَعْدَ إِذْ جَاءَنَا نَبِيٌّ
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا
(پ ۱۹ ع)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ وہ دن ہوگا جب کہ ان کے سزا آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ اور افسوس کے طور پر کہیں گے کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ کا حکم مانا ہوتا۔ اور اے کاش ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا اور انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تو اے ہمارے پروردگار ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سی بڑی لعنت کر

يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي السَّيِّئَاتِ
يَقُولُونَ يَلْبِئْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ
أَطَعْنَا الرَّسُولَ، وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا
أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكِبْرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا
السَّبِيلَ، رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ
مِنَ الْعَذَابِ وَاللَّعْنَةُ لَعُنَّا
كَبِيرًا -

(پ ۲۲ ع)

اور فرمایا:

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اور کوئی بھی شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہئے، ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات ان ظالموں کو عذاب کے دیکھنے پر سوجھ پڑتی ہے۔ اے کاش اب سوجھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے۔ یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہو گا۔ کہ اس وقت گرو اپنے چیلے چانٹوں سے دست بردار ہو جائینگے اور عذاب آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ اور ان کے آپس کے تعلقات سب ٹوٹ ٹاٹ جائینگے۔ اور چیلے بل اٹھینگے کہ اے کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا میں پھر لوٹا کر جانا ہے تو جیسے یہ لوگ آج ہم سے دست بردار ہوئے اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہو جائیں۔ یوں اللہ ان کے مال ان کے لئے، بیٹا ان کو نکال دے اور ان سے ہر چیز سے دست و کھائی دینگے۔ اور اس پر بھی ان کو دوزخ سے نظرنا نصیب نہیں ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ، إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَمِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَن لَّنَا كَرَّةٌ فَتَبَرَّأْنَا مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّأُوا مِنَّا، كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ

(نپ سہ)

یہ لوگ ان نصاریٰ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے ملکا اور درویشوں کو خدا کے علاوہ پروردگار بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو بھی بنا لیا۔ وہ نامور اس کے تھے کہ ایک خدا کی پرستش کرتے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ جو شرک کرتے ہیں اس سے دو پاک ہے اور سندن میں ہے اور تندی نے بھی اس کی تفسیر کی ہے کہ عدی ابن حاتم نے اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کی بندگی تو نہیں کی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں

نے ان کے لئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا انہوں نے ان کی یہ بات مان لی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے ان کی عبادت کی اس لئے ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اصول کو ضائع کر کے وصول کو حرام بنا دیا کیونکہ اصل الاصول اس چیز پر ایمان لانا ہے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے اللہ پر رسول پر اور اس کی شریعت پر ایمان لانا لابدی ہے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں جنوں عربوں عجمیوں عالموں عابدوں بادشاہوں اور رعیتوں انرض نما لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے اللہ عزوجل کی راہ کسی مخلوق پر اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک وہ ظاہراً و باطناً رسول اللہ کا اتباع نہ کرے حتیٰ کہ موسیٰ عیسیٰ اور دوسرے انبیاء بھی حضور کو پالیتے تو ان پر حضور کا اتباع واجب ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

اور اے پیغمبر ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو اپنی کتاب اور عقل سلیم دیں اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد دیا ہے اس کو تسلیم کیا پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا نے فرمایا اچھا تو آج کے قول و اقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ تو بات کے اس قدر پکے ہوئے پیچھے جو کوئی قول سے منحرف ہو تو وہی لوگ

نافرمان ہیں

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ أَصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَ أَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ -

(پ ۳ ع ۶)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں پیدا

کیا جن سے یہ عمدہ لیا ہو کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ (۳۱) نے مرنبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے یہ عمدہ لے لے کہ اس امت کی زندگی میں حضرت محمد مبعوث ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(اے پیغمبر کیا تم نے ان منافق مسلمانوں کے حال پر نظر نہیں کیا جو منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر اتارا گیا ہے اور ان کے ایمان کی باتوں پر بھی جو تم سے پہلے اتاری گئی ہیں اور چاہتے ہیں یہ کہ اپنا مقدمہ ایک شریر کے پاس لیجائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو پھٹکار کر باہر راست سے بڑی دھوکے بجائے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ نے جو حکم ان پر ہے اس کی عزت اور رسول کی طرف رجوع کریں تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ وہ تمہارے پاس آنے سے کہتے ہیں تو اس وقت ان کی کیسی کچھ رسوائی ہوگی جب ان ہی کے اپنے کتوت کی وجہ سے ان پر کوئی نسبت آپڑے تو تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے ددڑے آئیں کہ بخدا ہماری غرض تو سوک اور میل ملاپ کی تھی۔ ایسے دن ہیں کہ جو فساد ان کے دلوں میں ہے بس خدا ہی کو خوب معلوم ہے۔ تو اے پیغمبر ان کے جیسے نہ بڑھو اور ان کو سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں کرو کہ اچھی نظر ان کے ذہن نشین ہو جائیں اور جو رسول ہم نے بھیجا اس سے بچیں۔ ہمارا مقصد وہی رہا ہے کہ اللہ نے تم سے اس کا کیا بیان کیا ہے اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر نفل کیا تھا اگر اس وقت یہ تو تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسول ان کی معافی چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ قبول کرنا اور ایمان

الْمُتَرَاوِي الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ
آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ
مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يُتَحَاكَمُوا
إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا
بِهِمْ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا
إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُتَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا
فَكَيْفَ إِذَا صَاحَبْتَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا
قَدَّمْتُمْ آيَاتِنَا بِهِمْ شُرَجَّاءُ وَكَفَى
بِخَافُونَ بِاللَّهِ إِذْ أُرْدُنَا إِلَّا إِحْسَانًا
وَتَوْفِيقًا، أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ
اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظُهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا
بَلِيغًا، وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ
إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ
إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدَ اللَّهُ تَوَّابًا رَّحِيمًا
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى

يُحَايِيكَ قِيَمًا شَجَرَ بَيْنَهُمْ شَمًّا لَا
يَجِدُ وَافِيًا لِنَفْسِهِمْ حَرَجًا تَمَّا قَضَيْتَ
وَيَسْلِمُوا تَسْلِيمًا -

(آیت ۷۱)

ہے پس اے پیغمبر تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ
اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی
نہیں بلکہ جو کچھ فیصلہ کرو اس سے کسی طرح دلگیری نہ ہوں۔
بلکہ قبول کر لیں جب تک ایسا نہ کریں یہ یومین نہیں ہو سکتے

غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کریں اس وقت تک ان کو ایمان سے بہرہ نہیں اور جس نے ذرا بھی رسول کی
شریعت کی مخالفت کی اور جسے وہ ولی اللہ سمجھتا رہا۔ اس کا منقلد بنانا اس نے اپنی
بات کی بنا اس پر رکھی کہ وہ ولی اللہ ہے اور ولی اللہ کسی بات کی مخالفت نہ کی جائے۔ حالانکہ اگر یہ شخص
سب سے بڑے اولیاء اللہ میں سے ہو جیسے کہ صحابہ کرام اور تابعین تھے۔ تو جب بھی اس کی وہ بات نہ
مانی جائے گی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ چہ جائیکہ ان سے کم درجے کے اولیاء کی باتیں ماننی جائیں اور بسا
اوقات تو ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کو محض اس بنا پر ولی اللہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس سے بعض خوارق عا
اور بعض عجیب تصرفات ظاہر ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ وہ کسی طرف اشارہ کر دے اور وہ مرجائے۔ یا ہوا میں
اڑنے لگے وغیرہ پہنچ جائے۔ یا کبھی کبھی پانی پر چلے یا ہوا سے لوٹا۔ بھرے یا بعض اوقات غیب سے خرچ
کرے یا کبھی کبھی لوگوں کی آنکھوں سے روپوش ہو جائے۔ یا بعض لوگ اس کے پاس داد خواہی کریں
وہ غائب یا مردہ ہو اور اس کے باوجود وہ اسے دیکھیں کہ وہ آیا اور حاجت پوری کر دی یا وہ لوگوں
کو گم شدہ چیزوں کی خبر دے۔ کسی گم شدہ آدمی یا مریض کا حال بتائے دے علیٰ ہذا القیاس۔ ان باتوں میں
کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی دلیل ہو کہ ان اوصاف والا آدمی ولی اللہ ہے بلکہ اولیاء اللہ اس پر
متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے جب تک
کہ یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ وہ کہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتا اور امر و نہی میں ان کے
موافق چلتا ہے۔

اور اولیاء اللہ کی کرامات ان خوارق العادات سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔ ان خوارق عادات
والا آدمی ولی اللہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور عدو اللہ بھی کیونکہ خوارق عادات کفار مشرکین۔ اہل کتاب۔
منافقین۔ اہل بدعت اور شیطانیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا جائز نہیں ہے کہ جس شخص
میں ان میں سے کچھ باتیں ہوں وہ ولی اللہ ہے۔ بلکہ اولیاء اللہ کا اعتبار ان کی صفات ان کے افعال اور

ان کے ان حالات سے ہوتا ہے جو کتاب و سنت کے تابع ہوں اور ان کی پہچان ایمان و قرآن کی روشنی سے اور شریعت ظاہری اور یقین باطنی کے حقائق سے ہوتی ہے۔

محبوب نجاستوں اور کتوں سے پرہیز نہیں کرتے

مثال کے طور پر غور کیجئے کہ اس طرح کی خلاف عادت باتیں بعض اوقات ایسے لوگوں میں بھی پائی (۳۲) جاتی ہیں جو وضو بھی نہیں کرتے۔ فرض نمازیں بھی ادا نہیں کرتے۔ نجاستوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ کتوں کی محفل میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حماموں۔ قبرستانوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑے رہتے ہیں۔ ان سے بدبو آتی ہے شرعی غسل و وضو نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں جنسی یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ان عادات کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطان کی سیرگاہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ان دو خبیث درختوں سے پھل کھائے گا وہ ہماری اس مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے نبی آدم کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور ان ہی کو پسند کرتا ہے۔ جو پاک سات اور ستھرے رہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شائستہ ہے اور شائستہ ہی کو پسند کرتا ہے نیز فرمایا ”پانچ چیزیں بری ہیں جو محل و حریم دین میں قتل کی جائیں۔ سانپ۔ چوہا۔ کوا۔ چیل۔ کائٹنے والا کتا“ ایک روایت میں سانپ اور بچھو کا لفظ آیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا جس نے کنار کھا۔ اور وہ کتا، اٹھ سے کھینی اور دو صدیے والی چیزوں کی حفاظت کر کے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ تو اس کے عمل میں سے ہر روز قیرا بھر کمی ہوتی رہتی ہے اور فرمایا ان لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں رفاقت کرتے جن کے ساتھ کتا ہو اور فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہئے جس میں سے ایک مرتبہ متی ملی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اور میری رحمت بہ چیز تک وسیع ہے میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دوں گا جو کہ ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ایمان کو مانتے ہیں اور اس رسول کا اتباع کرتے ہیں جو وہی نبی اُمّی ہے جسے وہ اپنے ہاں توراہ اور انجیل میں لکھا ہوا پائے میں اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں

لے بقدر تمہیں رقی کے ایک وزن ہوتا ہے +

وَ اَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَدَا كَثْرَهَا
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ
الَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ، الَّذِينَ
يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي
الَّذِي يَجِدُ وَنَهْمًا بَاعِدْهُمْ فِي
التَّوْرَةِ وَالْانجِيلِ يَا مَعْرُوفِ

سے منع کرتا ہے۔ پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے ان کے بوجھ ان سے اتارتا ہے اور جن پھانسیوں میں جکڑے ہوئے تھے ان سے نجات دلاتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں اس کی مدد کرتے ہیں اور جو نور اس کے ساتھ نازل ہوا اس کا اتباع کرتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں۔

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَجْلِبُ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيَجِيءُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ
وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ
أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (پ ۹ ع)

جب وہ شخص ان ناپاک اور خبیث چیزوں کے ساتھ جاملتا ہے جو شیطان کو پسند ہیں۔ یا حماموں اور کوٹے کرکٹ کے گندے ڈھیروں میں پڑا رہے جہاں شیطان موجود رہتے ہیں یا سانپوں بھڑوں اور بھڑوں کو اور کتے کے کالوں کو جو کہ پلید اور خبیث چیزیں ہیں کھا جائے یا پیشاب یا دوسری نجاستیں جنہیں شیطان پسند کرتا ہو چلی جائے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرے اور مخلوقات سے داد خواہی کرے اور ان کی طرف توجہ کرے یا اپنے پیر کی جانب سجدہ کرے اور خالص رب العالمین کا مطیع نہ ہو یا کتوں اور آگ کے ساتھ میل جول رکھے یا ڈھیروں اور پلید جگہوں میں پڑا رہے یا قبرستانوں اور یہود نصاریٰ یا مشرکین کفار کی قبروں کی طرف متعام کرے قرآن سننے کو پسند نہ کرے اور اس سے نفرت کرے اور اس پر سرودوں اور شعروں کے سننے کو ترجیح دے اور شیطانی آلات طرب کے سننے کو رحمانی کلام کو ترجیح دے تو یہ سب شیطان کے دوستوں کی علامتیں ہیں نہ کہ رحمان کے دوستوں کی۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کے تعلق سے سوال کرے تو قرآن سے کرے اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہوگا۔ تو خدا سے محبت ہوگی۔ اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہو تو خدا اور رسول سے بغض رکھتا ہوگا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ عزوجل کے قرآن سے کبھی سیرتہ ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر الہی دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اور گانا نفاق کو دلیں اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزی کو اگاتا ہے اور اگر وہ شخص ایمان کے باطنی حقائق سے آگاہ ہو۔ احوال رحمانی اور احوال شیطانی میں فرق کر سکتا ہو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نور ڈال دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ

اے ایمان والو! خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان

لاؤ تاکہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے بخشے اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کرے جسکے ذریعے تم جلو پھرو اور تمہیں معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بخشے والا رحم کرنے والا ہے۔

اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ يُوْثِقْكُمْ كِفٰلَيْنِ
مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُوْنَ بِهٖ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پک ۱۷)

اور فرمایا:

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے علم سے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اُسے ایک نور بنایا ہے۔ اُس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ پر لاتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحٰیْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ
اٰمِرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ
لَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَا نُورًا تَمْشٰی
بِهٖ مِّنْ نَّشَاۗءٍ مِّنْ عِبَادِنَا۔ (پک ۱۷)

یہ شخص اُن مومنین میں سے ہے جن کے بارے میں وہ حدیث آئی ہے جسے ترمذی نے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے پہلے اس حدیث کا ذکر آچکا ہے جسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تیرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے جتنا کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ چنانچہ مجھ سے سنتا ہے مجھ سے دیکھتا ہے مجھ سے پکڑتا ہے اور مجھ سے چلتا ہے۔ اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دے دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔ اور جو کچھ بھی مجھے کرتا ہو۔ اس میں سے کسی چیز پر مجھے اس درجہ تڑپ نہ ہوتی جتنا اس بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے وقت ہوتا ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہو۔ اس کی دل آزاری مجھے ناپسند ہو۔ حالانکہ یہ لایہ کی امر ہے۔ جب کوئی بندہ ایسے بندوں میں سے ہو تو وہ اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطاں کے درمیان اسی طرح ذرق کرتا ہے جس طرح سراف کسرے اور کوٹے درہم میں تمیز کرتا ہے۔ اور جس طرح گھوڑوں کو پہچاننے والا اچھے اور خراب گھوڑے میں فرق پہچان لیتا ہے اور جس طرح اچھا شاہسوار بہادر اور ڈرپوک کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے۔ اور جس طرح سچے تین اور تہی

دستی جھوٹے نبی کو کہتے ہیں) کے درمیان فرق کرنا واجب ہے۔ اور محمد صادق و امین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ۔ مہج اور دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام میں اور مسیحا کذاب۔ اسود عنسی۔ طلحہ اور حرت مشتی اور بابائے رومی وغیرہ جھوٹوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے متقی اولیاء اور شیطان کے گمراہ دوستوں میں بھی فرق ہے۔

تمام انبیا کا دین واحد ہے

حقیقت یعنی دین رب العالمین کی حقیقت تو وہ چیز ہے جس پر انبیا و مرسلین کا اتفاق ہے۔ اگرچہ ان میں ہر ایک کے لئے جداگانہ راہ و مہاج ہے۔ یعنی فروعات مختلف ہیں۔ راہ کے لئے قرآن کریم میں شریعت کا لفظ آیا ہے جس سے مراد شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور طریقہ خاص۔

(۳۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُنُوْا لِدِيْنِكُمْ قَوْمًا يُّدْعُوْنَ اِلَيْكُمْ بِمَا جَاءَ (پک ۱۸)

اور فرمایا:-

پھر اے پیغمبر ہم نے تم کو دین کی ایک شریعت یعنی اسلام سے لگایا ہے۔ تو تم اس شرک پر چلے جاؤ۔ اور ان لوگوں کی خواہستوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں۔ اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ تمہارے کسی کام نہیں آسکتے۔ اور نافرمان لوگ ایک کا ساتھی ایک اور پرہیزگاروں کا ساتھی اللہ ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاٰمِرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهُمْ لَكُنُّوْا عَنَّا مِنَ اللّٰهِ شَيْۤآءًا وَّ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَبَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَّ اللّٰهُ وَاٰلِ الْمُتَّقِيْنَ (پک ۱۸)

مہاج راستے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اور اے پیغمبر ان لوگوں کو کہو کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ اہل مکہ دین کے سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی ریل پیل سے سیراب کرتے تاکہ سب کی نعمت میں ان کی شکرگزاری کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو سخت سخت میں لے جا کر داخل کریگا۔

وَ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلٰى الصِّرَاطِ لَآ سَقِيْنَاْهُمْ مَّاءً عَدَاۗءًا لِّنَفْسِنٰهُمْ فِيْهِ وَاَمِّنْ يُّعْرِضُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسُدُّكَ عَدَاۗءًا صَعْدًا -

(پک ۱۸)

شرعت بمنزلہ دیدیا کے ہے۔ اور مہاج اس وادی کو کہتے ہیں جس میں وہ بہتا ہے۔ اور منزل مقصود

دین کی حقیقت ہے یعنی خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ یہ دین اسلام کی حقیقت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ خدائے رب العالمین کے سامنے گردن نہاد ہو جائے۔ اور اس کے سوا کسی کے سامنے نہ سر نہ جھکائے۔ جو شخص خدا کے سوا کسی کے سامنے گردن نہاد ہوتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشتا جو اس سے شرک کرے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن نہاد نہ ہو۔ اور اس کی عبادت سے بر سبیل تکبر و گردانی کرے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي | جو لوگ میری عبادت سے سزائی کرتے ہیں۔ عقرب مرے
سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (پ ۱۱۷ ع)

دین اسلام پہلے اور پچھلے نبیوں اور مرسلوں کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ
يُقْبَلَ مِنْهُ - (پ ۱۱۷ ع)

یہ آیت ہزارانہ کے لئے عام ہے۔ اور ہر جگہ کے لئے صادق ہے۔ نوح، ابراہیم، یعقوب، ان کی اولاد، موسیٰ، عیسیٰ اور ان کے حواری سب کا مذہب اسلام تھا۔ اور وہ خدائے وحدہ لا شریک کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا اِنۡ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَ
تَذٰكِرِيۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ
فَاَجْمِعُوۤا اٰمْرَكُمْ وَاَشْرِكُوۤا كُمْ شَمًا لَا
يَكُنۡ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غَمًّا ثُمَّ ادۡخُلُوا الٰی
وَلَا تُنظِرُوۤنَ، فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا
سَأَلْتُكُمْ مِنْۢ اٰجْرٍ، اِنْ اَجْرِيۤ اِلَّا عَلٰی
اللّٰهِ، وَاَمِرْتُ اَنْ اَكُوۡنَ مِنَ
الْمُسْلِمِيۡنَ -

اے میری قوم اگر میرا رہنا اور خدا کی آیتیں پڑھ کر سمجھنا تم پر گراں گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے۔ پس تم اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرا لو۔ پھر تمہاری وہ بات تم میں کسی پر مخفی نہ رہے تاکہ سب اس تدبیر کی تکمیل میں شریک ہو سکیں۔ پھر جو کچھ تمہارا کرنا ہے۔ میرے ساتھ کر چلو۔ اور مجھے تمہارا مزدور پیرا کرنا ہے۔ تم میرے سمجھانے سے مزدور بیٹھے تو میں نے تم سے کچھ مزدوریاں تو مانگی نہ تھی۔ میری مزدوری تو بس خدا پر ہے۔ اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس کے ذمہ داروں کے زمرے میں ہوں

(پ ۱۱۷ ع)

اور فرمایا:-

اور کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انحراف کرے مگر وہی جس کی عقل
 ماری گئی ہو۔ اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی انتخاب کر لیا
 تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیکوں کے زمرے میں ہونگے جب
 ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو
 تو جو اب میں عرض کیا کہ میں سارے جہاں کے پروردگار کا فرمانبرد
 ہوا۔ اور اس طریقے کی نسبت ابراہیم اپنے بیٹوں کو وصیت
 کر گئے۔ اور یعقوب بھی کہ بیٹا اس کے تمہارے اس دین کو تمہارے
 لئے پسند فرمایا ہے۔ پس تم مسلمان ہی مریا۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اے میری قوم اگر
 تم نہ پرا ایمان لائے ہو تو اس پر بھروسہ کرو۔ اگر تم مسلم ہو۔

اے ہمارے چور و گار ہم پر صبر کی پکھالیں اٹھیل دے اور فرمانبرداری
 کی حالت میں ہمیں دنیا سے اٹھالے۔

مجھے بجالت اسلام دنیا سے اٹھا اور نیک لوگوں کے ساتھ میرا
 ساتھ کر۔

میں سلیمان کے ساتھ پروردگار کے سامنے جھک گئی۔ (نمل)

فرمانبرداری انبیاء اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے آئے ہیں
 اور مشائخ و علماء بھی

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنِ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ
 الْآمَنُ سَفِيهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ
 فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ
 الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ
 قَالَ أَسَلْتُ رَبِّي الْعَالَمِينَ، وَوَصَّى بِهَا
 إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ
 اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ
 إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ - (پ ۱۶)

اور فرمایا

وَقَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقَوْمِ إِن كُنْتُمْ آمَنْتُمْ
 بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنْتُمْ مُسْلِمِينَ پ ۱۷
 اور جاو گروں نے کہا۔

رَبَّنَا آفِرْغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَقَّنَا
 مُسْلِمِينَ - (پ ۱۷)

یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

تَوَقَّنِي مُسْلِمًا وَاجْعَلْنِي بِالصَّالِحِينَ
 (پ ۱۷ سورہ یوسف)

بلقیس نے کہا۔

أَسَلْتُ مَعَ سَلِيمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ اسْلَمُوا لِلَّذِينَ
 هَادُوا وَالرَّبَّاتِيونَ وَالْأَخْبَادُ پ ۱۸
 اور جواریوں نے کہا۔

اَمَّا يَا لِلّٰهِ وَاَشْهَدُ بِاَنَّ اُمَّسْلِمُوْنَ (آلِ عَمْرٍا) ہم خدا کے ساتھ ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔
پس انبیاء کا دین ایک ہے خواہ شریعتیں مختلف النوع ہوں۔ جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم سے منقول ہے۔ کہ آپ نے فرمایا:-

اَنَا مَعْتَرُ الْاَنْبِيَاءِ دِيْنَنَا وَاِحِدٌ۔

ہم انبیاء کی جماعت ہیں، ہمارا دین ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهٖ
نُوْحًا وَّ الَّذِيْ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَّمَا
وَصَّيْنَا بِهٖ اِبْرٰهِيْمَ وَّمُوْسٰى وَاٰدَمَ
اَنَّ اَقِمُوْا الدِّيْنَ وَّلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ
كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ۔ (پ ۲۵ ع ۳)

تمہارے لئے خدا نے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جس کی وصیت
اس نے نوح کو کی تھی اور اسی پر چلنے کا حکم اے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف بھی
بھیجا ہے۔ اور اس پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو
دیا۔ اور وہ رستہ یہ ہے کہ دین کو قائم کرو۔ اس میں تفرق نہ ڈالو
اے پیغمبر جس بات کی طرف تم دعوت دیتے ہو وہ مشرکین کو شاق
گزرتی ہے۔

اور فرمایا:-

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صٰلِحًا لِّيَّ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلَيْهِ
وَ اِنَّ هٰذِهِ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَاَنَا
رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْا ۗ فَتَقَطُّوْا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ
زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۗ

اے گروہ پیغمبروں اچھی چیزیں کھاؤ۔ نیک کام کرو۔ جو کچھ تم کرتے
ہو اس سے میں واقف ہوں۔ تمہاری یہ جماعت ایک جماعت ہے
اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھ سے ڈرو۔ پھر لوگوں نے
آپس میں پھوٹ کر کے اپنا اپنا دین جدا جدا کر لیا۔ اب جو دین (۳۵)
جس فرقے کے پاس ہے۔ وہ اسی سے خوش ہے۔

سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انبیاء ان اولیاء سے افضل
ہیں جو انبیاء ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنے جن سعادت مندوں پر انعام فرمایا ہے۔ ان کے چار مراتب قرار
دئے ہیں۔ فرمایا

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں انہیں ان لوگوں کا ساتھ
حاصل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، صدیق
شہد اور صالحین۔ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

ۗ مَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالشّٰهِدِۙ وَ الصّٰلِحِيْنَ وَاُولٰٓئِكَ
حَسَنٌ وَّاُولٰٓئِكَ رَفِيقًا۔ (پ ۶ ع ۷)

اور حدیث میں ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوگا اور نہ غروب
چو کہ ابو بکر سے افضل ہو۔ اور تمام امتوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان سب میں
سے تم بہتر ہو۔ (ریک ۳۷)

اور فرمایا:

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنا یا جن کا ہم نے انتخاب
مِنْ عِبَادِنَا۔ (فاطر)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنْتُمْ تَوْفِيقُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا
تم سترہ امتوں میں سے آخری امت ہو۔ اور ان سب سے بہتر
وَ أَكْرَمُهَا عَلَى اللَّهِ۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیز جی ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی قرن اول افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت
ہے کہ حضور نے فرمایا تمام قرون میں سے وہ قرن افضل ہے جس میں مسیحا پھرتا ہوگا۔ پھر وہ لوگ جو اس
قرن والوں سے متصل ہیں۔ اور پھر ان کے بعد آنے والے لوگ۔ اور یہ صحیحین میں کئی وجوہ سے ثابت ہے صحیحین
ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا پیغمبر کے صحابہ بول کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اس ذات
کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی کوہ احد کے برابر سونا بھی خرچ کر
ڈالے تو ان صحابیوں کے سیر یا آدھ سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔ سابقون الاولون یعنی مہاجرین و انصار
تمام صحابہ میں افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلْ أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً
مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا
وَ كَلَّا وَ عَدَّ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ۔ (سورہ حدید)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا۔ اور جہاد کیا۔ تم
سے برابر نہیں۔ بلکہ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے
بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور بھائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے ان
دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کر رکھا ہے۔

اور فرمایا:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے مسرتی اور سب سے پہلے ایمان

وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ | لائے اور جو لوگ نیکی کرنے میں ان کے قدم بقدم چلے۔ اللہ تعالیٰ ان
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ ۱۷ ع)

سابقوں الاولوں وہ ہیں جنہوں نے فتح سے قبل ال خراج کئے۔ اور لڑائیاں لڑیں۔ اور فتح کر
مرا و صلح حدیبیہ ہے۔ کیونکہ وہ تہی اولین فتح ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِيُخْفِرَ آتِ | ہے پیغمبرؐ نے کھلم کھلا تمہاری فتح کو اسی تاکہ خدا تمہارے انگ
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ | در پچھلے گناہ سے تیرے۔ (پ ۲۷ ع)

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ سابقین اولین میں سے
بھی خلفاء اربعہ افضل ہیں۔ اور ان چاروں میں ابو بکر افضل ہیں۔ پھر عمر افضل ہیں صحابہ ان کے مخلص
تابعین۔ ائمہ کرام اور جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ اس کے دلائل بسط و تفصیل کے ساتھ ہم نے
اپنی ایک اور کتاب (منہاج اہل السنۃ النبویہ فی نقض کلام اہل الشیعہ) میں بیان کر دئے ہیں۔ اور یہ
حقیقت تو اہل سنت اور اہل تشیع کی تمام جماعتوں کے نزدیک مسلم ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت
کی افضل ترین شخصیت خلفائے اربعہ میں سے ہے۔ صحابہ کے بعد آنے والی کوئی ہستی صحابہ سے افضل نہیں ہو
سکتی۔ اور ابوبہاء اللہ ہیں سے افضل وہی ہے جسے رسول کی لائی ہوئی شریعت کا سب سے زیادہ علم
ہو۔ اور اس کی پیروی میں سب سے آگے ہو۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سمجھنے (۳۶)
اور اس کی پیروی کرنے میں تمام امت میں سب سے کامل ہیں۔ اور ابو بکر صدیق علم و عمل کے لحاظ سے سب
سے افضل ہیں۔

خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء

ایک غلط رجوع نے خاتم الانبیاء کے قیاس پر یہ کہہ دیا ہے کہ خاتم الاولیاء افضل الاولیاء ہے۔ حالانکہ
خاتم الاولیاء کا ذکر تک بھی مشائخ متقدمین میں سے بجز محمد بن علی الحکیم ترمذی کے کسی نے نہیں کیا۔ اور اس کے
ایک کتاب تفسیر کی اور اس میں کئی جگہ غلطیاں کی ہیں۔ پھر متاخرین میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا
جس میں سے ہر ایک شخص اس کا دعویٰ ہوا کہ وہ خاتم الاولیاء ہے۔ ان میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ علم
باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم الانبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء اس کے ذریعہ سے علم باللہ حاصل
کرتے ہیں۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اپنی کتاب الفسوس میں یہی کہا ہے۔ اور اس بیانوں نے

شریعت اور عقل کا بھی خلاف کیا ہے۔ اور انبیاء اولیاء کا بھی یہ کہنا کہ علم باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاء خاتم انبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاء خاتم الاولیاء سے علم باللہ حاصل کرتے ہیں۔ عقل و قرینہ سے ایسا ہی بعید ہے جیسا یہ کہنا کہ ان کے نیچے سے چھت گر کر آپڑی۔

انبیاء اولیاء سے افضل ہیں

اپنے اپنے زمانہ کے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس اُمت کے اولیاء سے افضل ہیں۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء اس شخص سے علم باللہ حاصل کریں جو ان کے بعد آئے اور خاتم اولیاء ہونے کا مدعی ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ جو ولی تمام اولیاء سے بعد میں آئے۔ وہ تمام پر فضیلت بھی رکھے۔ آخری نبی کا افضل ہونا البتہ لخصوص سے ثابت ہے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "أَنَا سَيِّدُ وَوَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ" میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور یہ کہنا بطور فخر نہیں، نیز حضور فرماتے ہیں کہ میں جنت کے دروازے کے پاس آؤں گا۔ اور اس کے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ خازن کہیگا۔ آپ کون ہیں۔ میں کہوں گا محمد مجھے ہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ شب معراج کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ تمام انبیاء سے بلند کر دیا۔

ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں اور بعض کے درجہ بلند کر دیتے ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَسَخَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ۔ (پہلے ۱۷)

اس آیت کے سب سے زیادہ مستحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو۔ اور خصوصاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ ان کی شریعت کسی سابق و لاحق کی محتاج نہیں ہوتی۔ بخلاف مسیح علیہ السلام کے جنہوں نے اپنی شریعت میں اکثر تورات کا حوالہ دیا ہے۔ اور خود صرف شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ چنانچہ نصاریٰ مسیح علیہ السلام سے پہلے کی نبوتوں تورات و زبور اور چوبیس کے چوبیس نبیوں کے محتاج تھے۔ ہم سے پہلے امتیں محمد بن مہمیں کی محتاج ہوتی تھیں۔ لیکن اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ ان کو نہ کسی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی محدث کی۔ بلکہ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمال صالحہ جو کہ دیگر انبیاء میں متفرق طور پر موجود تھے جمع کر کے ہیں۔ آپ کو جو فضیلت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ وہ اس سبب سے ہوئی ہے کہ آپ کی طرف وحی بھی گئی ہے۔ اور آپ پر احکام و شرائع نازل ہوئی ہیں۔ اور تنزیل و تشریح میں کسی دوسرے بشر کی وساطت و وقوع میں نہیں آئی۔ بخلاف اولیاء کے جن کو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو۔ تو وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ولی اللہ بن سکتے ہیں۔ اور جب بھی ان کو ہدایت یا راہ حق حاصل ہوگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کو کسی رسول کی رسالت بھی پہنچی ہو۔ وہ اس رسول کے اتباع کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعض اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے بعض رستے ان کے پاس ایسے ہیں جن میں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ شخص کافر اور بے دین ہے

وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں

اور جو شخص یہ کہے کہ میں علم ظاہر میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہوں۔ لیکن علم باطن میں نہیں ہوں۔ علم شریعت میں محتاج ہوں اور علم حقیقت میں ان سے مستثنیٰ ہوں۔ وہ شخص ان یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناخواندہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں نہ کہ اہل کتاب کی طرف۔ یہود و نصاریٰ رسالت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور ایک سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کافر قرار پائے۔ اسی طرح وہ شخص جو کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم ظاہر لائے ہیں نہ کہ علم باطن، ایک حصہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور دوسرے سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کافر ہے۔ یہ شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر کافر اس وجہ سے ہے کہ علم باطن دونوں کے ایمان۔ اور دونوں کے معارف و احوال کا علم ہے۔ ایمان کے حقائق باطن کا علم ہے۔ اس لئے اسلام کے صرف ظاہری اعمال کے علم سے اشرف و افضل ہے۔ جب یہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری امور سے واقف ہیں نہ کہ حقائق ایمان سے۔ اور وہ ان حقائق کو کتاب و سنت سے اخذ نہیں کرتا۔ وہ اس امر کا دعویٰ کر رہے ہے کہ جو حصہ اسے رسول کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ دوسرے حصے سے کتر

ہے۔ اور یہ اس شخص سے بدتر ہے۔ جو کہتا ہے کہ میں بعض پر ایمان لاتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں“ لیکن یہ دعویٰ نہیں کرنا کہ جس حصہ پر میں ایمان لاتا ہوں۔ وہ دونوں حصوں میں سے کمتر حصہ ہے ان دعویٰ ان اسلام ملاحظہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

مقام النبوة فی بردخ
فريق الرسل دون الولی
آنحضرت صلعم کی ولایت کی حیثیت

اور کہتے ہیں کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت میں جو کہ ان کی رسالت سے بزرگتر ہے شریک ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ان کی عظیم ترین گمراہی پر مبنی ہے کیونکہ ولایت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام تک نہ ہو سکے۔ تو یہ بلکہ کس باغ کی مولیٰ ہیں۔ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔ رسالت میں نبوت اور نبوت میں ولایت شامل ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ قیاس کریں کہ رسول صرف نبی ہوتا ہے دلی نہیں ہوتا۔ تو یہ قیاس ممنوع ہے کیونکہ اگر وہ صرف نبی ہوتا تو اولیاء اللہ کا وجود ہی نہ ہوتا۔ رسول کی نبوت اس کی ولایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ خالی ہے تو کوئی شخص رسول کی ولایت میں اس کا مثیل نہیں ہو سکتا۔

فلسفیانہ الحاد و مکاشفہ کے رنگ میں

(۳۸) صاحب الفصوص ابن عربی کی طرح ان لوگوں کا بھی یہی قول ہے کہ وہ ولایت کی دولت اسی کان سے حاصل کرتے ہیں۔ جس سے وہ فرشتہ حامل کرتا ہے۔ جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس طریق پر وہ اہل فلسفہ کے عقیدے کو مکاشفہ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں۔ اہل فلسفہ کا عقیدہ ہے کہ افلاک قدیم اور ازلی ہیں۔ ان کی ایک علت ہے جس سے وہ تشبیہ رکھتے ہیں۔ ارسطو اور اس کے پیروؤں کا یہ قول ہے۔ متاخرین فلسفہ کا جن میں ابن سینا اور ان کی طرح کے افراد شامل ہیں۔ یہ قول ہے کہ ان میں سے اول موجب پداتہ ہے۔۔۔ لوگ پروردگار عالم دجل شنانہ دعوا سمئے کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اور نہ انکا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے اشیاء کو اپنی مشیت و قدرت سے پیدا کیا ہے۔ وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم ہے۔ بلکہ وہ یا تو ارسطو کی طرح مطلقاً اس کے علم ہی کے منکر ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ وہ امور متغیرہ میں سے صرف کلیات

کا علم رکھتا ہے۔ جیسا کہ ابن سینا کا قول ہے۔ اور یہ قول بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم سے انکار کا مراد ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی خارج میں موجود ہے۔ وہ مُعین جزئی ہے۔ افلاک وہ کل ہیں جن سے جزئی معین ہے یہی حال تمام اعیان اور ان کے افعال و صفات کا ہے۔ پس جو شخص کلیات کے بغیر کسی چیز کا عالم نہ ہو، اس کو حقیقت میں موجودات کا کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ کلیات کا وجود تو صرف ذہنوں میں ہوتا ہے ان کی کوئی معین صورت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے فلسفیوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ گفتگو دوسرے مقام پر کی جا چکی ہے۔ جہاں تعارض عقل و نقل کے رد اور دیگر مباحث کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکین عرب سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ نیز وہ مانتے تھے کہ اُس نے مخلوق کو مشیخت و قدرت سے پیدا کیا۔ ارسطو اور اس کی طرح کے یونانی فلسفی ستاروں اور بتوں کو پوجتے تھے۔ فرشتوں اور پیغمبروں سے نا آشنا تھے۔ چنانچہ ارسطو کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں کا علم زیادہ تر امور طبیعیہ میں ہے۔ الہیات میں جب وہ قدم رکھتے ہیں تو زیادہ غلطی کرتے ہیں۔ اور کتر دستہ کی طرف آتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں یہود و نصاریٰ نسخ و تبدیل کے بد بھی لگن کی نسبت ہیں۔ علوم الہیات کے بہت زیادہ واقف ہیں۔

عقول عشرہ کی حقیقت

لیکن ابن سینا کی طرح کے متاخرین اہل فلسفہ نے ان قدیم فلسفیوں اور پیغمبروں کی تعلیمات کو باہم ملا کر ایک مجموعہ بنا دینا چاہا۔ ان لوگوں نے کچھ اصول جہیہ کے اور کچھ معتزلہ کے لئے اور ایک ایسا مذہب طیار کیا جس سے اہل مذہب غنی آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اس مذہب کی خرابیوں اور تناقضات کا ذکر ایک حد تک ہم نے کسی دوسری جگہ پر کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمان چڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ساری دنیا پر ان کی تعلیم کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ان تمام مشنوں پر فوقیت حاصل کر چکا ہے۔ جنہوں نے معمولہ عالم میں گونج پیدا کی ہے۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ انبیاء ماکہ اور جتوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اس تعلیم اور اپنے ان یونانی اسلاف کی تعلیم کو جمع کر دینا چاہا۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے پیغمبروں اور ہوم آخرت کے علم سے اس درجہ دور ہیں کہ ان کی بے علمی کی نظیر ساری مخلوقات

میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ان لوگوں نے دس عقل ثابت کرنے کی کوشش کی جن کا نام انہوں نے مجردات اور مفارقات رکھا۔ اس کی اصل بدن اور روح کی جدائی ہے۔ انہوں نے ان مفارقات کا یہ نام اس لئے قرار دیا۔ کہ وہ مادہ سے جدا اور اس سے خالی (متجرد) ہیں۔ انہوں نے ہر فلک کے لئے روح بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اکثر فلسفی افلاک کو اعراض قرار دیتے ہیں۔ اور بعض ان کو جوہر کہتے ہیں۔ یہ مجردات جن کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ بروئے تحقیق محض ذہنی چیزیں ہیں۔ جن کا کوئی معین وجود نہیں ہے۔ چنانچہ اصحاب افلاطون نے بھی اشد افلاطونہ کو مجرد ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ مجرد ہو لے ہیں۔ جن کی کوئی صورت کوئی لمبائی اور غلا نہیں ہے۔ ان میں جو بھی حاوی فلسفی تھے انہوں نے اعتراض کیا کہ یہ ذہنوں میں متحقق ہوتا ہے۔ نہ کہ اعیان میں۔

نبوت کی فلسفیانہ تشریح

ابن سینا جیسے متاخرین فلاسفہ نے تعلیمات نبوت کو اپنے فاسد اصول کے مطابق ثابت کرنا چاہا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ نبوت کے تین خصائص ہیں جو شخص ان تین خصائص سے متصف ہوگا۔ وہ نبی ہوگا۔ ایک یہ کہ اس میں قوت علمی ہو جسے وہ قوت قدسی کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ بغیر سیکھے علم حاصل کر سکے دوسرے اس میں قوت تخیلی ہو۔ کہ جو کچھ وہ اپنے دل میں سمجھے اس کو تخیل کے قالب میں اس طرح ڈھالے کہ اس کو اپنے دل میں اس طریق پر صورتیں نظر آئیں، اور آوازیں سنائی دیں۔ جیسے کوئی خواہ کی حالت میں دیکھتا اور سننا ہے۔ اور اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ یہی صورتیں خدا کے فرشتے ہیں۔ اور یہ آواز اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس شخص میں قوت فعال ہو۔ جس سے وہ بیوٹے عالم میں تاثیر پیدا کرے۔ یہ لوگ انبیاء کے معجزات اولیاء کی کرامات اور جادو گروں کے خوارق عادات کو نفسانی قوتیں قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کچھ ان کے اصول کے موافق ہو۔ اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اور عصائے موسوی کے اثر و صابن جانے۔ چاند کے ٹوٹ جانے اور اسی قسم کے دیگر معجزات کے منکر ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہم کئی جگہ پر تفصیل کے ساتھ کلام کر چکے ہیں اور بیان کر چکے ہیں کہ ان کی یہ باتیں بدترین باتیں ہیں۔ اور جو خصائص ان لوگوں نے نبوت کے لئے قرار دئے ہیں۔ اس سے بڑے خصائص عام لوگوں کو اور انبیاء کے کترین پیروؤں کو بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور جن فرشتوں کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے۔ وہ زندہ ہیں۔

باتیں کرتے ہیں۔ خدا کی مخلوقات میں سب سے بڑے ہیں۔ اور کثیر التعداد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے :-

وَمَا يَعْلَمُ جُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ - (مَدَّثَر) | اور تیرے پروردگار کی فوجوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ تو وہ دس ہیں۔ اور نہ اعراض ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صادر اول عقل اول ہے۔ اور اسی سے وہ سب کچھ نکلا ہے جو کہ اس کے سوا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہی عقل اول سب ماسوا می اللہ کی پروردگار ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک عقل اپنے ماتحت کی پروردگار ہے۔ اور عقل فعال یعنی دسویں عقل ان سب چیزوں کی پروردگار ہے جو کہ چاند والے آسمان کے نیچے ہیں۔ ان سب باتوں کی خرابی عیان ہے۔ اور دین پروردگار سے ان عقائد کا بعد انحراف کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ حقیقت میں کوئی فرشتہ سب ماسوا می اللہ کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس عقل کا مذکور اس حدیث میں ہے :-

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا کہ سلسلے آتو وہ سامنے آئی تو پھر اس سے فرمایا کہ پیچھے آجا تو پیچھے آئی۔ اس پر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تو مجھے اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہے۔ تیرے ہی ذریعہ میں لوگا۔ تیرے ہی ذریعہ دوزخا۔ ثواب تیرے لئے ہے۔ اور عذاب کا سبب تو ہی ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ فَقَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ فَقَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِي مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ فَبِكَ اخذُ وَبِكَ أُعْطِي وَلَكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ -

اس عقل کو قلم بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے :-

إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ - | سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اور عقل کے متعلق جو حدیث مذکور ہے وہ ان لوگوں کے لئے ہے۔

جو کہ حدیث کا علم رکھتے ہیں کذب موضوع ہے۔ جیسا کہ ابو حاتم بسندی۔ دارقطنی۔ ابن جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے۔ یا نہ اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جاتی جب بھی اس کے الفاظ خود انہی کے خلاف دلیل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-

أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْعَقْلَ قَالَ لَهُ "لَمَا خَلَقَ اللَّهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ" (۴۰)

پس حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کرنے کی ابتدائی ساعات ہی میں اس سے خطاب فرمایا۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عقل سب سے پہلی مخلوق ہے۔ لفظ اول بنا برطرف منصوب ہے۔ جیسا کہ روایت ثانیہ کا لفظ لٹا ہے اور پوری حدیث پر غور کیا جائے تو معنی اور بھی واضح ہو جائے ہیں۔

ما خلقت خلقا اكرم علىٰ منك -
میں نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں پھر فرمایا
فَبِكِ اِخْتِذَاكَ اَعْطٰىكَ التَّوَابِ وَعَلَيْكَ لِعِقَابٍ یہاں اعراض کے چار انواع بیان کئے۔ حالانکہ ان فلسفیوں کی یہ رائے ہے کہ عالم علوی و عالم سفلی کے تمام جواہر عقل سے صادر ہوئے ہیں۔ ع۔
بہیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ گجا!

اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے؟

متاخرین اہل فلسفہ نے ٹھوکر اس وجہ سے کھائی کہ لفظ عقل کا مفہوم اہل اسلام کی زبان میں اور تھا اور یونانی فلسفیوں کی زبان میں اور مسلمانوں کی زبان میں لفظ عقل عقلاً یعنی عقلاً کا مصدر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:-

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ (ملک)

اس امر میں سمجھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں
ان فی ذالک لآیاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ - (نحل)

کیا وہ زمین میں سیر نہیں کرتے کہ ان کے دل ہوں جن کر ذریعہ وہ سمجھیں اور کان ہوں جن سے وہ سنیں۔
أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا - (حج)

عقل سے مراد وہ قوت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اس غرض سے رکھی ہے کہ وہ اس کے ذریعے سمجھے۔ اور فلسفیوں کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو بنفسہ

قائم ہے۔ مثلاً عاقل۔ اور یہ مفہوم پیغمبروں اور قرآن کی زبان کے مطابق نہیں ہے۔ عالم خلق بھی ان کے نزدیک جیسا کہ ابو حامد نے ذکر کیا ہے اجسام کا عالم ہے اور عقل اور نفوس کو وہ عالم الامر سے تعبیر کرتا ہے۔ اور کبھی عقل کو عالم حیروت اور نفوس کو عالم ملکوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اجسام کو عالم المادک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں وہ شخص جو پیغمبر کی زبان سے واقف نہ ہو۔ کتاب و سنت کے معنی نہ جانتا ہو وہ یہ گمان کر بیٹھتا ہے کہ کتاب و سنت میں ملک، ملکوت اور حیروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا مفہوم وہی ہے جو یونان کے فلسفیوں کی زبان میں ہے۔ حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اہل اسلام تو شبہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ملک محدث یعنی معلول ہے۔ حالانکہ وہ اسے قدیم بھی مانتے ہیں۔ اور محدث وہی ہوتا ہے جو پیدا ہونے سے پہلے معدوم رہ چکا ہو۔ نہ تو عرب کی زبان اور نہ کسی اور زبان میں قدیم ازلی کو محدث سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر مخلوق محدث ہے۔ اور ہر محدث نسیب سے ہست ہوا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ اہل کلام یعنی جہمیہ و معتزلہ نے مختصر سامناظرہ کیا ہے جس میں نہ تو انہوں نے پیغمبر کی بتائی ہوئی بات کو چھپوایا ہے اور نہ مقتضیات عقل کو ثابت کر سکے۔ سو نہ تو وہ اسلام کے لئے باعث نصرت ہوئے اور نہ دشمنوں کو شکست دے سکے۔ بلکہ بعض فاسد آرا میں وہ فلسفیوں کے ہم نوا ہو گئے اور بعض درست باتوں میں ان سے اختلاف کرتے رہے۔ سو ان جہمیہ اور معتزلہ کا علوم نقل و عقل میں قاصر ہونا اہل فلسفہ کی گمراہی کے لئے باعث تقویت بن گیا۔ جیسا کہ کسی دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی

اہل فلسفہ کبھی یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبریل محض ایک نبیل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس میں شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور نبیل عقل کے تابع ہوتا ہے سو جن بیوقوفوں نے بے دین فلسفیوں کو اس راستے میں شرکت اختیار کی وہ یہ دعویٰ کرنے لگے کہ ہم ادنیٰ اللہ ہیں۔ نیز ادنیٰ اللہ انبیاء و انفس میں۔ اور وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں۔

ابن عربی صاحب "فتوحات" و "فصوص" کا قول ہے کہ ولی اللہ اسی کان سے دولتِ علم حاصل کرتا ہے جس سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس کی رائے میں مددِ عقل اور فرشتہ خیال ہے۔ اور خیالِ عقل کے تابع ہے۔ اور وہ برزخ خود اس سے علم حاصل کرتا ہے جو خیال کی بھی اصل ہے۔ اور خود رسول خیال سے علم حاصل کرتا ہے اس لئے وہ اپنے عقیدے میں نبی پرفانی بن جاتا ہے۔ اگر نبی کے خواص وہ ہوں جو کہ انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ تو وہ ولی سے افضل ہونا تو درکنار اس کا ہم جلس بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہی خواص افراد مسلمین میں پائے جائیں تو اس کی کیا تعبیر کی جائیگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نبوت اس سے برزخ حقیقت ہے ابن عربی اور اس کی طرح کے لوگ مدعی تو اس امر کے ہیں کہ وہ صوفی ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ صوفیہ ملاحدہ فلاسفہ میں سے ہیں۔ وہ اہل علم صوفیہ میں سے بھی نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ ان مشائخ میں سے ہوں جو کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ فضیل ابن عیاض۔ ابراہیم ابن ادھم۔ ابوسیدیمان دارانی معروف کرخی۔ جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہم اور ان کی طرح کے مشائخ اہل حق میں سے ہیں۔

مسئلہ شفاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں۔ وہ بھی ان لوگوں کے قول کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحَانَہٗ
بَلْ عِبَادٌ مُّشْكِرُونَ، لَا يَسْبِقُونَهُ
بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِہٖ يَعْمَلُونَ، يَعْلَمُونَ
بَيْنَ أَيْدِيہِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا
يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَہُمْ
مِنْ خَشِيَّتِہٖ مُّشْفِقُونَ۔

(سورہ انبیاء)

کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تجاوز نہیں کرتے اور اس کے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے روبرو ہو چکا ہے یا ان سے پہلے ہوا ہے۔ اور اسی کی سفارش کرتے ہیں جن کیلئے سفارش اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور وہ اُسکے ڈر سے دبکے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا ہے۔

اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ میں اس کے علاوہ معبود ہوں۔ اسے ہم جہنم کی سزا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں

وَمَنْ يَّظُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهُ مِنْ
دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِمْ كَذَلِكَ
نَجْزِي الظَّالِمِينَ۔ (انبیاء)

اور فرمایا:-

آسمانوں میں کتنے فرشتے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن کسی کی سفارش اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اور پسند کرے سفارش کی اجازت نہ دے۔

وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَوَاتِ
لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ
بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَ
يَرْضَى۔ (پ ۶ ع)

اور فرمایا:-

کہو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا کچھ سمجھتے ہو ان کو بلاؤ۔ ان کو آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر اختیار حاصل نہیں ہے۔ نہ تو ان دونوں میں ان کا کچھ سا جھا۔ ہے اور نہ ان کی تخلیق میں وہ خدا کے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش سود مند نہیں ہوتی مگر جس کے لئے وہ خود اجازت دے۔

قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ
اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي
السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ
فِيهَا مِنْ شَرْكٍ وَمَالَهُمْ مِنْكُمْ مِنْ
ظَهِيرٍ وَلَا يَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ
أُذِنَ لَهُ۔ (پ ۲ ع)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں، اس کی عبادت سے نہ تو اذراہ تکبیر نہ موڑتے ہیں اور نہ ٹھکتے ہیں۔ دن رات تسبیحیں کنتے رہتے ہیں۔ سست نہیں پڑتے۔

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ
عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ
وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ
وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ۔ (پ ۲ ع)

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے اور انبیاء علیہم السلام کے پاس انسانی صورت میں آتے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے ساتھ جیباں بشر کی صورت میں سانسے ہو اور جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دبیہ کلیبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت

میں ظاہر ہوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی یہ وصف بیان کی ہے۔ کہ وہ صاحب قوت ہے۔ اور ربّ عرش کماں بڑے مرتبہ والا ہے فرشتوں کا افسر اور بڑا اتنڈار ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آسمانوں کے مطلع صاف میں دیکھا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اس کی روحانی جسمانی طاقتیں بڑی زبردست ہیں۔ کہ جس وقت آسمان کی ایک اچھی اونچی جگہ میں تھا۔ سا بے کا سارا پیغمبر کے سامنے آکھڑا ہوا۔ پھر نزدیک ہوا۔ اور اس قدر جھکا کہ دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔ اس وقت خدا نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی پیڑ نے جو کچھ دیکھا تھا۔ دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ کیا تم اس کے ساتھ جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے جبریل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے نزدیک ہی جنت الماویٰ ہے ایک دفعہ اور بھی دیکھا تھا۔ جبکہ سدرہ پر چھارہ چھارہ ہاتھ تھے۔ اس وقت بھی پیغمبر کی نگاہ نہ بیک اور نہ اچھی۔ بے شک پیغمبر نے اس وقت اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک اتق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ نیز دوسری جگہ پر جبریل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ روح امین ہے۔ اور وہی روح قدس ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری صفات بتا رہی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلند ترین۔ ذی حیات اور ذی عقل مخلوقات میں سے ہے۔ وہ جو ہر قائم بنفسہ ہے۔ نہ کہ نبی کے نفس میں ایک خیال جیسا کہ ان بے دین فلاسفہ کا ولایت کے مدعیوں کا اور نبی سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ ان لوگوں کی حقیقت نمائی یہ ہے کہ وہ اصول ایمان یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اس کے پیغمبروں اور روز قیامت کے منکر ہیں۔ حقیقت میں وہ خالق کے منکر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مخلوق کے وجود ہی کو خالق کا وجود قرار دے دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے۔ وہ واحد بالیقین اور واحد بالنعوع میں امتیاز نہیں کرتے۔ کیونکہ موجودات وجود کے مستی میں اسی طرح شریک ہیں جس طرح تمام لوگ (انسانی) انسان کے مستی میں اور حیوانات حیوان

کے مسٹی میں شریک ہیں۔ لیکن یہ مشترک کلی صرف ذہن میں مشترک کلی ہے۔ جو حیوانیت انسان کے ساتھ قائم ہے وہ اس حیوانیت کی عین نہیں ہے جو کہ گھوڑے کے ساتھ قائم ہے۔ اور آسمانوں کا وجود بعینہ انسان کا وجود نہیں ہے۔ پس خالق جل جلالہ کا وجود اپنی مخلوقات کے وجود کی طرح نہیں ہے۔ ان بے دینوں کا عقیدہ وہی ہے جو فرعون کا عقیدہ تھا جس نے صالح کو معطل قرار دیا۔ وہ اس موجود و مشہود کا منکر نہیں تھا۔ لیکن اس کا دعویٰ تھا کہ وہ موجود بنفسہ ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس امر میں اس کی موافقت کی لیکن اس پر یہ دعویٰ مستزاد ہوا کہ وہی اللہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سے زیادہ گمراہ ٹھہرے اگرچہ اس کا یہ قول بہ ظاہر ان کے قول سے زیادہ موجب فساد ہے ان لوگوں کے قول کے مطابق بتوں کو پوجنے والے بھی حقیقت میں خدہ ہی کو پوجتے ہیں جب فرعون کے ہاتھ میں حکومت اور تلوار تھی تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔ عرف عام میں یہ کہنا جائز ہے۔ اگر تمام لوگ کسی نہ کسی نسبت سے رب ہوں تو فرعون یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تم سب سے بلند تر ہوں۔ کیونکہ ظاہراً میں تم پر حکمران ہوں۔ لیکن ان بے دین منکموں نے فرعون کے ان الفاظ سے بھی اپنے عقائد فاسدہ کا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کر ہی دی۔ اور کہا کہ جب جادوگروں نے اپنے قول کے متعلق فرعون کی سچائی معلوم کر لی تو انہوں نے اس مسئلہ میں اس کے قول کو مان لیا۔ اور کہا

اقض ما انت قاضٍ اِنَّمَا تَقْضِي
هَذِهِ الْحَيٰوةَ۔ (پ ۶۲)

ان لوگوں نے اس واقعہ سے یہ دلیل اخذ کی کہ فرعون کا یہ قول صحیح ہوا۔ کہ :-
اَنَارَبُّكُمْ اِلَّا اَعْلٰی۔ | میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔

اور فرعون عین حق تھا۔ پھر ان لوگوں نے روز قیامت کی حقیقت سے بھی انکار کیا۔ اور کہ دیا کہ اہل النار بھی اہل جنت کی طرح نعمتوں سے یہ رہندوز ہونگے۔ اللہ تعالیٰ روز قیامت خدا کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پمبروں سے اس سر بیج انکار کے باوجود ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے خاص النخاص اولیاء کے بھی خدا سے ہیں انبیاء سے افضل ہیں اور انبیاء

بھی انہی کے چراغ کے ذریعہ خدا کو پہچانتے ہیں۔ یہ موقعہ ان لوگوں کی بے دینی کی تفصیل کا نہیں ہے لیکن اولیاء اللہ کے متعلق تذکرہ تھا اور اولیاءِ رحمن اور اولیاءِ شیطان کے درمیان فرق واضح کرنا مقصود تھا اس لئے ہم نے ضمناً یہ باتیں کہ دیں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ کہلانے کو تو اکابر اولیاء اللہ ہیں مگر حقیقتہً شیطان کے دوست ہیں۔ لہذا ہم نے بطور تنبیہ کچھ ذکر کر دیا۔

الغرض ان کا کلام زیادہ تر شیطانی حالات میں ہوتا ہے۔ اور صاحب فتوحات کی طرح

(۴۳) کہتے ہیں کہ ارضی حقیقت ارضی خیال ہی ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ جس حقیقت میں وہ کلام کرتا ہے وہ خیال ہے اور شیطان کے تصرف کا محل۔ کیونکہ شیطان انسان کے خیال میں خلل واقعہ صورتیں بنا کر ظاہر کرتا ہے۔

اور جو شخص رحمن کی یاد سے اغماض کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور باوجودیکہ شیاطین گناہگاروں کو راہِ خدا سے روکتے رہتے ہیں تاہم گناہگار اپنے آپ کو راہِ راست پر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گناہگار ہمارے حضور میں حاضر ہوگا تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر کہے گا: اوکاش مجھ اور تجھ میں پورب اور کچھم کا فاصلہ رہا ہوتا۔ سو بہت ہی برا ساتھ ہے۔ اور جبکہ تم نے نافرمانیاں کی ہیں تو آج یہ بات تمہارے کچھ کام نہ آئیگی کہ تم ایک ساتھ عذاب میں ہو

وَمَنْ يَعْتَسُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ
نُقِصَ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ
وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّوهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَ
يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُّهْتَدُونَ، حَتَّىٰ إِذَا
جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ
بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيَبْسُ الْقَرِينُ،
وَلَنْ يَنْفَعَكُمْ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ
أَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ۔

(پ ۲۵ ع ۶۱)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک گردانا جائے۔ البتہ اس سے کم جس کو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ دُور بھٹک گیا یہ خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ جس کو خدا نے پھٹکار دیا۔ اور

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَ
يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ
يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا
إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنشَاءً
وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا

دلائل لہذا تو تیرے بندوں سے ایک حمد ضرور لیا
 کروں گا۔ اور ان کو ضرور بہکاؤں گا۔ اور ان کو امیدیں ضرور
 دلاؤں گا۔ اور ان کو ضرور سمجھاؤں گا اور وہ جانوروں کے
 کان ضرور چیرا کریں گے۔ اور ان کو بھانڈا لگا۔ تو وہ خدا کی بنائی
 ہوئی صورتوں کو ضرور بد کرینگے۔ اور جو شخص خدا نے سوا
 شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح گھائے ٹپے پر آگیا۔
 شیطان ان کو وعدہ دیتا اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ اور
 شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے نرا دھوکا ہے۔

أَعَدَّ اللَّهُ وَقَالَ لَا تَتَّخِذُوا مِن
 عِبَادِكُمْ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَلَا ضِلَّكُمْ
 وَلَا مَتَّيْتِهِمْ وَلَا مَرْتَمِهِمْ فَلْيَبْتِكُنَّ
 الْأَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْتَمِهِمْ فَلْيَخَيْرِكُنَّ
 خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا
 مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا نَائِبِيًّا
 يَعِدُهُمْ وَيُمَيِّتُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ
 إِلَّا غُرُورًا۔ (پ ۵۸)

اور فرمایا:

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ
 إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقُّ وَ
 وَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ
 لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ
 دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تُلْمُونِي
 وَلَوْ كُنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ
 وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي إِنْ كَفَرْتُمْ بِمَا
 أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ
 لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (پ ۶۲)

اور جب فیصلہ ہو چلیا تو شیطان کہیگا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ
 کیا تھا اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا۔ مگر میں نے تمہارے
 ساتھ وعدہ خدا کی کی۔ اور تم پر میں نے پھونڈا بد دوستی تو تمہیں نہیں
 دیتا اتنی ہی نفس آریں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کفر مان لیا تو اب
 مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ تو میں تمہارے
 فریاد دہی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری فریاد پونچھ سکتے
 ہو۔ میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم مجھ کو پہلے شرک بڑھاتے تھے
 اس میں شک نہیں کہ جو لوگ نافرمان ہیں ان کو بڑا دردناک
 عذاب ہوگا۔

اور جب شیطان نے ان کی حرکات ان کو عمدہ کر دکھائیں
 اور انہیں کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے
 اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دو نور
 سامنے آئیں اپنے اٹے پاؤں چلتا بنا

وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ
 وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ
 النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا
 تَرَأَتِ الْفِئْتَانِ نكصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَى
مَلَائِكَةً مِّنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ
شَدِيدُ الْعِقَابِ (پ ۷۲)

سے کچھ سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم کو نہیں
سوچھ پڑتی۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی مار بڑی
سخت ہے

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اور صحیح حدیث ہے کہ حضور نے چہرے
علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی قیادت فرما رہے تھے اور جب شیطان نے
فرشتوں کو دیکھا تو وہ ان سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنے
فرشتوں کے ذریعہ مدد دیتا ہے۔ فرمایا

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ
أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا -
پ ۷۶

اے پیغمبر اس وقت کو یاد کرو جب تمہارا پروردگار
فرشتوں کی طرف وحی بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ
ہوں۔ پس مسلمانوں کو جمائے رکھو۔

اور فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَ
جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا - (احزاب)

اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ تمہارے
پاس فوجیں آئیں تو ہم نے ان پر طوفان بھجوا دیا اور
وہ فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے دیکھا۔

اور فرمایا:-

إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا
تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ
اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ
بِجُنُودٍ لَّمْ تَرَوْهَا -
پ ۷۷

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست ابو بکر سے کہہ
رہے تھے کچھ فکر نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے
ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر تسلی نازل
کی اور اسے ان فوجوں کے ذریعہ مدد دی جن کو تم نے نہیں
دیکھا۔

اور فرمایا:-

إِذْ يَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ الْكُنْ يَكْفِيكُمْ

اے پیغمبر جنگ بدر کا وہی واقعہ یاد کرو۔ جب تم مسلمانوں

سے کہ رہے تھو کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار
تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم
رہو۔ اور تقویٰ اختیار کئے رکھو۔ اور دشمن ابھی اسی دم
تم پر چڑھ آئیں۔ تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار ایسے
فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ جو جنگی نشان سے
آراستہ ہونگے۔

أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ
آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنَزَّلِينَ بَلَى
إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُم
مِّن فَوْرِهِمْ هَذَا يُمِدَّكُمْ
رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ
مُسَوِّمِينَ - (پ ۱۰۷)

شیطانی وحی

ایسے لوگوں کے پاس رو عین آکر باتیں کرتی ہیں۔ اور ان کے سامنے معین صو
میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ ارواح جن اور شیطان ہوتے ہیں جنہیں یہ نادان فرشتے سمجھ
بیٹھتے ہیں۔ بتوں اور ستاروں کے پجاریوں سے بھی اسی طرح کی ارواح مخاطب
ہوتی ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد سب سے پہلے جن لوگوں نے یہ دھوکا کھایا۔ ان میں
ایک مختار ابن عبید تھا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ مسلم میں
صحیح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

سَيَكُونُ فِي تَقِيفٍ كَذَّابٌ وَ مُبِيرٌ | بنی ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد۔

کذاب مختار ابن عبید تھا اور مفسد حجاج ابن یوسف۔ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ
عنا سے کہا گیا کہ مختار کا دعویٰ ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا
کہ ٹھیک ہے اس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

هَلْ أُنزِلَتْكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيْطَانُ | کیا میں تمہیں بتاؤں کن لوگوں پر شیطان اترا کرتے ہیں
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (پ ۱۰۷) وہ جھوٹے ہر کردار پر اترا کرتے ہیں

ابن عباس سے جب کہا گیا کہ مختار کو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ ہے تو اس

نے کہا:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ
تم سے جھگڑا کریں

وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَيُوحِيَنَّ لَكُمْ إِلَىٰ
أَوْلِيَاءِهِمْ لِيَجْأِدُوكُمْ (اعراف)

انہی ارواح شیطانیہ میں سے وہ روح بھی ہے جس کے متعلق صاحب فتوحات کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کی طرف اس کتاب کا انفا کیا ہے۔ اسی لئے وہ قسم قسم کے میٹھے کھانوں کا ذکر کرتا ہے جو کہ یہ ارواح اپنے ساتھ لایا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس شخص کا جن و شیطا بلین کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ یہ لکھتا ہے کہ یہ اولیاء کی کرامتیں ہیں۔ حالانکہ وہ شیطانی حالات میں مجھے ان لوگوں میں سے بعض سے شناسائی بھی حاصل ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ہوا میں اڑتے اور تک اڑتے جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں بعض ایسے ہیں جن کو شیاطین چرایا ہوا مال لاکر دیتے ہیں۔ اور بعض ان چوروں کا سرخ شیطان کے ذریعہ ملتا ہے چونکہ لوگ اپنے مسروقہ اموال کا پتہ معلوم کرنے کے عوض انہیں رشوت یا کوئی عطیہ پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کے احوال شیطانی ہیں بس لئے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب "فتوحات مکی" و "فصوص" اور اس کی طرح کے دوسرے مؤلفین کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ قوم نوح، قوم ہود اور آل فرعون وغیرہ کفار کی مدح کی گئی ہے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام جیسے انبیاء کی تنقیص بیان کی گئی ہے۔ ان مسلمان شیوخ کی مذمت کی گئی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک محمود و محترم ہیں۔ مثلاً جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری، اور مدح کی جاتی ہے تو ان لوگوں کی جن کو مسلمان برا سمجھتے تھے۔ مثلاً صلاح اور اس قاتل کے دوسرے لوگ۔ اگر ان باتوں کی شہادت مطلوب ہو تو اس کی تجلیات، "خیالیہ و شیطانیہ" موجود ہے۔

ابن عربی اور حضرت جنید

جنید قدس اللہ تعالیٰ روحہ، ائمہ ہدایت میں سے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا چیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حدیث کو قدم سے علیحدہ ماننا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم اور محدث اور خالق و مخلوق میں امتیاز کیا جائے۔ صاحب "فصوص" نے اس کا انکار کیا اور اپنے خیالی و شیطانی مخاطبہ میں کہا "اے جنید محدث و قدیم میں امتیاز تو وہی کر سکتا ہے جو نہ محدث ہو نہ قدیم۔ جنید تا یہ قول غلط ہے کہ محدث کو قدیم سے جدا قرار

دینا توحید ہے کیونکہ محدث کا وجود بعینہ قدیم کا وجود ہے؛ کتاب 'فصوص' میں اس نے لکھا ہے کہ "قدر تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے علی بلند ہے۔ کس سے بلند؟ حالانکہ اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں اور کس چیز سے بلند؟ حالانکہ جو کچھ ہے وہ خود ہی ہے۔ پس اس کی بلند خود اس کے اور عین موجودات کے لئے ہے اور مسٹی محذات اس کی ذات کے لئے بلند ہیں۔ اور اس کے سوا وہ موجود ہی نہیں؛ آگے چل کر لکھنا ہے: "جو کچھ بھی پوشیدہ ہے اور جو کچھ بھی ظاہر ہے اس تمام کائنات کی عین وہی ہے۔ وہاں تو کوئی دوسرا موجود ہی نہیں جو اسے دیکھے۔ اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کے متعلق کوئی بات کرے۔ اور وہ ابو سعید خراز اور دیگر اسما کا مسٹی ہے؛ اس ملحد کو معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے والے کے لئے عداً و قولاً یہ کوئی شرط نہیں ہے۔ کہ وہ ان دو چیزوں میں سے نہ ہو اور کوئی تیسرا وجود ہو۔ ہر آدمی اپنے آپ اور دوسرے شخص کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ثالث نہیں ہوتا۔ بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بندہ ہے۔ اور وہ اپنے نفس اور اپنے خالق کے درمیان امتیاز کرتا ہے اور خالق جل جلالہ اپنے آپ اور اپنی مخلوقات کے مابین امتیاز کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ جبکہ قرآن میں کئی جگہ اس نے فرمایا ہے: لیکن قرآن سے اہل ایمان استنشاد کرتے ہیں جو ظاہراً و باطناً اس کو مانتے ہیں

فلسفی صوفیوں کی افسوس ناک بے باکی

رہے یہ ملاحدہ سوانہادی دعویٰ ہے جو فلسفانی کا ہے وہ ان کے اتحاد میں سب سے زیادہ (۱۲۵) ممبر ہے جب اس کے ساتھ "فسوس" پڑھی گئی اور اس سے کہا گیا کہ قرآن تمہارے فسوس کا مخالف ہے۔ تو اس نے کہا قرآن سارے کا سارا شرک ہے۔ اور توحید ہمارے کلام میں ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر وجود ایک ہے تو بیوی سے جماع کیوں جائز اور بہن کے ساتھ کیوں حرام ہے، کہا کہ ہمارے نزدیک سب حلال ہے۔ لیکن چونکہ یہ مجھو بین حرام کہتے ہیں اس لئے ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ تم پر حرام ہے۔ یہ قول کفر عظیم ہونے کے علاوہ

اپنی تردید آپ کر رہا ہے۔ کیونکہ جب وجود ہی ایک ہو۔ تو حاجب کون ہے اور محبوب کون؟ ان لوگوں کے ایک شیخ نے اپنے مرید سے کہا: ”جس نے تم سے یہ کہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور وجود ہے تو اُس نے جھوٹ کہا ہے“ مرید نے کہا ”جھوٹ کہنے والا کون ہے؟“ دوسروں نے کہا ”یہ مظاہر ہیں“ تو ان سے کہا ”مظاہر مظاہر کے غیر ہیں یا وہی ہیں۔ اگر غیر ہیں تو تم بہ لحاظ نسبت کہتے ہو۔ اور اگر وہی ہیں تو کوئی فرق نہ ہوا“۔ کسی دوسرے مقام پر ہم تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے اسرار و رموز کا پول کھول چکے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے قول کی حقیقت بیان کر چکے ہیں۔ صاحب فصوص کہتا ہے کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی اور اس پر وجود حق کا فیضان ہوا۔ سو وہ وجود و ثبوت کے درمیان فرق کرتا ہے۔ معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی۔ لیکن یہ لوگ بائینہم ضلالت صاحب فصوص سے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جو عدم میں ثابت تھیں۔ اور ان کا وجود پروردگار کا وجود نہیں ہے۔ بخلاف اس کے صاحب فصوص کا دعوے ہے کہ ان چیزوں پر یعنی پروردگار کے وجود کا فیضان ہوا اس کے نزدیک مخلوق کا وجود ہی نہیں جو خالق کے وجود سے علیحدہ ہو۔

صدر قونوی کی نئی چال

از بسکہ صاحب ”فصوص“ کا دوست صدر قونوی زیادہ رنگین فلسفی ہے۔ اس لئے اُس نے نئی چال اختیار کی۔ یعنی مطلق و معین کا فرق تسلیم کر لیا۔ اُس نے اس بات کا قرار نہیں کیا کہ معدوم کوئی چیز ہے۔ لیکن حق کو وجود مطلق قرار دیا۔ اور ایک کتاب لکھی جس کا نام ”مفتاح غیب الجمع والوجود“ ہے۔ یہ قول خالق کو اور بھی زیادہ معطل اور معدوم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مطلق بشرط اطلاق کلی عقلی ہے، اس لئے محض ذہنی ہے نہ کہ بصورت معین۔ اور مطلق بدون کسی شرط کے کلی طبعی ہے۔ اگر یہ کہا

تہ جب نسبت لازم آئی تو دو وجود ثابت ہو گئے۔ اور اگر نسبت اشعادی جائے تو جھوٹ کہنے والا

(مناذاتہ) خدا کا جزو ہوا۔ (مترجم)

جائے کہ وہ خارج میں موجود ہے۔ تو وہ خارج میں صرف بصورت معین ہو سکتا ہے چنانچہ جو شخص اس کا قائل ہے کہ وہ خارج میں ثابت ہے۔ اس کے مذہب میں وہ معین کی جزو ٹھہرا۔ پس اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو پروردگار کا وجود خارج میں محال ہے یا مخلوقات کے وجود کا جزو ہے۔ یا مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جزو کل کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا کوئی چیز اپنے آپ کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا عدم وجود کا خالق ہو سکتا ہے؟ یا کسی چیز کا ایک حصہ اسکے تمام جسم کا خالق ہو سکتا ہے؟۔

حلول اور اتحاد

یہ لوگ حلول کے لفظ سے اس لئے بھانٹتے ہیں کہ وہ حال اور محل کا مقتضی ہے اتحاد کے لفظ سے اس لئے گریزاں ہیں کہ وہ دو چیزوں سے مستلزم ہے۔ جن میں سے ایک دوسرے سے متحد ہو گئی ہو۔ حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک کا ہے۔ کہتے ہیں کہ نصاریٰ اس لئے کافر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مسیح کو خدا قرار دیا۔ اگر وہ ہر چیز کو خدا کہہ دیتے تو کافر نہ ہوتے۔ علیٰ بذالقیاس وہ بت پرستوں کی بھی یہ غلطی بتاتے ہیں کہ وہ بعض مظاہر کی پرستش کرتے ہیں اور بعض کی نہیں کرتے۔ اگر تمام مظاہر کی پوجا کرتے تو ان کے نزدیک خطا کار نہ ٹھہرتے۔ ان کے نزدیک عارف محقق کیلئے بتوں کی پوجا مضر نہیں ہے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ عقیدہ کفر عظیم ہے۔ اس میں وہ عادت تناقض بھی موجود ہے۔ جو ہمیشہ ان گراہوں کے گلے کا بار رہتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ خطا کار نصاریٰ اور خطا کار بت

پرست آخر کون ہیں؟ خدا ہیں یا اس سے کوئی جدا چیز ہیں؟ لیکن وہ کہتے ہیں کہ (۴۷) پروردگار میں وہ تمام نقائص موجود ہیں جو مخلوق میں ہوتے ہیں۔ اور مخلوقات میں ہی وہ تمام کمالات موجود ہیں جن سے ذات خلق منسبت ہے۔ اور صاحب "فصوص" کے اس قول کے حامی ہیں کہ "عَلَىٰ لِنَفْسِهِ" وہ ہوتا ہے جس کا کمال تمام وجودی اور عدمی اوصاف کا جامع ہو۔ خواہ وہ اوصاف رواج عقل اور شرع کے نزدیک

اچھے ہوں یا بُرے۔ اور یہ صرف خدا کے مسمّا کا خاصہ ہے۔ علاوہ کفر کے ان لوگوں کے قول کا تناقض بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ حس و عقل دونوں کے نزدیک ان کا دعویٰ باطل ہے۔ یہ لوگ تلمسانی کے اس قول کے بھی حامی ہیں۔ کہ ”ہم اے نزدیک کشف کے ذریعہ ایسی چیزیں ثابت ہوتی ہیں جو صریح عقل سے متناقض ہوتی ہیں“۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص تحقیق کا طالب ہو یعنی انکی تحقیق کا اُسے چاہئے کہ عقل و شرع کو خیر باد کہہ دے۔ میں نے ایک ایسے اعتقاد رکھنے والے شخص سے ایک مرتبہ کہا بھی تھا کہ یہ یقینی امر ہے کہ انبیاء کا کشف دوسروں کے کشف سے زیادہ بڑا اور زیادہ کامل ہے۔ اور ان کی دی ہوئی خبر دوسروں کی خبر سے صادق تر ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہیں جن کی معرفت سے لوگوں کی عقلیں عاجز ہوتی ہیں۔ ایسی خبر نہیں دیتے جسے لوگ اپنی عقل کے ذریعے معلوم کر لیں کہ وہ ممتنع ہے۔ ان کا تجربہ ان کی عقل کی محدود ہونے کی دلیل ہے نہ کہ مخبرات انبیاء کے محال عقلی ہونے کی۔ بلکہ یہ ممتنع ہے کہ رسول کی دی ہوئی خبریں عقل صریح کے متناقض ہوں۔ یہ بھی ممتنع ہے کہ دو قطعی دلیلوں میں تعارض ہو۔ خواہ وہ دونوں عقلی ہوں یا سمعی یا ان میں سے ایک عقلی ہو اور دوسری سمعی۔ پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس کا مدعی ہو کہ اس کا کشف عقل و شرع صریح کا متناقض ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں کہتے۔ لیکن بعض چیزیں جو ان کے نفس میں ہوتی ہیں خیالی صورت بن کر ان کے سامنے آتی ہیں اور وہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ خارج میں موجود ہیں۔ کبھی وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو خارج میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن وہ انہیں کرامات صالحین میں سے شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ تلبیسات شیطان میں سے ہوتی ہیں۔ وحدت الوجود کے قائل کبھی اولیاء کو انبیاء پر ترجیح دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوت منقطع نہیں ہوئی۔ جیسا کہ ابن سبعین وغیرہ سے مذکور ہے۔

معصیت کی غلط تعریف

یہ لوگ شہود کے تین مراتب قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بتائے کو پہلے طاعت
 و معصیت کا شہود حاصل ہوتا ہے۔ پھر طاعت بلا معصیت کا۔ اور آخر کار اس
 درجہ کا شہود ہوتا ہے جہاں نہ طاعت ہو نہ معصیت۔ شہود اول صحیح شہود ہے
 اور وہ طاعات و معاصی کے درمیان فرق کرتا ہے۔ رہا شہود ثانی سو اس
 سے وہ شہود قدر مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں میں
 اس پروردگار کا منکر ہوں جو کہ نافرمانی کرے۔ ایسے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ
 معصیت اس ارادے کی مخالفت سے عبارت ہے جو کہ مشیت ہے۔ اور
 ساری مخلوقات مشیت کے حکم کے ماتحت ہے۔ ان کا شاعر کہتا
 ہے

اصححت منفعلات ماتحت ارادہ

متی ففعلی کلہ طاعات

(مجھ سے وہی فعل سرزد ہو جاتا ہے۔ جس کا مجھ سے سرزد ہونا تجھے پسند ہو۔ اسلئے میرے تمام کام عبادات ہیں)

معصیت کی صحیح تعریف

ظاہر ہے کہ یہ پیٹیروں کے شرائع کے سوا سہ خلافت اور خدا کی کتابوں کے باطل
 منافی ہے۔ وہ معصیت جو کہ مذمت کی مستحق اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ
 کے اور اسکے رسول کے حکم کی مخالفت سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے:-

یہ خدا کی حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی
 اطاعت کرے۔ اُسے وہ ایسے بانگات میں داخل کرے گا جن
 کے نیچے سے نہی ہتی ہوگی۔ ایسے لوگ ان بانگوں میں
 رہینگے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے
 رسول کی نافرمانی کرے۔ اور اس کی حدود سے تجاوز کرے

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ
 وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
 تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ
 الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ
 وَرَسُولَهُ وَيَعْتَدِ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ

نَاثِرًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ

عَذَابٌ مُّهِينٌ -

اُسے وہ دوزخ میں داخل کریگا جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا۔
اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(پ ۶۱۳)

(۳۰) عنقریب ہم ارادہ کوئیہ و ونیہ اور امر کوئیہ و ونیہ کے درمیان فرق بیان کریں گے۔
صوفیہ کی ایک جماعت کو اس مسئلے میں اشتباہ ہوا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے جو شخص اس مسئلے میں جنید کی پیروی کریگا وہ
سیدھی راہ پر ہوگا۔ اور جو اسکی مخالفت کریگا گمراہ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام امور
خدا کی قدرت و مشیت سے ہوتے ہیں۔ اور اسی وحدت کے شہود میں ہوتے ہیں۔
اس کا نام وہ "جمع اول" رکھتے ہیں۔ جنید نے ان سے بیان کیا ہے کہ فرق ثانی کا شہود
لابدتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گو تمام اشیا خدا کی مشیت و قدرت اور اس کی
مخلوق ہونے میں مشرک ہیں۔ لیکن جس چیز کا وہ حکم کرتا ہے جس چیز کو وہ
پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے اس میں اور اس چیز میں جسے اُس نے ممنوع
مکروہ اور موجب ناراضی قرار دیا ہے فرق کرنا ضروری ہے۔ اور خدا کے
دوستوں اور دشمنوں کے مابین فرق کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے :-

أَفَجَعَلُ الْمُؤْمِنِينَ كَالْجَحْمِيِّينَ

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ -

کیا ہم مسلمین کو جحیموں کی طرح قرار دینگے؟ تمہیں کیا
ہو گیا ہے۔ تم کیسے کیسے فیصلے گھڑتے ہو؟

(سورہ نون)

اور فرمایا :-

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ
أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ -

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور کام بھی اچھے
کرتے ہیں۔ ان لوگوں جیسا کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد
کرتے ہیں۔ یا ہم ایسا کر دینگے کہ متقین کے ساتھ اس طرح
کا برتاؤ کریں جو ہم گناہگاروں کے ساتھ کریں گے؟

(پ ۶۱۲)

اور فرمایا:-

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا
السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً
نَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(پ ۲۵ ع ۴۸)

کیا جن لوگوں نے بُرے کام کئے ہیں ان کو ہم ان لوگوں
جیسا کر کے رکھینگے جو ایمان بھی لائے اور کام بھی اچھے کرتے
تھے۔ کیا ان دونوں جماعتوں کا جینا مرنا ایک برابر ہوگا؟
یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگایا کرتے ہیں۔

اور فرمایا:-

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ
قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ (پ ۲۶ ع ۱۱)

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔ اور مومن و
نیکو کار کے ساتھ بدکردار کی برابری نہیں ہو سکتی۔ مگر تم
لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔

اسی لئے امت کے ائمہ اور سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک
چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کا پالنے والا اور اُس کا مالک ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے
ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اُس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ اس کے
ساتھ ہی اُس نے طاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا ہے۔ وہ فساد کو پسند
نہیں کرتا۔ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ گو
اس کی مشیت کے ساتھ کیوں نہ واقع ہوں۔ مگر وہ اسے محبوب و مرغوب نہیں
ہو سکتیں بلکہ مبغوض ہیں۔ اور ان کا مرتکب لائق ندمت اور سزاوار عذاب
ہے۔

رہا تیسرا مرتبہ جس میں نہ طاعت کا شہود ہے اور نہ معصیت کا۔ ان لوگوں
کے نزدیک ایک ہی وجود ہوتا ہے اور بس۔ اور اُسے وہ تحقیق والا اللہ کی
انتہا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وحقیقت وہ خدا کے اسماء و آیات میں زینہ اندازی
اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی انتہا ہے۔ اس مرتبہ والا آدمی یود و نصاریٰ
اور تمام کفار کو دوست قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ
مِنْهُمْ - (پ ۶۱۲)

تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ وہ ان ہی
میں سے ہوگا۔

شرک اور بت پرستی سے نہیں بچتا۔ اور ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ملت سے خارج ہو جاتا ہے :-

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ
فِي اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ اِذْ
قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
كُفْرًا نَّابِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى
تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدَّةً (پ ۶۱۳)

تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں کا اچھا نمونہ
پیش ہو چکا ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا تھا
کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن چیزوں کی تم پوجا کرتے ہو۔
ان سے بیزاریں۔ تمہارے عقیدوں کو ہم نہیں مانتے۔ تم میں اور
ہم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ
تم اکیلے اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم مشرکین سے کہا :-

اَفْرَايِمُ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ
اَنْتُمْ وَاٰبَادُكُمْ اَلَا قَدْ مَوْنُ
فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ
اور فرمایا :-

تمہیں کچھ خبر بھی ہے۔ جن چیزوں کو تم اور تمہارے اگلے آباء
اجداد پوجتے چلے آئے ہیں وہ میرے دشمن ہیں۔ ماں میرا
دوست ہے تو پروردگار عالم ہے۔ (پ ۶۱۴)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَاَلُوْا اٰبَاؤَهُمْ
اَوْ اَبْنَاؤُهُمْ اَوْ اِخْوَانُهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتُهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِى
قُلُوْبِهِمْ اِلٰيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ
بِرُوْحٍ مِّنْهُ - (پ ۶۱۵)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم
ایسے لوگوں سے یا راندہ گانٹھے ہوئے کبھی نہ پاؤ گے۔ جو اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا،
بیٹے بیٹیاں، بھائی بہن اور ان کے کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں۔
ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا ہے
اور اپنے فیضان غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔

اُن لوگوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر کتابیں اور قصیدے لکھے ہیں۔
ابن الفارض نے ایک قصیدہ ”نظم السلوک“ کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں وہ کہتا
ہے

لَهَا صَلَاتِي بِالْمَقَامِ اَقِيمَهَا وَاشْهَدُ فِيهَا اِنْهَالِي صَلَاتِ
(۴۸) کسی مقام پر میں اپنی نماز اس کی طرف قائم کرتا ہوں۔ تو مجھ پر شہود ہوتا ہے۔ کہ اُس نے میری طرف نماز ادا کی
کَلَانَا مَصِلٌ وَاحِدٌ سَاجِدٌ اِلَى حَقِيقَةِ بَاجْمَعٍ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ
ہم دونوں ایک نمازی ہیں۔ جو ایک ہی ذات کی طرف ہر سجدے میں اکٹھے ہو کر سجدہ گزار ہوتے ہیں۔
وَمَا كَانَ لِي اَصْلٌ سِوَا نِيٍّ وَلَمْ تَكُنْ صَلَاتِي لِغَيْرِي فِي اِذَا كُلِّ رَكْعَةٍ
مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی اور کی نماز ادا کروں یا وہ مجھ کے سوا کسی اور کو نماز ادا کرتا ہوں وہ میرے غیر کی طرف نہیں ہوتی
آگے چل کر کہتا ہے :-

وَمَا زِلْتُ اِيَا هَا وَايَا لِي لَمْ تَزَلْ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ ذَاتِي لِذَاتِ صَلَاتِ
میں ہمیشہ اس ذات کا عین ہوں اور میری ذات ہمیشہ اس ذات کی عین ہے۔ اور میری ذات اور ذاتِ صلیبہ درمیان کسی قسم کا فرق
اِنِّي رَسُوْلًا كُنْتُ مَنِ مَرَسَلَا وَذَاتِي بِاِيَاتِي عَلٰى اسْتَدْلَتِ
میں اپنی ہی طرف سے اپنی طرف رسول بھیجنے والا تھا۔ اور میری ہی ذات میری ہی آیات کے ساتھ مجھ پر دلیل لائی۔
فَاِنْ دَعَيْتَ كُنْتُ الْمَجِيْبَ وَاِنْ اَكُنْ مَنَادًا اِجَابَتِ مِنْ دَعَا نِي وَوَلِيَّتِ
اگر تے بلا یا گیا تو میں جواب دوں گا۔ اور اگر مجھے پکارا گیا تو خود بلا نے والی اسے جواب دیگی۔ اور بیک کہے گی۔
اِسْ طَرَحٌ اَوْ رِبْتٌ سِي بَاتِيْنَ كَرْتَا هِيْ - اِسِي لَنْ مَرْتِيْ وَوَقْتِ وَوَهْ يَشْعُرْ كَرْتَا هِيْ
ان کاں منزلتی فی الحب عندکم مَا قَدْ لَقِيْتِ فَقَدْ ضَيَّعْتِ اِيَا حِي
گراہ و رسم محبت میں تمہارے ماں ہماری ہی قدر و منزلت ہے جو کہ مجھ سے مل چکی ہے تو میں نے اپنی عزت خانی کھو لی
اَمْنِيَّةٌ ظَفَرَتْ نَفْسِيْ بِهَا زَمْنَا وَالْيَوْمَ اَحْسَبُهَا اَضْعَاثَ اَعْلَامِ
جس آرزو میں میری نفس ایک عرصہ تک بامراد رہا۔ لیکن آج اسے میں خواب پریشاں سمجھ رہا ہوں۔
وہ یہ خیال کرتا رہتا تھا کہ وہ اللہ ہے۔ لیکن جب خدا کے فرشتے اس کی روح قبض
کرنے کے لئے آ موجود ہوئے۔ تو اُس پر اپنے خیالات کا باطل ہونا منکشف ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
(پک ۱۷۷)

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور وہ زبردست دانا ہے۔

تو جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ خود اللہ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پک ۱۷۷)

آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ وہ اپنی دعائیں کہا کرتے تھے :-

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ
وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ رَبَّنَا
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى
مُنْزِلَ التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ
وَالْقُرْآنِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ
دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا أَنْتَ الْأَوَّلُ
فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ
فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ
فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ
فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي
الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ۔

اے سات آسمانوں اور عرش عظیم کے مالک! ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پالنے والے بیچ اور گٹھلی کے پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے، میں ہر اس جانور کی شر سے جسکی چوٹی تیرے ماتھے میں ہے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں، تو آخر ہے تجھ سے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی نہیں، تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی نہیں، مجھ سے قرضہ واکراک اور مجھے فقر سے چھوڑا کر غنی کرے۔

اور فرمایا :-

وہی ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا
پھر عرش پر مستوی ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہو چیز
زمین سے باہر آتی اور جو چیز آسمان سے اترتی اور جو چیز آسمان
کی طرف چڑھتی ہے اُسے وہ جانتا ہے۔ اور تم لوگ جہاں
کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو
اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى
الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا
يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَ
مَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (طہ، ۴)

سوائے اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ آسمان اور زمین، اور دوسرے مقام پر یہ بھی
آیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے مابین جو کچھ بھی ہے، وہ مخلوق ہے اور اسکی تسبیح
کرتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

لفظ مع کا منطوق

رَبِّهِمْ لَعَلَّ يَكْفُرُونَ (طہ، ۱۱) اور اللہ تعالیٰ کا قول وَهُوَ مَعَكُمْ سوا اس میں لفظ مع لغت عرب میں
اس کا مقتضی نہیں ہے کہ ایک چیز دوسری سے ملی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
رَاتِقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (توبہ، ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ رہو

رَاتِقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

(توبہ)

اور فرمایا :-

محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں کفار
پر سخت ہیں۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ
أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ (پہ، ۱۷)

اور فرمایا :-

جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی
اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا وہ تم میں سے
ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدِ وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ
(انفال، ۷۲)

لفظ مع قرآن میں عام اور خاص دونوں معنوں میں آیا ہے۔ عام اس

آیت میں آیا ہے۔ اور آیہ مجاولہ میں ہے :-

(۴۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ شَيْءٍ
ثَلَاثَةٌ اِلَّا هُوَ رَا بَعْتَهُمْ وَلَا خَمِيْسَةٌ
اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ
لَا اَلْثَرَا اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يَمِيْتُهُمْ
بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمٌ - (پ ۴۹)

کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔
اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ کے حال سے واقف ہے۔ جب
تین آدمی کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے۔ تو ضرور ان کا چوتھا
وہ ہوتا ہے، اور اگر پانچ کا ہوتا ہے تو ضرور ان کا چھٹا وہ
ہوتا ہے۔ اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور کہیں بھی ہوں
وہ ضرور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ
ان کو جتا دیگا۔ اللہ ضرور ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

اس آیت کی ابتدا بھی علم سے فرمائی۔ اور اسے ختم بھی علم کے ساتھ کیا۔ اسی لئے
ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ضحاک۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ از روئے علم ہے۔ دوسری معیت خاصہ ہے۔ چنانچہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا :-

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ
هُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكَ - (پ ۴۲)

اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور احسان کرنے
والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے :-

اِسْتِنِيْ مَعَكُمْ اَسْمَعُ وَاَرٰى -
(پ ۴۱)

میں یقیناً تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور
دیکھتا ہوں۔

اور فرمایا :-

اِذْ يَقُوْلُ لِصٰحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ
اللّٰهَ مَعَنَا - (پ ۴۳)

جب وہ اپنے دوست سے کہہ رہا تھا۔ ڈرو مت۔ اللہ
ضرور ہمارے ساتھ ہے۔

یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ سوا اللہ تعالیٰ
فرعون کے ساتھ نہیں بلکہ موسیٰ و ہارون کے ساتھ ہے۔ اور ابو جہل اور اپنے دو مے
و دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ محمدؐ اور ان کے دوست ابو بکرؓ کے ساتھ ہے۔ اور ان

لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔ نہ کہ ظالم اور تعدی پیشہ ہیں۔ اگر معیت کے معنی یہ ہوں کہ وہ بذاتہ ہر جگہ ہوتا ہے تو اس سے خیر خاص و خیر عام کا تناقض لازم آتا ہے۔ اس لئے صحیح معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ از روئے نصر و تائید ان لوگوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌ - (زخرف)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے۔ اور زمین میں بھی معبود ہے۔

یعنی اُس مخلوقات کا بھی معبود ہے جو آسمانوں میں ہے۔ اور اس کا بھی الہ ہے جو زمین میں ہے۔ چنانچہ فرمایا :-

وَاللَّهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْحَزِينُ الْحَكِيمُ - (پ ۱۳ ع)

آسمانوں اور زمینوں میں عمدہ سے عمدہ باتیں اسکی شان کے شایاں ہیں۔ اور وہ زبردست ہے۔ صاحب حکمت ہے۔

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْإِلَهُ كِ تفسیر امام احمد اور دیگر ائمہ علم نے اس طرح کی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے۔ امت کے سلف اور اس کے اماموں کا اس پر اتفاق ہے کہ رب تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جدا ہے۔ اُس کے اوصاف وہی ہیں جو کہ اُس نے خود بیان کئے ہیں اور جو کہ اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں۔ ان میں کسی طرح کی تحریف۔ تعطیل۔ تمثیل یا چگونگی جائز نہیں۔ وہ صفات نقص سے نہیں بلکہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اور یہ معلوم ہی ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اور اسکی صفات کمال میں سے کوئی اُس کا ہمسر نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے :-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ - (اخلاص)

اے پیغمبر کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الصمد اُس علیم سے عبارت ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اُس بزرگ سے عبارت ہے جو اپنی بڑائی میں کامل ہو۔ اُس قدیر سے عبارت ہے جو اپنی قدرت میں کامل ہو۔ اُس حکیم سے عبارت ہے جو اپنی حکمت میں کامل ہو۔ اور اُس سردار سے عبارت ہے جو اپنی سروری میں کامل ہو۔ ابن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس کا جوف (کھوکھلا پن) نہ ہو۔ اور احد وہ ہے جسکی نظیر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نام صمد سے صفات کمال سے متصف ہونا اور نقائص سے مبرا ہونا مراد ہے۔ اور احد اُس صفت کو مستلزم ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اس مسئلے پر ہم سورہ اخلاص کی تفسیر اور اس سورہ کے ثلث قرآن کے برابر ہونے کے مسئلہ کی توضیح کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں۔

حقائق دینیہ و کونیہ

بہت سے لوگ حقائق امریہ اور حقائق خلقیہ کے مابین امتیاز نہیں کر سکتے۔ اول الذکر دین و ایمان کے ساتھ اور ثانی الذکر تقدیر و نکوین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور خلق و امر و نول اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

(۵۰)

بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے۔ جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے۔ جو اس کے چھ لپکی چلی آتی ہے۔ اسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ کہ یہ سب زیر فرمان الہی ہیں۔ سن رکھو کہ خدا ہی کی خلق ہے اور خدا ہی کا حکم۔ اللہ جو دنیا جہان کا پالنے

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى
عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ
غَشِيثًا وَالشُّسْرَ وَالنَّجْمَ وَالْجُودَ مُسْتَخَاتٍ
بِأَمْرِهِ إِلَّا لَمْ يَخْلُقْ
وَالْأَمْرُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

لے شیخ الاسلام کی تفسیر سورہ اخلاص کا اردو ترجمہ ایک دیدہ زیب اور ضخیم کتاب کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔

جو حافظ محمد شریف و عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور سے مل سکتا ہے (مترجم)

خاکسار نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے کی تکلیف بھی مولانا غلام ربانی صاحب کو ہی دی تھی۔ (محمد شریف عفی عنہ)

(پ ۵ ع) | والا ہے۔ بابرکت ہے۔

سوا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس کا پروردگار اور مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو حرکت و سکون معرض وجود میں آتی ہے اسی کے حکم۔ اسی کی تقدیر۔ اسی کی مشیئت۔ اسی کی قدرت اور اسی کے پیدا کرنے سے آتی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا اور میرے پیغمبروں کا کہا مانو۔ میری اور میرے پیغمبروں کی تافرمانی ت باز آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے توحید و اخلاص کا حکم دیا۔ اور خدا کے ساتھ شرک کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نیکی توحید اور سب سے بڑی بدی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اللہ تعالیٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس سے کم جسکو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (پ ۵ ع)

اور فرمایا:-

بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اور لوگوں کو اس کا شریک بناتے ہیں اور اپنے ان مبودوں سے وہ ایسی محبت کرتے ہیں جتنی اللہ تعالیٰ کیساتھ ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ایمان دے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (پ ۶ ع)

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عرض کیا یا رسول اللہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے۔ حضور نے فرمایا "یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے۔ حالانکہ تجھے پیدا خدا نے کیا ہے۔" میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی۔" میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ..."

کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق اس آیت سے فرمائی ہے:-

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ
إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا
يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ
أَثَامًا يَضَاعِفُ لَهُ الْعَذَابَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَيَخْتَلِدُ فِيهِمْ مُهَانًا
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ
حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(پ ۱۹ ع)

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں -
اور ناحق نارد کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ جسے قتل کرنے
حرام کر رکھا ہے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوں اور جو مذکورہ
بالا گناہوں کا ارتکاب کریگا۔ وہ اپنے گناہوں کا خمیازہ
بھگتیگا۔ قیامت کے دن اسے دوہرا عذاب دیا
جائے گا۔ اور ذلیل و خوار اسی حال میں ہمیشہ رہیگا
مگر جس نے توبہ کی۔ ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔
اس کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور
اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے عدل و احسان اور اقارب کو مالی امداد دینے کا حکم
فرمایا۔ اور بے حیائی، ناشائستگی اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع کیا ہے۔ اس نے یہ
بھی بتایا ہے کہ وہ متقی، محسن، عادل، بہت توبہ کرنے والے، پاک صاف رہنے والے
لوگوں اور ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اسکی راہ میں صفت بہ صفت کھڑے ہو کر جہاد
کرتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جس چیز سے اسنے
منع کر دیا ہے اس کا ارتکاب اسے بہت ناپسند ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئَةً عِنْدَ رَبِّكَ
مَكْرُوهًا۔ (پ ۱۹ ع)

ان سب باتوں میں جو بری باتیں ہیں وہ تیرے پروردگار
کو ناپسند ہیں۔

شرک سے اور والدین کی نافرمانی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اور قرابت والوں کو ان
کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اسراف سے بھی روکا اور سخیل سے بھی۔ ہاتھ کو اس صبر
سیکھڑ لینا کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہے۔ اور پھیلانا تو انتہا پر جا پہنچنا دونوں اسے
ناپسند ہیں۔ بغیر کسی شرعی حق کے کسی کو جان سے مار ڈالنا۔ زنا کرنا۔ مال تنہم کے پاس

تک پھٹکنا الایہ کہ بطریق احسن ہو یہ ساری باتیں ممنوع ہیں۔ انہی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

کُلُّ ذَالِكْ كَانَ سَيِّئًا عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا۔ (پ ۷۷ ع)

ان سب باتوں میں بری ہی باتیں خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اس میں راضی ہے کہ کفر اس کے بندوں سے لپٹ جائے۔ بندے کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ توبہ کیا کرے۔ چنانچہ فرمایا :-

تُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (مومنون)

اے مومنو سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تاکہ تم کو نجات ملے۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

أَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوا إِلَى رَبِّكُمْ فَوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرِ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

اے لوگو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً۔

یعنی میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے۔ اور میں دن میں (۵۱) سو بار خدا سے استغفار کرتا ہوں۔

سنن میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "کہ ہم گنا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو مرتبہ (یا یہ کہا کہ سو سے زیادہ مرتبہ) مانگتے تھے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ"۔ اس میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے۔ میری توبہ قبول فرمائیے شک۔ تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اعمال صالحہ کو استغفار پر ختم کیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھا کرتے

تھے اور کہا کرتے تھے:-

اے اللہ تو سلام ہی۔ اور تجھی سے سلامتی ہے! اے بزرگ
اور بخشش والے تو بابرکت ہے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ -

یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَادِ (پ ۶۰) میں رات کو نماز پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
سورہ مزمل جو کہ حقیقت میں قیام شب کی سورت ہے۔ حکم استغفار ہی پر ختم

ہوتی ہے۔ فرمایا:-

اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ
بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَحِيمٌ -

حج کے متعلق فرمایا:-

پھر جب عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام میں ٹھہر کر خدا کی یاد کرو
اور اس کی یاد اس طریق پر کرو جو خدا نے تم کو بتایا ہے اور
اس سے پہلے تم ضرور گمراہوں میں سے تھے۔ پھر جس جگہ
سے لوگ چلیں تم بھی وہیں سے چلو اور اللہ سے منفرت
چاہو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا
اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوا
كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ
مِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ آفِضُوا مِنْ حَيْثُ
أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ
اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ - (پ ۶۹)

اللہ تعالیٰ نے آخر میں بھی اس مضمون کی آیت نازل فرمائی۔ جب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی زندگی کی آخری لڑائی تنوک میں کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور مہاجرین و انصار
پر جنہوں نے تنگدستی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا۔ جیک
ان میں سے بعض کے دل ڈگمگا چلے تھے۔ پھر اسی نے ان پر
اپنا فضل کیا۔ اس میں شک نہیں کہ خدا ان سب پر
نہایت درجے مہربان اور رحیم ہے۔ اور ان تین پر

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ
فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ
يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ
تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُمْ رَوَتْ رَحِيمٌ

بھی جو ملتوی رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آگئے تھے۔ اور سمجھ گئے کہ خدا سے خود اسی کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں۔ پھر فرمانے ان کی توبہ قبول کی۔ تاکہ وہ توبہ کئے رہیں۔ بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پ ۷۷ ع)

قرآن کی یہ آیت سب سے آخر نازل ہوئی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سب سے آخر

یہ سورت نازل ہوئی :-

جب خدا کی مدد آپہنچی۔ اور مکہ فتح ہو گیا۔ اور تم نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ دین خدا میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اس سے گنہوں کی معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ
فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ، فَسَبِّحْ
بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ
تَوَّابًا . (پ ۷۷ ع)

سوائے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ اپنے کام کو تسبیح و استغفار پر ختم کرے صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہ پڑھا کرتے تھے :-

لے اللہ حمد پروردگار میں تیرن تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہوں! در تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ لے اللہ مجھے بخش دے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي .

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے :-

اے اللہ میری خطا معاف کر۔ اور میری جہالت سے اسراف سے درگزر فرما۔ اور اس بات سے دلزدہ فرما جو کہ مجھے میری بہ نسبت زیادہ اچھی طرح معلوم ہے۔ لے اللہ میری غفرت کی باتوں اور یہ سوچے سمجھے جملے کا ہوں میری جہول جو کہ کے تصوروں اور میرے دیدہ و دانستہ ہوں کو بخش دے۔ اے اللہ

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي
وَأَسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ
بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ مِنِّي . اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي
وَجِدِّي وَخَطِيئَتِي وَعَمْدِي
وَ كُلُّ ذَا لِكَ عِنْدِي . اللَّهُمَّ

اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ لَآ إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ۔

میرے ان تمام گناہوں کو بخش دے۔ جو کہ میں نے پہلے کئے ہیں۔ اور جو
چھپے کئے ہیں اور جو پوشیدگی میں کئے ہیں۔ اور جو کھلم کھلا کئے ہیں۔
تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور صحیحین ہی میں آیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ!
مجھے وہ دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا
کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اپنی خاص مغفرت سے
میرے گناہ بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت
بخشنے والا مہربان ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا
وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ
لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي
(۵۲) إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

سنن میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مجھے وہ دعا سکھائیے۔ جو میں صبح و شام پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:-

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور آشکارا کے
جاننے والے ہر چیز کے پروردگار و مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ
تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کی شر سے اور شیطان
کی شر اور اس کے شرک سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اور اس
بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے خلاف برائی حاصل کروں
یا کسی دوسرے مسلمان کی طرف برائی بھیج لے جاؤں۔

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ
وَمَلِيكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ
وَشَرِّكِهِ وَإِنْ أَقْرَبَ عَلَى نَفْسِي سُوءًا
أَوْ آجْرًا إِلَى مُسْلِمٍ۔

حضور نے ابو بکر سے فرمایا کہ یہ دعا صبح و شام اور سونے کی وقت پڑھا کرو۔
ان آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے یہ خیال کرنا جائز نہیں
کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے سے مستغنی ہے۔
بلکہ ہر شخص ہمیشہ کیلئے توبہ و استغفار کا محتاج ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور اس بار امانت کو انسان نے اٹھالیا۔ بے شک وہ اکھڑا اور

وَخَلَّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا

بے سمجھ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں۔
 منافق عورتوں۔ مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب
 دیگا۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی تو بہ منظور کریگا۔
 اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

جَهْلًا لِّيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پہ ۲۱ ع)

سو انسان ظالم اور جاہل ہے اور مومنین و مومنات کی غایت توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے نیک بندوں کے توبہ کرنے اور ان کو بخش دینے کا ذکر فرمایا ہے صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائیگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی؟ فرمایا میں بھی جنت میں داخل نہ ہو سکو نگا الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی منافی نہیں ہے:-

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ (سورہ الباقہ)
 گزشتہ ایام میں تم نے جو اعمال کئے ہیں۔ ان کے بسبب مزے سے کھاؤ اور پیو۔

کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ و مساوضہ کی (بار) کی نفی کی ہے۔ نہ (بار) سبب کی۔ اور قرآن نے (بار) سبب کا اثبات کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ "إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا لَمْ تَضُرَّهُ الذُّنُوبُ" (جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتے) اس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں توبہ و استغفار کرنے کا خیال پیدا کرویتا ہے۔ اور وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا جس شخص کا یہ خیال ہے کہ گناہ اُس شخص کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان پر اصرار کرے۔ وہ گمراہ ہے۔ کتاب و سنت اور اجماع سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا مخالف ہے۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کریگا۔ اسے دیکھ لیگا۔ اور جو ذرہ برابر بُرائی کریگا اُسے بھی دیکھ لیگا۔ اور خدا کے جن بندوں کی مدح کی گئی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں مذکور ہیں:-

وَسَادِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِن رَّبِّكُمْ
 اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف پکڑ لو

پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا بڑا ہے۔ ان پر ہیزگاروں کے لئے تیار ہے جو خوش حالی اور ننگدستی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے ہیں۔ اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنا نقصان کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اور خدا کے سوا گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون؟ اور جو کام کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ و دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

وَجَسَدٍ عَرَضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
أَعَدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ
يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَ
الْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَاقِبِينَ عَنِ
النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
الَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا
أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا
لِنُفُوسِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَمَا لَهُ
وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ
يَعْلَمُونَ - (پ ۵ ع)

مسئلہ تقدیر

جس شخص کا یہ خیال ہے کہ تقدیر گناہگاروں کے لئے حجت ہے۔ تو وہ ان مشرکین کی جنس سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مشرکین ممکن ہے۔ حجت پیش کریں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے۔ اور نہ ہم کسی حلال چیز کو حرام کرتے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ
اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاءُنَا وَلَا حَرَمْنَا
مِنْ شَيْءٍ - (پ ۵ ع)

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:-

جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں جھٹلاتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے عذاب کرا چکھا۔ لے پیغمبر ان سے پوچھو کہ تمہارے پاس کوئی سند بھی ہے کہ اس کو ہمارے لئے نکالو۔ نہ وہ ہوں پر چلتے اور نہ ہی انہیں ہی دوڑاتے ہو۔ لے پیغمبر ان سے کہو کہ اللہ کی حجت کامل ہے۔ وہی چاہتا تو تم سب کو رستہ دکھا دیتا۔

كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
حَتَّىٰ ذُوقُوا بِأَسْنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا
الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ -
قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ
لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ - (پ ۵ ع)

اگر تقدیر کسی کے لئے حجت ہو سکتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کو (۵۳) عذاب نہ دیتا۔ اور قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون عذاب الہی سے ہلاک نہ ہوتیں۔ اور زیادتی کرنے والوں پر حدیں قائم کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ تقدیر کو حجت وہی بنا سکتا ہے جو اپنی خواہش کا پیرو ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ سے منحرف ہو۔ جو شخص تقدیر کو گناہگاروں کے لئے حجت سمجھتا ہے وہ ان سے مذمت اور عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ اُسکو چاہئے کہ جب اس پر کوئی شخص تعدی کرے۔ تو وہ اس کی مذمت کرے اور نہ اس کو تکلیف پہنچائے۔ بلکہ اس کے نزدیک لذت دینے والی اور دکھ پہنچانے والی چیز برابر ہونی چاہئے۔ اس کے ساتھ کوئی برائی کرے۔ یا نیکی اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ اور یہ امر طبعاً عقلاً اور شرعاً محال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَمْ يَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ وَالْأَارِسِ
أَمْ يَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ۔ (پ ۱۲ ع)

پھر فرمایا:-

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم متقین کو گناہگاروں کی طرح قرار دیں گے۔

أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

نیز فرمایا:-

کیا جن لوگوں نے برے افعال کا ارتکاب کیا انہیں ہم ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے۔ جو ایمان لانے اور جنہوں نے نیک کام کئے۔ کیا ان کے جینا مرنا برابر ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہیں؟

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ
أَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔ (پ ۱۸ ع)

اور فرمایا:-

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی معرفت کے پیدا کر دیا ہے اور کیا تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا
وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔

(پ ۱۹ ع)

اور فرمایا:-

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُشْرَكَ

سُدِّي - (پ ۲۹ ع ۱۸)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ یونہی چھوڑ دیا

جائے گا۔ (سدی و مزمل چیزیں جو امر و نہی کی تکلف نہ ہو)

صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم و موسیٰ کا آپس میں

جھگڑا ہوا۔ اور آدم کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہ موسیٰ نے کہا اے آدم! آپ ابو البشر

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور آپ میں روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں

سے آپ کے لئے سب سے بہتر کرایا۔ بائیمہ آپ نے اپنے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام

نے جواب دیا۔ آپ وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے صفت کلیمی سے برگزیدہ فرمایا۔ اپنے

ہاتھ سے آپ کے لئے تورات لکھی۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے آپ نے

یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی۔ وَعَصَىٰ آدَمَ رَبَّهُ فَغَوَىٰ۔ پ ۱۶ رکوع ۱۶۔ آدم نے اپنے پروردگار

کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ چالیس سال پہلے۔

فرمایا تو پھر آپ مجھے ایک ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری

پیدائش سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ حضور انور حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آگئے۔

اس حدیث کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حدیث سے

اس بنا پر انکار ہی کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ حدیث ناقرمانیوں کا ارتکاب

کرنے والوں کو مذمت اور عذاب بر بنائے تقدیر بری قرار دیتی ہے۔ دوسرا گروہ

پہلے گروہ سے بھی بدتر ہے وہ تقدیر کو حجت قرار دیتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ تقدیر

ان اہل حقیقت کے لئے حجت ہے۔ جن کو اس کا شہود حاصل ہے۔ یا ان لوگوں کے

لئے جنکی رائے یہ ہے کہ وہ فعل پر قادر ہی نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام

نے آدم علیہ السلام پر اعتراض اس وجہ سے کیا کہ وہ ان کے باپ ہیں۔ یا اس لئے کہ

وہ توبہ کر چکے تھے۔ یا اس لئے کہ گناہ ایک شریعت کے زمانے میں ہوا تھا اور ملامت

دوسری شریعت کے دور میں۔ یا اس لئے کہ یہ دنیا میں ہو گا نہ کہ قیامت میں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو محض اس وجہ سے ملامت کیا کہ شجرہ ممنوعہ سے اُسکے پھل کھانے کی وجہ سے اس کی آئندہ نسلوں کو تکلیفیں پہنچیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو کیوں جنت سے نکال دیا۔ یہ ملامت محض اس وجہ سے نہیں تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور توبہ کی۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مستحق ملامت نہیں ہوتا۔ انہوں نے بھی توبہ کی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ تقدیر کی وجہ سے وہ ملامت سے بری ہو گئے ہیں تو وہ یہ نہ کہتے۔

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے۔ تو ہم زیاں کاروں میں سے ہو جائینگے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ - (آیت ۱۷)

مومن کو حکم ہے کہ مصائب آئیں تو صبر کرے اور راضی برضا ہو جائے۔ گناہ سرزد ہو جائیں تو معافی مانگے۔ توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم)
وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ - (محمد)

صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں سے معافی مانگ۔

سو مصائب پر صبر کرنے اور گناہوں پر استغفار کرنے کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ اِلَّا يٰۤاٰذِنُ اللّٰهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَجْعَلْ لِّهٖ خُرُوجًا (آیت ۱۱۰)

جو مصیبت بھی آتی ہے اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ خدا اس کے لئے نکلنے سے لگانے رکھیگا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے مصیبت پہنچے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اللہ کا حکم ہے۔ پس وہ راضی ہو جاتا ہے۔ اور سزا دیا جاتا ہے۔ جب مومنین پر بیماری۔ افلاس اور بد حالی وغیرہ کی مصیبت آئے

تو وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے ہیں۔ اگر یہ مصیبت کسی اور کے گناہ کے باعث ہو۔ مثلاً کسی کے باپ نے گناہوں میں مال خرچ کر ڈالا۔ اور اسکی اولاد اس وجہ سے محتاج ہو گئی۔ تو اولاد کو مصیبت پر صبر کرنا چاہئے۔ اور جب وہ اپنی قسمتوں کے لئے باپ کو ملامت کرنے لگیں تو ان کے لئے تقدیر کا ذکر کیا جائے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صبر واجب ہے۔ اور اس سے بھی اعلیٰ خدا کے حکم کے ساتھ راضی ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک رضا بھی واجب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ اور اس سے بھی بلند تر مقام اس امر کا ہے کہ انسان مصیبت کے موقع پر شکر کرے۔ اور مصیبت کو اس بنا پر نعمت الہی سمجھے کہ اس مصیبت کی وجہ سے اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اور اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ اس کے سامنے گڑگڑاتا ہے۔ مخلوقات سے امیدیں قطع کر کے خالص باری تعالیٰ کی ذات پر توکل کر لیتا ہے۔ ہے گمراہ اور سرکش لوگ سو وہ تو گناہ کرنے اور اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے وقت تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکیاں سرزد ہونے لگیں تو وہ انہیں اپنی فضیلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کسی عالم نے کہا ہے کہ تو طاعت کے وقت تو قدری ہے اور نافرمانی کے وقت جبری۔ جو مذہب تیری خواہش کے موافق ہو جائے تو اسی کا ہو رہتا ہے، اچھے لوگ اور ہدایت یافتہ لوگ جب نیکی کرتے ہیں تو ان کو یہ شہود ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ نیکی کرائی ہے۔ وہی ہے جس نے ان پر انعام فرمایا۔ ان کو مسلمان بنایا۔ ان کو پابند نماز کیا۔ ان کے دل میں تقویٰ ڈالا۔ اس کے سوا کسی کو طاقت و توانائی نہیں ہے۔ ان اہل ہدایت و ارشاد کو اللہ تعالیٰ تقدیر کے شہود کے ذریعے سے خود پسند لوگوں کو

۱۳۴ قدری جو یہ کہے کہ جو کام ہوتا ہے تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ۱۳۴ جبری وہ ہوتا ہے جو کہہ کہیں برائی کرنے پر مجبور ہوں۔

۱۳۴ جب وہ کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ امر تقدیر میں لکھ رکھا تھا کہ ہم فلاں شخص کے ساتھ یہ نیکی کریں گے۔ اس وجہ سے ان کے دل میں خسر نہیں پیدا ہوتا اور نہ احسان جتانے

کے فعل مذموم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

احسان خیلنے، اور دکھ دینے، جیسی رذیل عادتوں سے بچانا ہے۔ اور جب ایسے لوگ کوئی بُرا کام کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور اسکی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے:-

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بند ہوں۔ جہاں تک مجھ میں طاقت ہے۔ میں تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کئی برائیوں سے میں تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تیرے فضل و کرم سے جو کہ مجھ پر ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو مجھے سزا کرے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو گناہوں کو معاف کرے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ
وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ
شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوؤُكَ بِنِعْمَتِكَ
عَلَيَّ وَأَبُوؤُ بِيذْنِي فَأَغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ
لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

جو شخص یقین کے ساتھ صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اور اسی رات مر جائے تو

وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کر دیا ہے اور تمہارے مابین بھی ظلم کی تحریم کر دی ہے۔ اس لئے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! دن رات تم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا۔ سو مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ میں تمہیں معاف کر دوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر وہ بھوک نہیں جسے میں کھانا کھلا دوں۔ اس لئے مجھ سے کھانا مانگو کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ ننگا نہیں جسے میں کپڑا پہنا دوں۔ اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو۔ کہ میں تمکو کپڑا پہنا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب رستہ بھول جانے والے ہو۔ مگر وہ گمراہ نہیں جسے میں رستہ بتا دوں۔ مجھ سے رستہ معلوم کرنے کے لئے

دعا کرو۔ میں تمہیں رستہ بتا دوں۔ اے میرے بندو! تم مجھے نفع یا نقصان پہنچانے کے لئے ہرگز توانا نہیں ہو سکو گے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور تمہارا آخری فرد (۵۵) اور تمہارا انسان اور تمہارا جن یعنی ساری کی ساری مخلوقات بدرجہ اتم متقی اور پاکیزہ دل ہو جائے تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب انتہا درجے کے بدکردار اور سپاہ کار بن جاؤ۔ تو میری بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے آخری اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سب کے سب کسی ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو اسکی منہ مانگی مرادیں دے ڈالوں۔ تو میرے خزانوں میں اسی طرح کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ جس طرح ایک سوئی کو سمندر میں ایک فوہ ڈبو کر نکال لینے سے سمندر کی حیثیت آبی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اے میرے بندو! بجز ایسے نیست کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں نے گن رکھا ہے۔ اور پھر پوئے طور پر تمہیں ان کی جزا دوں گا۔ سو جو شخص نامہ اعمال میں نیکی دیکھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے۔ اور جو شخص اس کے سوا کچھ دیکھے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر بندہ بھلائی دیکھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ اور اگر برائی دیکھے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ بہت سے لوگ حقیقت پر بحث تو کرتے ہیں لیکن اس قدر امتیاز نہیں کر سکتے کہ ایک حقیقت کو نیوہ قدر یہ ہے جس کا تعلق تخلیق اور مشیت کے ساتھ ہے۔ اور ایک حقیقت دینیہ امریہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی محبت سے تعلق رکھتی ہے۔ جو شخص اس حقیقت دینیہ کا پابند ہو جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کی زبان سے فرمایا ہے۔ اس میں اور اس دوسرے شخص میں جو کہ اپنے ذوق و وجدان کی پابندی کرتا اور کتاب و سنت کا لحاظ نہیں کرتا فرق کرنا لازمی ہے لیکن بہت سے متکلمین اس اہم امر کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ یہی حال لفظ شریعت کا ہے۔ بہت سے لوگ اس پر بحث تو کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی شریعت اور حاکم کے مابین فرق نہیں کرتے۔

حالانکہ اول الذکر کتاب و سنت کی بتائی ہوئی شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بھیجی ہے۔ اس سے کسی مخلوق کو خروج جائز نہیں۔ اور اس سے وہی خروج کرتا ہے جو کافر ہو۔ آخر الذکر وہ ہے جسکی صحت و سقم یقینی امر نہیں ہے۔ کیونکہ حاکم کبھی ٹھیک فیصلہ کرتا ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ یہ بھی اُس وقت جب کہ وہ عالم و عادل ہو۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ورنہ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قاضیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی۔ جس آدمی کو حق معلوم ہو گیا اور اُس نے حق ہی پر فیصلہ دے دیا وہ جنتی ہے۔ جس آدمی نے جہالت میں فیصلہ کر دیا وہ دوزخی ہے۔ اور جسکو حق معلوم ہو گیا اور فیصلہ اس کے خلاف دے دیا۔ وہ بھی دوزخی ہے۔ عالم و عامل قاضیوں میں سب سے بہتر سردار نبی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ صحیحین میں ان سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ”تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ اور ممکن ہے تم میں سے بعض دوسرے کی بہ نسبت حجت پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہوں۔ بہر حال میں تو فیصلہ اس کے مطابق دیتا ہوں جو کہ میں سن لوں۔ اس لئے جس شخص کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا جائے کہ اسے اپنے جہانی کے حق میں سے کچھ ناجائز طور پر مل گیا ہو تو وہ نہ لے۔ کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے“ سید الانام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے حق میں اُسکے بیان میں کچھ فیصلہ ہو جائے اور حقیقت میں اُس شخص کا حق نہ ہو تو اس کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔ مطلق اطلاق کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ جب اپنے خیال میں شہادہ و اقرار کی مثل شرعی حجت پر کوئی فیصلہ کرے۔ اور حقیقت ظاہر کے خلاف ہو۔ تو جس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے اس فیصلے کے مطابق چیز لے لینا حرام ہے۔ اگر عقود مثلاً نکاح اور فسخ نکاح کے بارے میں بھی ایسا فیصلہ صادر ہو جائے۔

تو اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ جس کے حق میں فیصلہ ہو جائے وہ فیصلہ سے قائد نہ اٹھائے
 امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
 نے دو قسموں میں فرق کیا ہے۔ جب لفظ شرع و شریعت سے مراد کتاب و سنت
 (۵۶) ہو تو اولیاء اللہ میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور نہ کسی اور کو اس کا اختیار
 ہے کہ اس سے خروج کرے۔ اور جس کا خیال ہو کہ اولیاء اللہ میں سے کسی کو
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت کرنے کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف
 جانے کا رستہ معلوم ہے اور وہ ظاہری باطنی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے
 تو وہ کافر ہے۔ جو شخص اس مسئلے میں موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ سے استدلال
 کرتا ہے۔ وہ دو وجوہ سے غلطی پر ہے۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی
 طرف مبعوث نہ تھے۔ اور نہ خضر علیہ السلام پر ان کی پیروی واجب تھی۔ موسیٰ علیہ
 السلام بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام
 جن و انسان کے لئے ہے۔ اگر بالفرض یہ رسالت کسی ایسے آدمی تک بھی پہنچ
 جائے جو خضر^۱۔ ابراہیم^۲۔ موسیٰ^۳ اور عیسیٰ^۴ سے افضل ہو۔ تو اس پر بھی اس رسالت
 کا اتباع واجب ہوگا۔ تو خضر علیہ السلام خواہ نبی ہوں یا ولی کیوں اتباع نہ کریں۔
 یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 علم میں سے کچھ مجھے سکھا دیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ اور اسی نے اپنے علم سے
 کچھ آپ کو سکھا دیا ہے جس سے میں آگاہ نہیں۔ جن و انسان میں سے کوئی بھی
 ایسا نہیں جس تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو اور پھر وہ ایسی بات
 کہے۔ دوسرے جو کام خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے
 خلاف نہیں تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو وہ اسباب معلوم نہیں تھے۔ جن کی بنا پر
 وہ کام جائز تھا۔ جب خضر علیہ السلام نے وہ اسباب بیان کر دیئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام

۱۵ اصناف مخالفین امام ابن تیمیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام کس قدر امام ابو حنیفہ کی عزت

کرتے ہیں +

نے اس پر ان کی موافقت کی۔ کیونکہ کشتی کو ظالم و غاصب کے دندان آزد و حرص سے بچانے کے لئے توڑ ڈالنا اور پھر اسکو اہل کشتی کی مصالحت کے لئے بطور احسان مرتت کر دینا جائز ہے۔ اور حملہ آور موذی کو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور جس کے قتل کئے جانے کے بغیر اس کے والدین تکفیر سے نہ بچ سکیں۔ اس کا قتل جائز ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نجدہ حروری نے پوچھا کہ بچوں کے قتل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ تو فرمایا کہ اگر آپ کو ان کے متعلق وہ بات معلوم ہو جائے۔ جو خضر علیہ السلام کو بچہ معلوم کے متعلق معلوم ہوئی تھی تو ان کو قتل کر ڈالئے۔ ورنہ نہ قتل کریں (رواہ البخاری) رہا بلا معاوضہ یتیم کے ساتھ احسان کرنا اور بھوک پر صبر کرنا تو یہ اعمال صالحہ میں سے ہے۔ اس میں کوئی امر شریعت الہی کے خلاف نہ تھا۔ لیکن جب شریعت سے مراد حاکم کا فیصلہ ہو۔ تو وہ کبھی عادل ہوتا ہے۔ کبھی ظالم ہوتا ہے۔ کبھی درست ہوتا ہے۔ اور کبھی غلطی کرتا ہے۔

ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام

کبھی شریعت سے ابوحنیفہ؟ ثوری۔ مالک بن انس۔ اوزاعی۔ لیث بن سعد۔ شافعی۔ احمد۔ اسحاق۔ داؤد وغیرہ ائمہ فقہ کا قول مراد ہوتا ہے۔ سو یہ لوگ اپنے اقوال کے لئے کتاب و سنت سے دلیل لیتے ہیں۔ جب کوئی مقلدان میں سے کسی کی تقلید حسب گنجائش کرے تو جائز ہے۔ اور اگر اس کی تقلید نہ کرے تو کسی اور کی تقلید بشرط گنجائش کرے تو جائز ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا اتباع تمام ائمہ پر اس طرح واجب نہیں ہے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے۔ نہ ان میں سے کسی کی تقلید اس شخص کی تقلید کی طرح جو کہ بغیر علم کے بحث کرتا ہے۔ حرام ہے + البتہ جو شخص غیر شریعت کو شریعت سے منسوب کرے۔ تو یہ تبدیل کی قسم سے ہے۔ اور غیر شریعت سے مراد اپنی گھڑی ہونی باتیں۔ اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف نصوص کی تاویل اور دیگر اس طرح کی لغو باتیں ہیں۔ شرع منترل شرع منول۔ اور شرع مبدل کے درمیان فرق کرنا اسی طرح ضروری ہے۔

جس طرح حقیقت کو نبیہ اور حقیقت دینیہ امریہ کے مابین فرق کرنا ضروری ہے اور جس طرح اس مذہب میں جس کی دلیل کتاب و سنت سے لی گئی ہو اور اس مذہب میں جس میں صاحب مذہب کے ذوق اور وجدان پر اکتفا کیا گیا ہو فرق کرنا لا بدی ہے۔

اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارسال۔ کلام اور جمل دینیہ اور کونیہ میں فرق واضح کر دیا ہے۔ یہ ارادہ کونیہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرے۔ اسے پسند نہ کرے۔ اُس سے راضی نہ ہو۔ اُس پر عمل کرنے والوں کو ثواب نہ دے۔ اور نہ ان کو اپنے منتقی اولیاء میں شامل کرے۔ ارادہ دینیہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اُسے مشروع کیا۔ اُسے پسند کیا۔ اس پر عمل کرنے والوں کو ثواب ہو۔ وہ معزز قرار پائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے منتقی دوستوں۔ اس کے صاحب صلاح و فلاح جتنے اور اس کے غالب ہونے والے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ ارادہ کونیہ و ارادہ دینیہ میں فرق کرنا ان عظیم ترین امور میں سے ہے جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ جس سے رب تعالیٰ وہ کام لے جو کہ اُسے محبوب و پسندیدہ ہوں۔ اور وہ شخص اسی حالت میں مر جائے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے کام ایسے ہوں۔ جن سے پروردگار ناراض ہو۔ اور مرتے دم تک ایسے ہی افعال کا ارتکاب کرتا رہے تو وہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔ ارادہ کونیہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت کا نام ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہوتی ہے۔ اور تمام مخلوقات اس کی مشیت اور اس کے ارادہ کونیہ میں شامل ہے۔ اور ارادہ دینیہ میں اس کی محبت شامل ہے۔ اور اس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور اسے دین اور شریعت قرار دیا ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ | جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کے

سینے کو وہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے وہ
گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو وہ تنگ اور بھیجا
ہوا کر دیتا ہے۔ گویا اُسے آسمان پر چڑھنا
پڑتا ہے۔

صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ
يُضِلَّهُ، يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيْقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصْعَدُ فِي السَّمَاءِ -
(پ ۲۴)

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:-

اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارا بہکانا منظور ہو تو میں تمہاری
خیر خواہی کرنا چاہوں بھی تو میری خیر خواہی تمہارے
کام نہیں آسکتی۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ
أَنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ
يُغْوِيَكُمْ - (پ ۲۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر کوئی مصیبت ڈالنی چاہے
تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی
حامی و مددگار بھی نہیں۔

وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا
مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ
قَائِلٍ - (پ ۲۴)

اور دوسرے پارے میں فرمایا:-

اور جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے ایام میں
سے اتنے ہی دن شمار کر کے روزہ رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ
تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہارے
ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ
بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ
(پ ۲۵)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنا نہیں چاہتا
بلکہ وہ تم کو سہارا رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ
تم پر اپنا آسان پورا کرے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ
وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ
عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - (پ ۲۶)

نکاح کے حلال اور حرام امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

اللہ چاہتا ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

سُنَّ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ، وَاللَّهُ يُرِيدُ
أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ
يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا
عَظِيمًا، يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ
وَخُلِقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا. (پ ۶۲)

ان کے طریقے تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کیے
اور تم کو انہی کے طریقوں پر چلائے۔ اور تم پر ہر کی نظر
رکھے۔ اور جو لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ
چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بھٹک کر بہت دور
جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے
اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امر و نہی ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:-
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا -
اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے
ہر طرح کی گندگی دور کرے۔ اور تمہیں اچھی
طرح پاک کرے۔ (پ ۶۱)

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی باتوں کا حکم دیا ہے۔ جن
سے تمہاری گندگی دور ہو جائے۔ اور تم صاف ستھرے ہو جاؤ۔ یعنی گندگی
کو دور کرنے والے کاموں کا حکم دیدیا گیا ہے۔ جس نے اس حکم کی اطاعت کی وہ پاک
ہو جائیگا۔ اس سے گندگی دور ہو جائیگی۔ اور جو نہ مانینگا۔ اس سے گندگی
دور نہ ہو سکیگی۔

رہی امر کی بحث سوا امر کوئی کے متعلق فرمایا:-

إِنَّمَا أَمْرُنَا لَشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَا
أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ -
بجز ان نیکوئی کے کسی چیز کے لئے ہمارا امر یہ ہے کہ
کہ جب اس کا ارادہ کریں تو ہم اس کے لئے کہیں کہ
ہو جائے پس ہو جائے۔ (سورہ نحل)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-
وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَّمِ
بِالْبَصْرِ. (پ ۶۰)
ہمارا کام تو بس ایک بات ہوتی ہے۔ جیسے آنکھ
کا جھپکانا۔
اور فرمایا:-

آیا اسی کے پاس ہمارا حکم رات کو یاد دل کو پھر ہم (۵۸) نے اس کا ایسا ستر اڑو کیا۔ گویا کل اس کا نام و نشان ہی نہ تھا۔

أَتَاهَا مَرُّنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا
فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَبْ
يَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ (پ ۴۸)

امرونی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور احسان کرنے کا اور قربت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بے بیانی کے اور ناشائستہ کاموں اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ
(پ ۴۹)

اور فرمایا:-

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو ادا کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان حکم بنو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں اچھی نصیحتیں کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا وَالْأُمَّنَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (پ ۵۰)

رکھنا اور سو سحر کا ذکر کرتے ہوئے اذن کوئی کا ذکر فرمایا:-

اور وہ کس کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (پ ۵۱)

یہاں اذن سے مراد اللہ تعالیٰ کی مشیت و قدرت ہے۔ ورنہ سحر کو اللہ تعالیٰ نے ہرگز مباح نہیں کیا۔ اذن دینی کے متعلق فرمایا:-

کیا ان لوگوں نے خدا کے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایک رستہ تیار کیا ہے۔ بس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا كُرِهَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا (پ ۵۲)

اور فرمایا:-

إِنَّا أَمْرٌ سَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَمُنذِرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ
(پ ۲۳ ع)

ہم نے تجھے گواہی دینے والا۔ بشارت دینے والا۔ عذاب
الہی سے ڈرانے والا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم
کے ساتھ بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:-

وَمَا أَمْرٌ سَلْنَا مِنْ رَبِّ سُوْلٍ إِلَّا
لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ
(پ ۲۴ ع)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے۔ وہ محض اس لئے بھیجا
ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اس کی اطاعت
کی جائے۔

اور فرمایا:-

مَا تَطَعْتُمْ مِنْ لَيْسَةٍ أَوْ نَرَاكُمْ
قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ
(پ ۲۵ ع)

اے مسلمانو! کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے
ہیں۔ یا ان کو اپنی جڑوں پر قائم چھوڑ دیا ہے۔ وہ
سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہوا۔

قضا کی بھی یہی حالت ہے۔ قضاے کونی کے متعلق فرمایا:-

اس کے بعد دو دن میں اس نے سات آسمان
بنائے۔

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ فِي
يَوْمَيْنِ۔ (پ ۲۶ ع)

اور فرمایا:-

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ
كُنْ فَيَكُونُ۔ (پ ۲۷ ع)

جب امر طے ہو جاتا ہے تو بس اللہ تعالیٰ اس کے لئے
اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا، پس ہو جاتا ہے۔

قضاے دینی کے متعلق فرمایا:-

تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا۔ کہ اس کے سوا
کسی کی بندگی نہ کرو۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا
إِيَّاهُ۔ (پ ۲۸ ع)

یہاں قضا سے مراد امر یعنی حکم کیا ہے۔ نہ کہ مقدر کیا۔ کیونکہ ایسا ہوتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی معبودان باطل کی پرستش ہوتی ہے۔ جیسا کہ کئی

۱۔ اگر مقدر فرما دے تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے غیر کی پرستش نہ ہوتی۔

جگہ خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی مخلوق کی پرستش کرتے ہیں۔
 چونہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی اور نہ نفع دے سکتی
 ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ لوگ ہماری
 سفارش کرنے والے ہیں۔

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا
 يَنْصُرُهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ
 هُوَ لِآءِ شُفَعَاءِنَا عِنْدَ اللَّهِ -

(پ ۷ ع)

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا :-

تم نے دیکھ لیا جن کی تم اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد
 پوجا کرتے تھے، بے شک وہ میرے دشمن ہیں۔ میرا
 دوست صرف پروردگار عالم ہے۔

أَفَرَأَيْتُمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَأَنْتُمْ
 وَأَبَاؤُكُمْ الْأَقْدَامُونَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ
 لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ - (پ ۷ ع)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے تمہارے
 لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے۔ جبکہ انہوں نے
 اپنی قوم سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں
 سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ سروکار نہیں۔
 ہم تم کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت
 اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے ہو
 جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے
 اپنے باپ سے اتنی بات کہی۔ کہ میں تمہارے لئے نصرت
 مغفرت کی دعا کرونگا۔ اور تمہارے لئے خدا کے اسامیوں
 کچھ زور تو چلتا نہیں کہ زبردستی تم کو بتسواہلوں۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي
 إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا
 يَقَوْمِ هَذَا نَبَأُ بَرِّأَيْنَا مِنكُمْ وَمِمَّا
 تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ
 وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ
 الْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ
 وَحَدِيثُ الْآقُولِ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ
 لَا اسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ
 مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ -

(پ ۷ ع)

اور فرمایا :-

اے قوم! تمہارے خدا کے سوا اور کسی کی تم پوجا کرتے ہو۔
 اسکی میں عبادت نہیں کرتا۔ اور جسکی میں عبادت کرتا ہوں

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا اسْعُبُوا
 مَا تَعْبُدُونَ وَلَا اسْتَعْبُدُوا

اسکی تم عبادت کرنے ولے نہیں۔ اور نہ آئندہ میں تمہارے
معبودوں کی اور تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے
ہو۔ تمہارا دین تمہارے لئے۔ اور میرا دین مجھے
لئے۔

مَا أَعْبُدُ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ
وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَّا أَعْبُدُ
لَكُمْ دِينُكُمْ وَ لِى دِينِ -
(سورہ کافرون)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین سے بیزار ہے۔ نہ کہ
راضی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا :-

اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم کہدو کہ میرے لئے میرا عمل۔
اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم میرے کاموں سے بیزار
ہو اور میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں۔

فَإِنْ كَذَّبْتُمْ فَلِي عَمَلِي وَ
وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَ
أَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ - (پ ۱۷)

جس بے دین کا یہ خیال ہو کہ اس سے مذہب کفار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی
رضا مندی ظاہر ہوتی ہے وہ کافر ترین اور کاذب ترین لوگوں میں سے ہے۔ جیسا کہ وہ
شخص جو کہتا ہے کہ وَقَضَىٰ رَبِّيَ سَئِئَاتِي میں قضیٰ یعنی قدا دے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس
چیز کے متعلق قضا فرمے۔ وہ ضرور واقع ہوتی ہے۔ اور جو شخص بت پرستوں کے
متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ خدا پرست ہیں۔ وہ اللہ کی کتابوں کے سب سے بڑے
کافروں میں سے ہے۔

لفظ بَعَثَ کے بھی اسی طریق پر دو استعمال ہیں۔ بَعَثَ کوئی کے متعلق اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے :-

تو جب ان فسادوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا
تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے وہ بندے اٹھا کرے
کئے۔ جو بڑے سخت گیر تھے۔ اور وہ شہروں کے اندر
پھیل گئے۔ اور خدا کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ
عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا
خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا -
(پ ۱۷)

بَعَثَ دینی کے متعلق فرمایا :-

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا

وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی

میں سے ایک پیغمبر بھیجا۔ جو ان کو اس کی آستیں پڑھ پڑھ کر سناتا۔ ان کو کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک بنا کر دیتا۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ
يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ
الْحِكْمَةَ۔ (پ ۲۸ ع ۷)

اور فرمایا:-

اور ہم ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں۔ کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور شیطان کے اغوا سے بچتے رہو۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ
(پ ۲۸ ع ۷)

اسی طرح لفظ ارسال کی دو صورتیں ہیں۔ ارسال کوئی کے متعلق فرمایا:-

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو اکساتے رہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى
الْكَافِرِينَ تَؤْتُهُمْ آيَاتِنَا۔ (پ ۲۸ ع ۷)

اور فرمایا:-

وہ اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بطور بشارت بھیجتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ۔ (سورہ فرقان)

ارسال دینی کے متعلق فرمایا:-

ہم نے تجھے شہادت دینے والا۔ بشارت دینے والا اور عذاب ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَمُنذِرًا۔ (پ ۲۲ ع ۳)

اور فرمایا:-

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ۔
(پ ۲۹ ع ۷)

اور فرمایا:-

ہم نے تیسری طرف رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا
عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ
رَسُولًا۔ (پ ۲۹ ع ۳)

اور فرمایا :-

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا
وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷ع)

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغمبر منتخب کرتا ہے -

لَفْظُ جَعَلَ بَعْضُ دُو طَرِيقٍ پَرِ مُسْتَعْمَلٍ هِيَ - جَعَلَ كُونِي كِي مِثَالِ اس آيَةُ كَرِيمَةٍ هِيَ :-
وَجَعَلْنَا لَهُمْ آيَةً يَدْعُونَ إِلَى
النَّارِ - (قصص)

اور ہم نے وہ دوزخ کی طرف بلانے والے رہنما بنائے -

جَعَلَ وَبِنِي كِي مُتَعَلِقٌ فَرْمَايَا :-

بِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَ
مِنْهَا جَا - (پک ۱۱ع)

تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور ایک طریقہ -

اور فرمایا :-

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ جَبْرِ وَوَلَا سَائِبَةٍ
وَلَا وَصِيلَةٍ وَوَلَا حَامٍ - (پک ۷۷ع)

نہ تو وہ جبیر ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام ان میں سے کوئی چیز اللہ نے نہیں ٹھہرائی -

لَفْظُ تَحْرِيمِ كِي بَعْضُ دُو اسْتِعْمَالِ هِيَ - تَحْرِيمِ كُونِي كِي مِثَالِ يِه هِيَ :-

وَحَرَّمَ نَا عَلَيَّ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ
- (پک ۷۷ع)

ہم نے موسیٰ پر پہلے ہی سے انانوں کے دودھ حرام کر دئے تھے -

اور فرمایا :-

فَاِنَّهَا مَحْرَمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِينَ سَنَةً
يَتِيمُونَ فِي الْاَرْضِ - (پک ۷۸ع)

پس وہ زمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی ہے - تاکہ وہ اس عرصے میں بھٹکے بھٹکے پھرا کریں -

۱۔ جبیر - کن پھی اونٹنی - وہ ایک طرح کی سانڈ ہوتی تھی - جو بتوں کے نام پر کان پھاڑ کر چھوڑ دی جاتی تھی اور پھر اسکو کوئی دودھ نہیں سکتا تھا + ۲۔ سائبہ - سانڈ جن سے کوئی کار خدمت نہیں لیا جاتا + ۳۔ وصیلہ - وہ اونٹنی جس کے پہلوئی کے اوپر تلے کے دو بچے مادہ ہوں - اس کو تبرک سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے + ۴۔ حام - شتر زبکی نسل سے کوئی بچے ہو گئے ہوں - آخر عمر میں اسکو خدمت سے معاف کر دیا کرتے تھے - یہ اور اسطرح کی اور چند وہی ہیں بل عرب میں جو وہیں اہل ہند میں بھی بعض میں اسطرح کی موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے ان رسوں کی خدمت فرمائی ہے +

تحریم دینی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَ
لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلِيَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ -

تم پر مراہو جانور۔ لہو۔ خنزیر کا گوشت اور جو خدا کے سوا کسی
اور کے نامزد کیا گیا ہو حرام کر دیا گیا ہے۔ (پ ۵ ع)

اور فرمایا :-

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ امْتِهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ
وَآخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَ
بَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ (پ ۵ ع)

تم پر تمہاری ماہیں۔ تمہاری بیٹیاں۔ تمہاری بہنیں۔ تمہاری
بھوپھیاں۔ تمہاری خالائیں۔ بھتیجیاں۔ اور بھانجیاں۔
حرام کر دی گئی ہیں۔

کلمات کو نبیہ کے متعلق فرمایا :-

وَصَدَقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ
(پ ۲۰ ع)

اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق
کرتی رہیں۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوگا وہ فرمایا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ غَضَبِهِ وَ
عِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ
الشَّيَاطِينِ وَإِنْ يُحْضِرُونَ -

میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات تامہ کے ساتھ مخلوقات
کی شر سے اور اس کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس
کے بندوں کی شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے
اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں پناہ
مانگتا ہوں۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اترے اور یہ پڑھے۔

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے
ساتھ اس کی مخلوق کی شر سے پناہ مانگتا ہوں، تو جب تک وہ اس منزل میں پہنچتا
اُسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچائیگی۔

نیز آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :-

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي
لَا يَجَاوِزُ دُحْرٌ وَلَا جَارٌ وَمِنْ

میں اللہ کے ان کلمات تامہ کے ساتھ جن سے نیک
تجاوڑ کر سکتا ہے۔ اور نبرد۔ زمین میں پیدا ہونے والی

شَرِّ مَا ذَرَأَتْ فِي الْأَرْضِ وَمِنْ
شَرِّ مَا يُخْرَجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ
فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ
إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمَنُ -

چیزوں کی شر سے اور زمین سے نکلنے والی چیزوں کی شر
سے رات اور دن کے فتنوں کی شر سے اور ہر اس چیز
کی شر سے جو رات کو آئے پناہ مانگتا ہوں اللہ یہ کہ کوئی رات
کو آنے والا بھلائی کے ساتھ آئے اے رحمن -

اللہ تعالیٰ کے کلمات تادمہ وہ ہیں جن سے اس نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور
اس کی تکوین۔ اس کی مشیت اور اس کی قدرت سے نیک و بد کوئی خارج نہیں۔
کلمات دینیہ اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اوامر و نواہی ہیں۔ جو کہ ان میں
درج ہیں۔ نیک لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور بد کردار ان کی نافرمانی کرتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اولیاء متقین اس کے کلمات دینیہ۔ اس کے جبل دینی۔
اس کے اذن دینی اور اس کے ارادہ دینیہ کے مطیع ہیں۔ اور ان کلمات کو نیتہ میں
جن سے نیک و بد کسی کو مجال تجاوز نہیں تمام مخلوقات شامل ہے حتیٰ کہ ابلیس۔
اس کے لشکر۔ تمام کفار اور تمام اہل نار کلمات کو نیتہ میں شامل ہیں۔ اگرچہ لوگ
پیدائش۔ مشیت اور تقدیر میں باہم مجتمع ہیں۔ لیکن امر و نہی۔ محبت و رضا اور
غضب میں مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے متقی اولیاء وہ ہیں جو حکم کی تعمیل کرتے
ہیں۔ اور جس کام میں خدا کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔
اور اپنے مقدر پر صبر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور
وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔
اور اس کے دشمن جو کہ شیطان کے دوست ہیں وہ اگرچہ اس کی قدرت سے
باہر نہیں لیکن وہ ان سے ناراض ہے۔ ان پر غضب نازل کرتا ہے۔ ان پر لعنت
بھیجتا ہے۔ اور ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا موقع دوسرا
ہے۔ یہاں میں نے بطور آگاہی اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان کے بڑے بڑے
مختلف اوصاف یکجا جمع کر دئے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کے اوصاف کا
جامع فرق یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کہاں تک رسول اکرم کی

پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی تو ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے سید و سنتوں اور اپنے شقی دشمنوں۔ اپنے اہل جنت اولیاء اور اپنے اہل دوزخ اعداء۔ اپنے اہل ہدایت و رشاد اولیاء اور مفسد۔ نابکار اور گمراہ دشمنوں کے مابین فرق کیا ہے اور آپ ہی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے جو کہ شیطان کا جتھا ہیں اپنے ان دوستوں کو ممتاز فرمایا۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا نقش کر دیا۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی روح قدس سے مؤید فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اب پیغمبر! جو لوگ اللہ اور روز آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم مخالفین خدا و رسول کے ساتھ دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ - (پہ ۲۸) (سج)

اور فرمایا :-

اُس وقت کو یاد کرو۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مومنوں کو مضبوط کرو۔ میں عنقریب کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا۔ پس کافروں کی گردنوں پر مارو۔ اور ان کے تمام پورا دل پر مارو۔

اذ يُوحى رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأَلِقَى فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّغَبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ - (پہ ۲۷) (ع)

اپنے دشمنوں کے متعلق فرمایا :-

بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِدُوكُمْ - (پہ ۲۸) (ع)

اور فرمایا :-

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین بنائے ہیں۔ ان کو دشمن بنایا۔ دھوکا دینے کے لئے ان میں سے ایک دو سرے کو چکنی چٹری باتیں کہہ دیتا ہے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَاطِئِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (پہ ۲۹) (ع)

اور فرمایا:-

هَلْ أَنْبَيْتُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنْزَلُ
الشَّيَاطِينُ تَنْزَلُ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَتَيْتُمْ
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَالْكَشْرُوهُمْ كَاذِبُونَ
وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ
أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ
يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا
لَا يَفْعَلُونَ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا
اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ
بَعْدِ مَا ظَلَمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ-

(پ ۱۹ ع ۵)

اور فرمایا:-

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصَرُونَ
وَمَا لَا تُبْصَرُونَ، إِنَّهُ لَقَوْلُ
رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ
شَاعِرٍ، قَلِيلًا مَّا تُوْمِنُونَ-
وَلَا يَقُولُ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ
تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو۔ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ
کس پر شیطان اتر کرتے ہیں۔ ہاں تو وہ اتر کرتے
ہیں ہر جھوٹے بدکردار پر کہ شیطان سنی سنائی بات
ان پر افکار دیتے ہیں۔ اور ان میں بہیرے تو نرے
جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ
کرتے ہیں اے مخاطب کیا تو نے اس پر نظر نہیں کیا کہ
شاعر لوگ بہ خیالی وادی میں سرگردان پڑے
پہر کرتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہا کرتے ہیں جو خود
نہیں کرتے۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں
نے نیک عمل کیے۔ اور کثرت سے خدا کا ذکر کیا۔ اور
مظلوم ہونے کے بعد بدلا لیا۔ ایسے شاعر مورد الزام
نہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو جلد ہی معلوم
ہو جائیگا۔ کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

تو جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیز تم کو نہیں
دکھائی دیتی۔ ہم تو سب ہی کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ یہ
قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا۔ اور یہ کسی شاعر کی بات
نہیں ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ
کسی حاضر آتی عامل کے ٹکے ہیں۔ تم لوگ بہت ہی کم
غور کرتے ہو۔ یہ کلام پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے
اور اگر پیغمبر زبردستی کوئی بات ہمارے سر چپکتا تو ہم
نے خونوں کی طرح اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اڑا

کرتا ہے۔

اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اس کو جبرئیل امین نے سلیس عربی زبان میں تمہارے دل پر القا کیا ہے۔ تاکہ اور پیغمبروں کی طرح تم بھی لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

اے پیغمبر کہو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے۔ ہوا کرے اس نے تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن تیرے دل پر القا کیا ہے

تو اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے دوسوں سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر تو اس کا کچھ قابو نہیں چلتا۔ اس کا قابو چلتا ہے تو ان لوگوں پر جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور جو خدا کا شکر ٹھہراتے ہیں۔ جب ہم کسی آیت کے بدلے آیت بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی نازل کی ہوئی باتوں کی مصلحتوں کو خوب سمجھتا ہے، تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے دل سے بنا لیتا ہے۔ بلکہ بات یوں ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں۔ اے پیغمبر! کہہ دو کہ حق یہ ہے کہ اس قرآن کو تمہارے پروردگار کی طرف سے روح القدس یعنی جبرئیل نے کرائے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مضبوط کرے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہو۔

وَمِنَ النَّاسِ - (پک ۷۷)

اور فرمایا:-

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ
نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ
لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ بِلِسَانٍ
عَرَبِيٍّ مُبِينٍ - (پک ۷۸)

اور فرمایا:-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ
نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ (پک ۷۹)
اور فرمایا:-

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، إِنَّهُ
لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ -
إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَكَّلُونَهُ
وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ، وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً
مَّمَّا كَانَ آيَةً وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا نُنزِلُ قَالُوا
إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ
بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى
وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ -

(پک ۸۰)

اللہ تعالیٰ نے جبریل کا نام روح الامین اور روح القدس رکھا ہے۔ اور فرمایا :-

فَلَا أُقِيمُ بِالْخُنُوسِ الْجَوَارِ | تو ہم کو ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے اٹے پیچھے کو
الْكُنُوسِ - (پت ۷۴) | ہٹنے لگتے ہیں۔

ان سے وہ ستارے مراد ہیں جو اپنے طلوع سے قبل آسمان میں روپوش ہوتے ہیں۔ اور جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ لوگوں کو چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتے ہیں تو وہ اپنی کناس (قیامگاہ) کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جو ان کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

وَاللَّيْلِ إِذَا عَسَسَ - (پت ۷۴) | رات کی قسم جب اسکی سیاہی جاگتی چلی جاتی ہے۔

عَسَسَ سے مراد اذبر ہے۔ یعنی جب رات پٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے اور صبح آجاتی ہے۔

وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (پت ۷۴) | اور صبح کی قسم جسوقت اسکی پو پھوٹی ہے۔

تَنَفَّسَ سے مراد آمد صبح ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ | ایک معزز پلپی کا پہنچایا ہوا پیغام ہے۔

اس ایچی سے مراد جبریل علیہ السلام ہیں۔

ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ | بڑی قوت والا ہے صاحب عرش کے ہاں بڑے مرتبہ والا۔ وہاں کے

مُطَاعٍ ثَمَرًا مِينٍ - (پت ۷۴) | ذشتہ میں کا حکم مانتے ہیں۔ اور امانت دار ہے۔

ثَمَرًا سے مراد آسمان ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَحِيثٍ (پت ۷۴) | اور تمہارا رقیب مجنون میں ہے۔

یعنی وہ رفیق ہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ اس کو تمہاری ہی

جنس سے رسول بنا کر بھیجا۔ وہ اس وقت تمہارا ساتھ دیتا ہے۔ جب تم فرشتہ اور

دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور فرمایا :-

وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْنَا | اور کہتے ہیں کہ اس ذمہ پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا

مَائِكُمْ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ | اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو یہ تو فیصلہ ہی ہو جاتا۔

الْأَمْرُ شَرًّا لَّا يُنظَرُونَ - وَلَوْ | ان کو عبادت تو نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم سوال کا مددگار کوئی

جَعَلْنَا لَهُ مَلَكَ تَجَلُّدُهُ رَجُلًا
وَلَلْبَسْتَنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ-

(پت ۷۷)

فرشتہ بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے۔ اور وہی
شبہ ان کے دلوں پر طاری کر دیتے جو اب ان کے
دلوں میں موجود ہیں۔

اور فرمایا:-

وَلَقَدْ رَاَهُ بِآلِ الْأُفُقِ الْمُبِينِ (پت ۷۸)

یعنی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ (پت ۷۹)

اور وہ غیب پر تہمت کیا ہوا نہیں ہے۔

ظنّین سے مراد متہم ہے اور دوسری قرات میں ظنّین ہے یعنی بخیل جو علم کو
چھپائے۔ اور اسے کچھ لئے بغیر ظاہر نہ کرے۔ جیسا وہ شخص جو کسی فن کا عالم ہو اور بغیر
معاوضہ کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اور فرمایا:-

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ-

اور نہ وہ شیطان مردود کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔

(پت ۸۰)

یہاں جبرئیل علیہ السلام کو شیطان ہونے سے منترہ قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور عامل ہونے سے منترہ قرار دیا گیا تھا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اللہ
تعالیٰ کے متقی دوست وہی ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔ جس کام
کا وہ حکم فرمائیں اسے کرتے ہیں۔ اور جس سے منع فرماتے ہیں اس سے رُک جلتے ہیں۔
اور جس بات میں ان کو پیروی کرنے کا حکم صاف طور پر بیان کر دیں۔ اس میں وہ ان
کی پیروی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام
کے ذریعے سے کرتا ہے۔ اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا ہے۔ جن کرامات سے
اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء متّقین کو سرفراز فرماتا ہے۔ وہ انہی لوگوں کا حصہ ہیں۔ اور
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامات کا ظہور یا دین کی حجت کے نئے ہوتا
ہے۔ یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے معجزے تھے۔

معجزات نبی

اولیاء اللہ کی کرامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ حقیقت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں داخل ہیں مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیحیں کہنا۔ درختوں کا آپ کی طرف آنا۔ خشک لکڑی کا آپ کے سامنے گریہ و زاری کرنا۔ معراج کی رات آپ کا بیت المقدس کا حلیہ بتانا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا اسکی خبریں دینا۔ کتاب عزیز کا لانا۔ کئی مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا۔ چنانچہ ام سلمہ کی مشہور حدیث کے مطابق غزوہ خندق میں آپ نے کھانے کی ایک دیگ سے سائے لشکر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور (۶۲) دیگ میں کھانا ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ غزوہ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزے سے سائے لشکر کی پیاس بجھ گئی۔ اور مشکیزے کا پانی کم نہ ہوا۔ جنگ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد قریباً تیس ہزار تھی۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ جس میں سے ان سب لشکریوں کے شاینتے بھر دئے۔ اور کھانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ کئی مرتبہ آپ کی انگلیوں میں سے اس قدر پانی بہ نکلا کہ جتنے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ سب سیر ہو کر پانی پیا۔ چنانچہ جنگ حدیبیہ میں چودہ یا پندرہ سو آدمیوں نے اس طرح پانی پیا۔ اب وقتاؤدہ کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہ نکلی تھیں۔ حضور صلی اللہ وسلم نے ان آنکھوں کو لوٹا دیا۔ اور وہ از سر نو بہترین حالت میں ہو گئیں۔ جب محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے بھیجے گئے اور گر کر ان کا پاؤں ٹٹ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاؤں پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک بکری کی اشٹا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو تیس آدمیوں کو گوشت کھلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ٹکڑا کاٹا گیا۔ اور اس کے دو دو ٹکڑے کئے گئے۔ انھیں سب آدمیوں نے کھانت کھایا اور پھر گوشت بیچ بھی رہا۔ ابو جابر عبد اللہ کے ذمہ ایک یودی کا قرضہ تھا۔ جسکی مقدار تیس خروار تھی۔ جابر کا قول ہے کہ حضور نے حکم دیا کہ وہ یودی اپنے قرضے کے عوض وہ تمام کھجوریں جو کہ اسکی مالکیت میں ہیں لے لے۔ یہ یودی نے منظر طور نہ کیا۔ اس

کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں چلے۔ اور پھر جابرؓ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھجوریں کاٹو۔ چنانچہ یہودی کو تیس خروار پوکے کر دئے گئے۔ اور سترہ خروار بیج بھی گئے۔ اس طرح کے اور بہت سے معجزے ہیں۔ میں نے صرف حضور صلعم کے ایک ہزار کے قریب معجزات جمع کئے ہیں۔

کرامات صحابہ و تابعین

صحابہ اور ان کے بعد تابعین اور دیگر صالحین کی کرامات تو بہت زیادہ ملتی ہیں مثلاً اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ سورہ کہف پڑھا کرتے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی تھی جو بادل کا سیاہ سا بنان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن ہوتے تھے یہ فرشتے ہوتے تھے جو کہ ان کی قرأت سننے کے لئے آتے تھے۔ بد عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے۔ سلمان اور ابوالدرداء جس طشتری میں کھانا کھایا کرتے تھے وہ طشتری یا وہ چیزیں جو کہ اس میں ہوتی تھیں۔ تسبیحیں پڑھا کرتی تھیں۔ عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کالی رات میں نکلتے تھے اور کنارہ نازیبانہ کی شکل کا ایک نور ان کے لئے روشنی کرتا تھا۔ اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی ایک حصہ ایک کے ساتھ اور ایک حصہ دوسرے کے ساتھ جاتا تھا۔ یہ بخاری وغیرہ کی روایت ہے۔

صحیحین میں صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جب وہ تین ہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر کی طرف گئے۔ جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا پڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھا بھی لیا اور کھانا بھی پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کھانے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ وہاں بہت سے لوگ آئے سب نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ خبیب بن عدی مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قیدی تھے۔ اور ان کے پاس انگور لائے جاتے تھے۔

جنہیں آپ کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتے۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ
 شہید کر دئے گئے۔ لوگوں نے ان کی نعش کو ڈھونڈا لیکن نہ ملی۔ بات یوں ہوئی کہ نعش
 قتل ہوتے ہی اٹھالی گئی تھی۔ عامر بن طفیل نے نعش کو ہوا میں اٹھتے ہوئے دیکھا۔
 عروہ کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ رہے تھے کہ نعش کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔
 ام ایمن ہجرت کر کے نکلیں تو ان کے پاس نہ راستے کا خرچ تھا اور نہ پانی۔ قریب تھا
 کہ پیاس سے ہلاک ہو جائیں۔ روزہ دار بھی تھیں۔ جب افطار کا وقت قریب آیا
 تو ان کو اپنے سر پر کوئی آہٹ سی سنائی دی۔ سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لوطا
 لٹک رہا ہے۔ چنانچہ اپنے اس لوطے سے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور رہتی زندگی میں
 ان کو کبھی پیاس نہیں لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ
 عنہ نے شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ تو شیر ان کے ساتھ
 چل پڑا حتیٰ کہ انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیا۔ برادر بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی
 قسم کھایا کرتے تھے تو ان کی قسم سچی کر دی جاتی تھی۔ جب جہاد میں جنگ کا زور
 مسلمانوں پر آ پڑتا تھا تو صحابہ فرمایا کرتے تھے اے برادر! اپنے پروردگار کی قسم کھاؤ۔
 آپ کہا کرتے تھے اے میرے پروردگار! مجھے تیری قسم ہے کہ تو ان لوگوں کے کندھے
 ہمیں بخش دے۔ اور مجھے پہلا شہید بنا۔ تو چہ دشمن کو شکست ہو جاتی تھی۔ چنانچہ
 جب یوم قادسیہ میں آپ کے کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھے تیری قسم ہے کہ تو نے
 ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دئے ہیں۔ اور تو نے مجھے پہلا شہید بنا دیا ہے۔
 تو کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت برادر شہید کر دئے گئے۔ خالد بن ولید نے
 جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو کفار سے کہا کہ اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا
 کہ ہم اس وقت تک اسلام نہیں لائینگے جب تک تو زہر نہ پنی۔ حضرت خالد
 نے زہر پی لیا لیکن انہیں کچھ نقصان نہ ہوا۔ سعید بن ابی وقاص اس درجہ متباب
 الدعوات تھے کہ جو دعابھی کرتے تھے منظور ہو جاتی تھی۔ آپ ہی نے کسرے کی
 فوجوں کو ہزیمت دی اور عراق فتح کیا۔

عمر بن خطابؓ نے جب ایک لشکر بھیجا۔ تو ساریہ نام ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بڑے زور سے چلانے لگے يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ۔ اس سے حال پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس کے بعد لشکر کا قاصد آیا۔ اس سے حال پوچھا۔ تو اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا۔ تو اس نے ہمیں شکست دے دی۔ اتنے میں ہمیں ایسی آواز آئی گو با کوئی چلانے والا یوں چلا رہا ہے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس پر ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کر لیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی۔ زبیرؓ کو سلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ لیکن اس نے اسلام نہ چھوڑا۔ اور اس کی آنکھ نکل گئی۔ مشرکوں نے کہا اس کی آنکھ کو لات و عزے نے تکلیف پہنچائی ہے۔ زبیرؓ نے کہا ”واللہ ہرگز نہیں“ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ اچھی کر دی۔ سعید بن زید نے ارومی بنت حکم کے خلاف بددعا کی اور وہ اندھی ہو گئی۔ یہ وہ واقعہ ہے جبکہ اروے نے سعید پر کوئی جھوٹا الزام لگایا۔ تو سعیدؓ نے کہا اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے آنکھ سے اندھی کرے۔ یا اسے اسی کی زمین میں ہلاک کر دے چنانچہ وہ اندھی ہو گئی۔ اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ علا بن حضرت رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ اور اپنی دعائیں کہا کرتے تھے۔ یا علیم۔ یا حلیم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ تو ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی تھی ایک مرتبہ ان کے کچھ آدمیوں کو پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہ ملا۔ تو آپ نے دعا کی اور قبول ہو گئی۔ ایک دفعہ سمندر ان کے سامنے آ گیا۔ اور وہ گھوڑوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے۔ آپ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی میں سے گذر گئی۔ اور ان کے گھوڑوں کی زمینیں بھی تر نہ ہوئیں۔ پھر آپ نے دعا کی کہ میں مر جاؤں تو یہ لوگ میری نعش نہ دیکھنے پائیں۔ چنانچہ ان کی نعش لحد میں نہ پائی گئی۔

ابو مسلم خولانی کی کرامات

ابو مسلم خولانی کے ساتھ بھی جو کہ آگ میں ڈال دئے گئے تھے اسی قسم کا واقعہ ہوا۔ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ دریائے دجلہ پر گزے۔ اور وہ بوجہ طغیانی کے لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہارے سامان میں سے کوئی چیز کم ہو تو بتاؤ۔ تاکہ میں اللہ عزوجل سے اس کے بائے میں دعا کروں۔ ایک صاحب نے کہا ایک مارگم ہو گیا ہے فرمایا میرے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مار کسی چیز کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ پس انہوں نے لے لیا۔ اسور عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلوا کر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا۔ کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس پر انہیں آگ میں (۶۴) پھینکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ آگ میں پھینکے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور موجب عافیت ہو گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ مدینہ میں آئے۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ الحمد للہ کہ میں نے جیتے جی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا۔ جو کہ ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ آپ کی لونڈی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ لیکن آپ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ ایک عورت نے آپ کی بیوی کو آپ کے خلاف بہکایا۔ آپ نے اس عورت کو بد عادی۔ اور وہ اندھی ہو گئی۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں آئی۔ تائب ہوئی اور آپ کے لئے دعا کی اور اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

عامر بن عبد قیس کی کرامات

عامر بن عبد قیس دو ہزار درہم بطور مال خیرات اپنی آستین میں لے کر نکلتے تھے اور جو مال بھی ملتا تھا اسے گنے بغیر خیرات دیتے جاتے تھے۔ پھر وہ گھر واپس آتے تھے۔ تو ان مال کی تعداد کم ہوتی تھی اور نہ وزن۔ آپ ایک ایسے قافلے کے پاس سے گئے جسے شہر نے

محبوس کر رکھا تھا۔ آپ آئے اور شیر کو اپنے کپڑوں سے چھوڑا۔ پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ اور فرمایا تو جن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اور مجھے اس سے جیا آتی ہے کہ اس کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں۔ اس اثنا میں قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں ان کے لئے وضو آسان کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے دھواں نکلتا تھا۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ جب میں نماز میں ہوں تو شیطان میرے دل میں داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ شیطان کا ان کے دل پر قابو نہ چلتا تھا۔

حسن بصری حجاج سے روپوش ہوئے اور دعا کی کہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ چنانچہ لوگ کئی مرتبہ ان کے پاس آئے اور انہیں نہ دیکھ سکے۔ ایک خارجی آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا آپ نے اس کے خلاف دعا کی اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

صلہ ابن اشیم کی کرامات

صلہ ابن اشیم جبا و کر رہے تھے کہ ان کا گھوڑا ہلاک ہو گیا۔ آپ نے کہا اے اللہ مجھے کسی مخلوق کا زیر بار احسان نہ کر۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اللہ عزوجل نے ان کے گھوڑے کو زندہ کر دیا۔ جب وہ گھر پہنچے تو اپنے بیٹے سے کہا۔ گھوڑے کی زین اتار لا۔ کیونکہ میں یہ گھوڑا مانگ کر لایا ہوں۔ چنانچہ زین اتار لی گئی۔ اور گھوڑا مر گیا۔ ابوازی میں ایک مرتبہ آپ کو بھوک لگی۔ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی اور کھانا مانگا تو ان کے پیچھے تازہ کھجوروں کی ایک گٹھری پشیمان کپڑے میں لپیٹی ہوئی آگری۔ آپ نے کھجوریں کھالیں اور کپڑا ایک مدت تک آپکی بیوی کو پاس رہا۔ آپ رات کو ایک جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر ان کے پاس آیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اس سے فرمایا "کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو" یہ سنتے ہی شیر چنگھاڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

سید بن المسیب ایام حرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نماز کے وقتوں میں اذان کی آواز سنا کرتے تھے۔ اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے اور مسجد ان کے سوا باقی تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی۔ قبیلہ نضج کے ایک آدمی کے

پاس ایک گدھا تھا۔ جو کہ راستے میں مر گیا۔ اس کے دوستوں نے اس سے کہا کہ لاؤ ہم تمہارے سامان کو تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سی مدت دے دو پھر وضو کیا اور نہایت اچھی طرح کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا۔ اور اس نے اپنا سامان اس پر لاد دیا۔

اویس قرنیؓ جب فوت ہوئے۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں کفن پڑے ہوئے ہیں جو پہلے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور ایک سنگلاخ زمین میں ان کی قبر کھدی ہوئی پائی گئی۔ جس میں لحد تھی۔ چنانچہ انہی کفنوں میں ان کو ملبوس کیا گیا۔ اور اس لحد میں اتار کر دفن کیا گیا۔

عمرو بن عقبہ بن فرقہؓ ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے ان پر سایہ کر دیا۔ اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کا یہ عہد تھا۔ کہ جہاد کے دن آپ ان کی خدمت کیا کریں گے۔ اس بنا پر آپ اپنے دوستوں کی سواریوں کا پرہہ دیتے تھے اور ایک درندہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔

(۶۵)

مطرف بن عبداللہ بن شخیر جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسمیعیں کہا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ ادھیڑے میں چلا گئے تھے۔ تو تازیانے کا کنارہ ان کے لئے روشنی کیا کرتا تھا۔ جب احنف بن قیس فوت ہوئے تو ایک شخص کی توپنی آپ کی قبر میں گر پڑی۔ جب وہ توپنی لینے کے لئے جھکا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر تاحدنگاہ سین ہو گئی ہے۔

ابراہیم تیمیہؓ دو مہینہ تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ جب وہ اپنے اہل و عیال کے لئے کھانا لانے کے لئے جاتے تھے تو انہیں اور کچھ ملتا تو سرخ زیت کی ایک گٹھی بنا لیتے تھے۔ اور جب اپنی بیوی کے پاس پہنچا اسے کھوتے تھے۔ تو وہ سرخ گیہوں ہوتے تھے۔ جب انہیں کھیت میں بوٹے تھے تو ایسے پونے اگتے تھے جو جڑھ سے شاخ تک نئے دانوں والے نوشوں سے لب ہوتے تھے۔

عقبہ نام ایک لڑکے نے اپنے پروردگار سے یہ تین باتیں مانگیں۔ اچھی آواز

کھلے آنسو اور بغیر تکلیف کے کھانا۔ چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا تو خود بھی روتا تھا اور لوگوں کو بھی رلاتا تھا۔ اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے اور جب وہ اپنے ڈیڑے پر آتا تھا تو اُسے اس میں اپنی خوراک مل جاتی تھی اور اُسے معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

عبدالواحد بن زید کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وضو کے وقت میرے اعضا کھل جائیں۔ چنانچہ وضو کے وقت ان کے اعضا کھل جایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو جایا کرتے تھے۔ یہ بڑا وسیع باب ہے اور کسی دوسرے موقع پر کرامات اولیاء کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ رہیں وہ باتیں جو کہ ہم آج کل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس زمانے میں وقوع میں رہی ہیں سو وہ بہت ہیں۔

انفراوی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں

جس بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کرامات آدمی کی ضرورت کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ جب ضعیف الایمان اور محتاج آدمی کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہو تو اُس کیلئے اُنکا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ اُسکا ایمان قوی اور اُسکی حاجت پوری ہو جائے اور جو شخص اُسکی نسبت ولایت میں کامل تر ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے اس لئے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر اور وہ ان سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر کرامات کا ظہور ہو تو اس کی نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی کرامات تابعین میں صحابہ کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ البتہ اگر کسی شخص سے خوارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کے لئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

چند چھوٹے نبیوں کی کرامتیں۔

ان کرامتوں کے برخلاف احوال شیطانی ہوتے ہیں۔ جس کی ایک مثال عبداللہ بن صیاد کا حال ہے جس کا خروج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ بعض صحابہ رض کا گمان تھا کہ وہ دجال ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے معاملے میں پہلے توقف فرمایا

لے ضعیف الایمان کا لفظ ہندوستان کے عرف عام میں ذرا شدید مفہوم پر یوں لاجاتا ہے۔ یہاں ضعیف ایمان

بمعاذ تفاوت درج اہل ایمان مرا ہے۔ ہ مندرجہ

اور بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دجال نہیں۔ بلکہ وہ ایک عامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کو پوشیدہ رکھ کر اس سے فرمایا کہ بتاؤ میں نے کیا چھپایا ہے۔ تو وہ کہنے لگا الدخ الدخ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل ہو تو اپنے درجہ سے ہرگز آگے نہ بڑھ سکیگا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ تو ایک کاہن و عامل ہی تو ہے۔ اور جس کاہن کا ساتھی شیطان ہوتا ہے اسے وہ بہت سی غیب کی خبریں جو کہ وہ چوری سے سنا کرتا ہے بتا دیتا ہے۔ اور شیاطین کا طریقہ ہے۔ کہ وہ سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کر ڈالا کرتے ہیں۔ چنانچہ بخاری کی روایت سے صحیح حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے بادلوں کے ساتھ ساتھ اترتے ہیں۔ اور آسمان میں جو فیصلہ کیا گیا ہو۔ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (۶۶)

تو شیاطین چوری چھپے اسے سن لیتے ہیں۔ اور اسے کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنے پاس سے ملا دیتے ہیں۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا اور چمک پیدا ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اس طرح کا واقعہ دیکھو تو اس کے متعلق زمانہ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی کی زندگی یا کسی کی موت کے لئے نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ جب ہمارا پروردگار تبارک و تعالیٰ نے کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر ساتھ والے آسمان کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے حتیٰ کہ تسبیح کا سلسلہ اس آسمان والوں تک پہنچتا ہے۔ پھر ساتویں آسمان والے فرشتے مابین عرش سے پوچھتے ہیں کہ جہاں پر پروردگار نے کیا فرمایا۔ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ علی بن القیاس بہ آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں۔ حتیٰ کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ شیاطین اس بات کو چوری سے سن لیتے ہیں ان شیاطین کو کھڑیٹنے کے لئے برب شہاب ٹوٹتا ہے تو وہ جھاگ کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس اس بات کو اکرے کم و کاست بیان کر دینے لگتے

ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس میں اضافہ کرتے ہیں۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ زمانہ جاہلیت میں بھی سنا کے ٹوٹا کرتے تھے؟ کہا ہاں لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو سنا کے شدت سے ٹوٹے۔ اسود غنسی مدعی نبوت کا بعض شیاطین سے تعلق تھا جو اسے بعض غیب کی باتیں بتا دیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اس سے لڑائی کی تو وہ ڈرتے تھے کہ اس کے متعلق ہم جو بات کریں گے۔ اسے شیاطین اس تک پہنچا دیں گے۔ آخر کار اس کی بیوی کو اس کا کفر معلوم ہوا اور اس نے ان کو اس کے خلاف مار دیا۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ مسیبا مہمہ کذاب کے ساتھ بھی شیاطین تھے جو اسے غیب کی خبریں پہنچایا کرتے۔ اور بہت سے کاموں میں اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے لوگ بہت ہیں۔ حارث و مشقی کا خروج عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بلاد شام میں ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ شیاطین اس کے پاؤں کو بیڑیوں سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور تھپیاروں کو اس کے جسم میں نفوذ کرنے سے روک لیتے تھے سفید پتھروں پر ہاتھ پھیرتا تھا تو وہ تسبیحیں کہہ لیتے تھے۔ وہ لوگوں کو ہوا میں گھوڑوں پر سوار اور پیادہ چلتے دیکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ حالانکہ وہ جن ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسے روک لیا۔ اور اسے قتل کرنے کے ارادے سے ایک شخص نے اسے نیزہ مارا تو نیزہ نے اس کے جسم میں اثر نہ کیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس پر نیزہ مارنے والے نے اللہ کا نام لے کر اسے مارا تو اسے ہلاک کر دیا۔

شیطان کو بھگانے والی آیت

اس طرح کے شیطانی حالات والے لوگوں کے پاس جب آیت الکرسی کی طرح کے کلمات جو شیاطین کو بھگا دیتے ہیں پڑھے جائیں تو شیاطین ان کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابو ہریرہ ثابت ہے۔ کہ جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ تو ہر آیت شیطانی اس میں سے کچھ چرا لیتا تھا۔ ابو ہریرہ اسے پکڑ لیتے تھے۔ پھر وہ تو یہ کرتا تو

اسے چھوڑ دیتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے کہ تمہارے قیدی نے کل رات کیا کام کیا تھا۔ تو عرض کرتے کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ پھر نہ آئیگا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ وہ آئیگا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا تو چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک ایسی بات سکھا دوں جو کہ تمہیں فائدہ دیگی۔ جب اپنے (۶۷) بستر پر لیٹ جاؤ تو آیتہ الکرسی اللہ لا الہ الا ہوا الحی القیوم (الخ الایہ) پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرتی رہیگی۔ اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان نہ آسکیگا۔ جب ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس نے بات تو سچی کہی۔ لیکن ہے وہ بڑا جھوٹا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ اس آیت کو جب کوئی شخص شیطانی حالات کے پاس پڑھے۔ اور صدق کے ساتھ پڑھے تو وہ باطل ہو جاتے ہیں۔ شیطانی احوال کی مثالیں سب ذیل ہیں:-

شیطانی شعبدات

کوئی شخص بحال شیطانی آگ میں داخل ہو جائے۔ یا سیٹیاں اور تالییاں بجانے کی محفل میں حاضر ہو شیطان اُس پر نازل ہوں اور اس کی زبان سے ایسی باتیں کریں جن کا اسے علم نہیں بلکہ بعض اوقات انہیں سمجھ ہی نہیں سکتا۔ بعض اوقات کسی حاضر مجلس کے دل کی بات واضح بیان کر دیتا ہے۔ کبھی وہ مختلف زبانوں میں باتیں کرتا ہے جس طرح کوئی جن مرگی والے آدمی کی زبان سے باتیں کرتا ہے اور اس انسان کو یہ حال حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو سمجھتا ہی نہیں وہ ہنسنے لگا اس مرگی والے آدمی کے ہے جسے شیطان نے اپنی چپٹ سے غیور لہجہ اس کر دیا ہے۔ اور اسے چھٹا جانے کے بعد اس کی زبان سے باتیں کر رہا ہو اس طرح کا آدمی۔ جسے اپنی اسی حالت پر آتا ہے تو اسے اپنے کہنے میں سے کسی چیز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ اسی طرح کبھی مرگی والے آدمی کو پٹیا جاتا ہے۔ اور اس نار پیٹ کا اس آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ افاقہ کے بعد بتا دیتا ہے کہ اُسے کچھ نہیں یاد ہے۔ اس کو کبھی تو جو پڑھتا ہے وہ اس طرح کے لوگوں میں سے نہیں ہے ایسے ایسے کہانے ایسے اور ٹھکانیاں وغیرہ لاتا ہے۔

جو کہ اس مقام میں نہیں ہوتیں۔ بعض کو جن مکہ۔ بیت المقدس یا دوسرے مقامات میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔ بعض کو جن عرفہ کی شام کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسی رات واپس لے آتا ہے۔ چنانچہ وہ کوئی شرعی حج ادا نہیں کرتا۔ اپنے معمولی کپڑوں میں جاتا ہے۔ میقات کے محاذ پر احرام نہیں باندھتا۔ لبتیک نہیں کہتا مزدلفہ میں نہیں ٹھہرتا۔ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا۔ صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑتا۔ کنکریاں نہیں پھینکتا۔ بلکہ عرفہ میں اپنے معمولی لباس میں وقوف کرنے کے بعد اسی رات واپس لوٹ آتا ہے۔ یہ وہ مشروع حج نہیں ہے جس کے متعلق تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ وہ جمعہ میں آتا ہے تو وضو کے بغیر نماز ادا کر دیتا ہے۔ یا قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتا ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے حاجیوں کے نام لکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا میرا نام کیوں نہیں لکھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم حاجیوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی تم نے شرعی حج نہیں کیا۔

کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق

اولیاء کی کرامات اور ان احوال شیطانی میں جو کہ کرامات اولیاء سے مشابہ ہوتے ہیں۔ چند امور کا فرق ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا سبب ایمان و تقویٰ ہوتا ہے۔ اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہیں۔ جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ
وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا
بِاللَّهِ مَا لَمْ يَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا
وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ قَوْلًا لَمْ يَكُنْ

(پہ ۱۱۴)

اے پیغمبران لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے صرف بے حیائی کے کاموں کو منع فرمایا ہے۔ وہ بے حیائی کے کام ظاہر ہوں تو اور پوشیدہ ہوں تو۔ اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک قرار دو۔ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری۔ اور یہ کہ بغیر ہوجے سمجھے لگو خدا پر بہتان باندھنے۔

سو بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی شان میں کچھ کہہ دینا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ظلم کرنا اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے اور اس طرح کے افعال اس کا سبب نہیں بنتے۔ کہ ان کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ کرامتوں سے سرفراز کرے۔ اس لئے جب امور خارقہ نماز۔ ذکر اور قرآن خوانی سے نہیں بلکہ ان چیزوں سے حاصل ہوں جنہیں شیطان پسند کرتا ہے۔ اور ان امور سے حاصل ہوں جن میں شرک ہو۔ مثلاً مخلوق سے فریاد رسی کا طالب ہونا۔ یا وہ ایسے امور ہوں جن کے ذریعہ لوگوں پر ظلم کرنے اور بے حیائی کے کام کرنے کی اعانت ہوتی ہو تو یہ احوال شیطانیہ میں سے ہیں۔ نہ کہ کرامات رحمانیہ میں سے۔ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو سیٹیاں ایتالیہاں بجانے کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت ان پر شیاطین اترتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ انہیں ہوا میں اٹھا لیتے اور اسے اس گھر سے نکال لے جاتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی آدمی وہاں مل جائے تو وہ اس طرح کے شیطانوں کو بھگا دیتا ہے اور جن شخصوں کو وہ اٹھا کر لے جا رہے ہوتے ہیں وہ گر پڑتے ہیں۔ چنانچہ کئی اشخاص کے ساتھ اس طرح کا ماجرا ہو چکا ہے۔ بعض مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حاجتیں مانگتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی قید نہیں کہ زندہ ہو تو مسلم ہو یا نصرانی یا مشرک تو جس سے (۶۸) حاجت مانگی جاتی ہے۔ شیطان اس کی صورت بنا کر حاجت مانگنے والی کی کوئی حاجت پوری کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس سے حاجت مانگی گئی ہے۔ یا وہ فرشتہ ہے جو کہ اس کی صورت بنا کر سامنے آ گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کہ اس کو اس لئے گمراہ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے جس طرح شیاطین بتوں میں داخل ہو کر مشرکین کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ بعض کے پاس شیطان خاص صورت میں ظاہر ہو کر کہتا ہے کہ میں حاضر ہوں۔ بسا اوقات اُسے بعض باتیں بتاتا ہے۔ اور اس کے بعض مطالب میں اسکی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کا ماجرا کئی مسلمانوں، یودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ ارض مشرق و مغرب کے بہت سے کفار کے ساتھ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی

مر جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد شیطان اس کی صورت بنا کر آتا ہے اور وہ یہ عقیدہ کرنے لگتے ہیں کہ وہی میت ہے۔ چنانچہ وہ قرضے ادا کرتے ہیں۔ امانتیں واپس کرتے ہیں۔ اور وہ تمام کام کرتا ہے جو کہ اس میت کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کی بیوی کے پاس جاتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات وہ کفار ہند کی طرح میت کو آگ سے جلا چکے ہوتے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔

مصر میں ایک شیخ نے اپنے نوکر کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو اجازت نہ دینا کہ مجھے نہلائے میں خود آؤنگا اور اپنے آپ کو نہلاؤنگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے نوکر کو ایک شخص اس کی صورت کا نظر آیا۔ اسے خیال ہوا کہ وہی ہے چنانچہ وہ اندر آیا۔ اور اپنے آپ کو نہلایا۔ جب یہ اندر آنے والا غسل کر چکا یا میت کو غسل دے چکا تو غائب ہو گیا۔ یہ حقیقت میں شیطان تھا جس نے میت کو گمراہ کیا تھا کہ تم مرنے کے بعد آؤ گے۔ اور اپنے آپ کو غسل دو گے۔ سو جب وہ مر گیا تو اس کی صورت بنا کر آیا۔ تاکہ جس طرح اس نے مرنے والے کو گمراہ کیا تھا۔ اس طرح اب زندوں کو بھی گمراہ کرے۔ کسی آدمی کو ہوا میں تخت نظر آتا ہے جس پر روشنی ہوتی ہے۔ اور اسے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اگر کوئی معرفت والا ہو تو سمجھے جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے اور وہ اسے ڈانٹتا اور اس سے وہ تھک کے پاس پناہ لیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

کسی آدمی کو بیداری ہی کی حالت میں چند اشخاص نظر آتے ہیں جن میں سے ایک نبی یا صدیق یا شیخ صالح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ واقعہ کسی آدمیوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کسی شخص کو خواب میں دکھائی دیتا ہے کہ صدیق رضیا ان کے سوا کسی بڑے آدمی نے اس کے بال کاٹے۔ یا مونڈ ڈالے یا اسے کلاہ یا کپڑا پہنایا ہے۔ صبح ہوتی ہے تو اس کے سر پر کلاہ دکھا ہوتا ہے۔ اور اس کے بال مونڈے ہوئے یا کترے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جن بالوں کو مونڈ ڈالتا یا کتر دیتا ہے۔ یہ سب احوال شیطانی ہیں۔ اور اسے حاصل ہوتے ہیں جو کتاب و سنت کا باغی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے کئی درجے ہیں۔ جن جنوں کا ان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ بھی انہی کی عین سے اور

انہی کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جنوں میں کافر۔ فاسق اور گناہگار بھی ہوتے ہیں۔ اگر انسان کافر یا فاسق یا جاہل ہو۔ تو اس کے ساتھ کفر۔ فسق اور گمراہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ان کے مرغوب خاطر کفریات میں ان کی موافقت کرتا ہے۔ مثلاً جنوں میں سے جن افراد کی وہ تعظیم کرتے ہیں ان کی قسمیں دیتا ہے۔ سورہ فاتحہ سورہ اخلاص اور آیتہ الکرسی وغیرہ کو الٹ پلٹ کرتا اور ان کو نجاست کے ساتھ لکھتا ہے تو وہ اس کے لئے پانی کو گہرائی میں اتار دیتے ہیں اور اسے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اس طرح کی کفریات سے وہ خوش کر دیتا ہے۔ کبھی وہ اس کی خواہش (۶۹) کی چیزوں یعنی عورت یا لڑکے کو ہوا میں اڑا کر یا بطور مدفوع و پناہ گزین کے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جنکو بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ اور ان چیزوں پر ایمان لانا ایسا ہی ہے۔ جیسا جنت و طاغوت کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جنت سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیطان اور بت ہیں۔ اگر مرد اللہ اور رسول کا ظاہر و باطن سے فرما بردار ہو۔ وہ ان کو ایسی باتوں میں اپنے ساتھ داخلت کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اور نہ ان سے صلح و رواداری کا علاقہ رکھتا ہے۔ چونکہ اہل اسلام کی مشروع عبادت مسجدوں میں ہوتی ہے جو کہ اللہ کے گھر ہیں۔ اس لئے مسجدوں کے آباد کرنے والے احوال شیطانیہ سے بیدتر ہوتے ہیں۔ اہل شرک بدعت قبروں اور مردوں سے مزارات کی تعظیم کرتے ہیں۔ میت سے دعا مانگتے ہیں۔ یا دعا میں اس کو وسیلہ بناتے ہیں۔ یا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دعا ان کے پاس اگر کی جائے تو مستجاب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احوال شیطانیہ کے قریب تر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:-

لَعْنُ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا
قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ
اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد کی جگہ میں بنا لیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ راتیں پہلے فرمایا۔ صحبت اور سخاوت کے لحاظ سے مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابو بکر

رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اہل زمین ہی سے کسی کو خلیل بنانا تو ضرور ابو بکر ہی کو خلیل بنانا لیکن تمہارا صاحب اللہ کا خلیل ہے۔ مسجد میں جو دروازہ بھی ہو بند کر دیا جائے۔ مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہے۔ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بنانا۔ میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور ان کی خدمت میں یہ اطلاع عرض کی گئی کہ ملک حبشہ میں ایک گرجا بلا کا خوبصورت ہے۔ اور اس میں تصویریں ہیں۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے۔ اور اس میں تصویریں بنادیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں برے لوگ ہونگے۔ مسند اور صحیح میں ابو حاتم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا وہ لوگ برے لوگوں میں سے ہونگے۔ جو زندہ ہونگے۔ اور قیامت آجائیں گی۔ اور جو قبروں کو مسجدیں بنا لیں گے۔ صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نمازیں پڑھو موطا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے دعا کی ہے۔

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَتَشَا
يُعْبَدُ اِسْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ
اِتَّخَذُوا قُبُورَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدًا -

اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔

سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میری قبر پر میلے نہ رچانا۔ جہاں کہیں تم ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا۔ تمہارا درود مجھے ضرور پہنچے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ روح کو میری طرف لوٹاتا ہے۔ میں اس شخص کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر دئے ہیں جو کہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچا دیا کریں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کشت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کے

سائے کس طرح پیش ہوگا۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک چور چور ہو جائیگا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مجید میں مشرکین قوم نوح کے متعلق فرمایا:۔

اور کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور نہ ود کو چھوڑنا۔ اور نہ سواع کو اور نہ یفوت اور یعوق اور نسر کو۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَئُودًا وَلَا يَعُوقًا وَلَا نَسْرًا۔ (پک ۲۹، ع ۶)

ابن عباس اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ یہ لوگ قوم نوح کے نیک مرد تھے جب وہ مر گئے تو لوگوں نے انکی قبروں پر دھرنے کر بیٹھنا شروع کیا۔ ان کی مورتیاں (۷۰) بنا کر پوجنے لگے۔ اور یہ تھا آغاز بتوں کی پرستش کا۔ سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا دروازہ بند کرنے ہی کے لئے تو قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اسی طرح سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کو پوجا کرتے تھے۔ طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کا ساتھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا سدباب فرما دیا۔ شیطان سے تو جہان تک بن پڑتا ہے بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے۔ سو جو شخص سورج۔ چاند ستاروں کی پوجا کرتا اور ان سے دعائیں مانگتا ہے۔ جیسا کہ کواکب پرستوں کا شیوہ ہے۔ تو اس پر شیطان نازل ہو کر اس سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور بعض امور کے متعلق اسے اطلاعیں دیتا ہے۔ اس کا نام رکھتے ہیں ”روحانیت کواکب“ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ شیطان اگرچہ انسان کے بعض مقاصد میں اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اس نفع سے کئی گنا زیادہ اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ خدا کسی کی بات کو قبول فرماتے تو اور بات ہے۔ ورنہ جس نے شیطان کی بات مان لی۔ اس کا انجام بُرا ہے۔ اسی طرح بت پرستوں کے ساتھ بھی شیاطین گاہے گاہے باتیں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی باتیں کرتے ہیں جو میت یا غائبہ حاجتیں مانگے۔ یہی حالت اس شخص کی ہے جو میت سے دعا مانگے یا اس کے وسیلے سے دعا مانگے۔ یا یہ نیال کرے کہ اسکی قبر کے

پاس دعا کرنا گھروں اور مسجدوں میں دعا کرنے کی بہ نسبت افضل ہے۔ اس قسم کے لوگ ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں جس کے جھوٹ ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے وہ حدیث یہ ہے:-

إِذَا آتَيْتُمْ الْأُمُورَ فَعَدَيْتُمْ
بِأَصْحَابِ الْقُبُورِ۔

جب مشکلات تمہیں عاجز کر دیں۔ تو قبروں والوں کے پاس جاؤ۔

یقیناً یہ حدیث شرک کا دروازہ کھولنے کے لئے وضع کی گئی ہے۔ ان کی طرح کے اہل بدعت و شرک یعنی بت پرستوں۔ نصرانیوں اور گمراہ مسلمانوں پر مزارات کے پاس حالات طاری ہوتے ہیں جنہیں وہ کرامات خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی کرتوت ہوتے ہیں۔ مثلاً پاجامہ قبر کے پاس رکھیں تو اس میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ مرگی ولے آدمی کو اس کے پاس رکھا جائے۔ تو ان کو دکھائی دیتا ہے کہ اس کا شیطان اس سے جدا ہو گیا ہے۔ یہ کام شیطان ان کو گمراہ کرنے کے لئے کرتا ہے۔ جب وہاں آئنتہ الکرسی صدقہ دل کے ساتھ پڑھی جائے تو یہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ توجید شیطان کو بھگا دیتی ہے۔ اسی لئے ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ہو میں اٹھایا گیا اور اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا تو وہ نیچے گر پڑا۔ بعض آدمی دیکھتے ہیں کہ قبر پھٹ گئی۔ اور اس سے انسان نکلا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ نکلا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ یہ ایک وسیع بحث ہے اس مقام پر اسکی گنجائش نہیں۔ چونکہ غاروں اور جنگلوں میں قطع تعلقات کر کے رہنا ان بدعات میں سے ہے جنہیں خدا و رسول نے جائز قرار نہیں دیا۔ تو بہت سی شیاطین نے غاروں اور پہاڑوں میں اڑے جمادے مثلاً منارہ دم جو کہ کوہ تاسیون میں ہے۔ کوہ لبنان جو کہ ساحل شام کے پاس ہے۔ کوہ فتح باسورن جو کہ مصر میں ہے۔ روم و خراسان کے پہاڑ۔ جزیرہ کے پہاڑ۔ کوہ لکام۔ کوہ اخیش۔ کوہ سولان جو کہ اردنیل کے پاس ہے۔ کوہ شہنک جو کہ تیریز کے پاس ہے۔ کوہ ماشکو جو کہ اقشوان کے پاس ہے۔ کوہ نہاوند اور دیگر پہاڑوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں صالح آدمی رہتے ہیں۔ ان آدمیوں کو وہ رجال غیب کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں جن

مرد ہوتے ہیں۔ اور جس طرح انسانوں میں مرد ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنوں میں بھی مرد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَأَنذَرْنَاكَ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْسِ
يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ
رَهَقًا (جن)

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض (۱۷۱)
لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو ان آدمیوں نے جنات
کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

ان میں سے بعض آدمی بالوں والے آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔
جسکی جلد بکری کی جلد سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان کو نہیں پہچانتا وہ سمجھتا ہے کہ
وہ آدمی ہیں حالانکہ وہ جن ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متذکرہ بالا پہاڑوں میں سے
ہر ایک پہاڑ میں چالیس ابدال ہیں۔ اور جن لوگوں کو وہ ابدال سمجھتے ہیں وہ ان پہاڑوں
میں رہنے والے جن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کئی طریقوں سے معلوم ہے۔ اس باب پر
تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور جو کچھ ہمیں معلوم ہے اسے کہہ سنانے کی گنجائش اس
مقام میں نہیں ہے۔ ہم نے اس کے متعلق جو دیکھا اور سنا ہے۔ اسکا اس مختصر رسالے
میں بیان کرنا۔ باعث طوالت ہے۔ یہ رسالہ صرف ان آدمیوں کے لئے لکھا گیا جنہوں
نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اولیاء اللہ کا تذکرہ کریں۔ اور وہ سب کچھ اُس کے
ضمن میں معلوم نہیں ہو سکتا۔ خواریق عادات کے متعلق تین طرح کے عقائد رائج
ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو انبیاء کے بڑے کسی میں خواریق عادات کا وجود
مانتے ہی نہیں۔ بسا اوقات وہ ان امور کی اجمالاً تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن جب
ان کے سامنے ذکر کیا جائے کہ خواریق عادات بہت سے لوگوں سے صادر ہوا کرتے
ہیں تو وہ اس امر کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے میں اولیاء اللہ ان
کا صدور نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ وہ تمام لوگ جن سے
کسی خرق عادت کا ظہور ہو جائے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور یہ وہ نول عقیدے غلط
ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب
کو مسلمان کے خلاف لڑائی کرنے کے وقت غیبی مخلوق کی اعانت حاصل ہوا کرتی ہے۔

اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ معاونین اولیاء اللہ میں سے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ مشرکین و اہل کتاب کے ساتھ کوئی ایسا گروہ ہو ہی نہیں سکتا جس سے خرق عادت کا ظہور ہو۔ صحیح بات یہ تیسری ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ انہی کی جنس سے معاونین ہوتے ہیں۔ نہ کہ اللہ عز و جل کے اولیاء۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا
الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ
أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ
فَإِنَّهُ مِنْهُمْ - (پ ۷۲)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ایک ان کا دوست کرنا دوست ہے۔ اور جو شخص تم میں سے ان کا دوست بنے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

جو عابد و زاہد اللہ تعالیٰ کے متقی اور کتاب و سنت کی پیروی کرنے والے دوستوں میں سے نہ ہوں۔ ان کے ساتھی شیاطین ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے ان کے مناسب حال خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے خوارق ایک دوسرے کے متعارض ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے کوئی آدمی مل سکے تو وہ ان کے خوارق کو باطل کر سکتا ہے۔ ان لوگوں میں دانستہ یا نادانستہ اس قدر جھوٹ کا موجود ہونا ضروری اور اس درجہ کا گناہ لازمی ہے جو کہ ان کے ساتھی شیاطین کے مناسب حال ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے اپنے متقی اولیاء اور ان اولیاء و شیطان کے درمیان جو کہ ان سے ظاہر تشابہ رکھتے ہیں۔ فرق ظاہر کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيْطِينُ
تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ - (پ ۷۳)

کیا میں تم کو خبر دوں کہ کن لوگوں پر شیطان اترتے ہیں وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں۔

أَفَّاكٍ کے معنی کذاب اور اَثِيم کے معنی فاجر کے ہیں۔

قوالی

جن امور سے احوال شیطانیہ کو سب سے بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ان میں سے

گانا اور ابو ولعب کی باتوں کا سننا ہے۔ اور یہ مشرکین کی رسم سماع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً۔ (پ ۸ ع)

بیت اللہ کے پاس سخیٹیاں بجانے اور تالیاں بجانے کے سوا اور ان کی نماز ہی کیا ہے۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کا قول ہے کہ تصدیہ سے مراد ہاتھ سے تالیاں بجانا۔ اور مکاء صغیر ایک قسم کی آواز کی مانند ہے۔ مشرکین اسے عبادت سمجھتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی عبادت وہ ہے جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے یعنی نماز۔ قراءت۔ ذکر وغیرہ اور شرعی مجالس۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے گانے کی مجلس میں کبھی شرکت نہیں کی۔ نہ ہاتھوں سے تالیاں (۷۲) بجائیں۔ نہ دف استعمال کئے۔ نہ ان کو وجد آئے۔ اور نہ حضور کی چادر گری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آگاہی رکھنے والوں کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تھے تو ایک کو قرآن پڑھنے پر مامور فرمایا کرتے تھے۔ اور باقی سنا کرتے تھے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارا پروردگار یاد دلاؤ۔ اس پر ابو موسیٰ قرآن پڑھتے اور وہ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری قرآن پڑھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گذر ہوا۔ فرمایا کل رات میں تمہارے پاس سے گذرا۔ اور تم قرآن پڑھ رہے تھے۔ میں تمہاری قراءت سننا رہا۔ ابو موسیٰ نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں آپ کو سنانے کے لئے بہت اچھا کر کے پڑھتا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔ | اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے مرد کی قراءت کو اس قدر خوش ہو کر سنتا ہے کہ صاحب کنیزک اپنی خوش الحان کنیزک کے گانے سے اس درجہ مسرت اندوز نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ حالانکہ آپ

ہی پر قرآن نازل ہوا ہے۔ فرمایا میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورہ نسا پڑھ کر سنائی۔ جب وہ اس آیت تک پہنچے :-

بھلا تو اس دن ان لوگوں کا کیا حال ہونا ہی۔ جب سب لوگ جمع ہوں۔ اور ہم ہر امت کے گواہ یعنی رسول کو طلب کریں۔ جو انکی نسبت گواہی دے۔ اور اے پیغمبر تم کو بھی طلب کریں کہ اپنی امت کے لوگوں کی نسبت گواہی دو۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى
هُوَ لَاءِ شَهِيدًا -

رپ ۳ ع

تو اپنے فرمایا ”بس“۔ اور اس وقت آپکی دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اس طرح کا سماع نبیوں اور ان کے پیروؤں کا سماع ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے :-

یہ انبیاء لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی نسل میں اور منجملہ انکے جنکو ہم نے طوفان کے وقت کشتی میں نوح کے ساتھ سوار کر لیا تھا۔ اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے راہ راست دکھائی اور منتخب فرمایا۔ جب رحمن کی آستیں پڑھ کر ان کو سنائی جاتی تھیں۔ تو سجدے میں گر پڑتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَةِ آدَمَ
وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَةِ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا
وَأَجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ
الْكِتَابِ خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا

(پ ۳ ع)

اہل معرفت کے متعلق فرمایا :-

جب وہ آستیں جو کہ رسول پر نازل کی گئی ہیں۔ سنتے ہیں۔ تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے تم ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھتے ہو۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ
تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَمَلًا
عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ - (پ ۳ ع)

از بسکہ اس طرح کے سماع والے لوگوں کا ایمان بڑھتا ہے۔ جسم کا نپ اٹھتے ہیں اور آنسو پھوٹ نکلتے ہیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔ فرمایا :-

اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا

اللہ نے بہت ہی اچھی کتاب اتاری جسکی باتیں ایک

دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور بار بار دہرائی گئی ہیں۔
جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اس کے سنے
سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے جسم اور
دل نرم ہو کر یاد الہی کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

مُتَّشَاهِبًا مَّتَانِي تَقْشَعْرُ مِنْهُ جُلُودُ
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ
جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ
اللَّهِ۔ (پ ۲۳ ع ۷)

اور فرمایا:-

سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا
ہے۔ تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب آیات الہی
ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو وہ ان کے ایمان کو
اور بھی زیادہ کر دیتی ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر
بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو ان کو
روزی دی ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے
ہیں۔ یہی ہیں سچے ایماندار۔ ان کے لئے ان کے پروردگار
کے ہاں درجے ہیں۔ اور معافی ہے۔ اور عزت کی روزی
ہے۔

إِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ
أَبْدَلْنَا قَلْبَهُ فَأَمَرَ الْفُلَّ
بِالسَّيْرِ فَسَارَ وَخَشِيَ
اللَّهَ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ
يُولَدْ لَمْ يَلِكْ لَهُ مَقَدُّ
أَيْدٍ مَّنْ سَمَوَاتٍ مِّنْ
عِندِ رَبِّكَ عِزٌّ مُّغْفِرٌ
ذُرِّيَّةٌ كَرِيمٌ۔ (پ ۲۴ ع ۷)

اہل بدعت کا سماع کف اور دُف اور سازنگی کا سماع ہے۔ صحابہؓ تابعین اور
ائمہ کرام میں سے کسی نے اس طرح کے سماع کو اللہ تبارک و تعالیٰ تک پہنچنے کا طریق قرار
نہیں دیا۔ وہ اسے قرب الی اللہ اور عبادت میں نہیں۔ بلکہ بدعت مذمومہ میں شمار کرتے
ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بغداد میں میں زندیقوں کی ایجاد کردہ ایک
چھوڑا یا ہوں۔ جسے وہ نفیر کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکنے ہیں
اللہ تعالیٰ کے اولیاء عارفین اسے پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس بدعت میں
شیطان کا بڑا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینے والوں میں سے اچھے لوگ
تائب ہو گئے۔ اور جو لوگ معرفت سے بے بہرہ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت کا ملہ سے محروم
تھے۔ ان میں شیطان کو بہت زیادہ دخل تھا۔ یہ بدعت بمنزلہ ثواب کے ہے۔ اور

دلوں پر اس کی تاثیر شراب کی بہ نسبت زیادہ گہری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا اثر قوی ہو تو اس بدعت والے بدست ہو جاتے ہیں۔ ان پر شیاطین اثرتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض کی زبانوں سے بات چیت کرتے ہیں۔ بعض کو ہوا میں اٹھا لیتے ہیں۔ کبھی کبھی ان میں باہم عداوت ہو جاتی ہے۔ جس طرح شراب پینے والے آپس میں برسرکین ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے جس کے شیاطین دوسرے کے شیاطین سے قوی تر ہوتے ہیں۔ وہ اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔ جہاں خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے منتقی اولیاء کی کرامات ہیں۔ حالانکہ جس کے یہ کرتوت ہوں وہ اللہ سے دور جا پڑتا ہے۔ اور یہ شیطانی احوال ہیں۔ کیونکہ مسلم کا قتل بجز اس موقع کے جہاں خدا نے حلال کیا ہو قطعاً حرام ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بے گناہوں کو قتل کر ڈالنا ان کرامات میں شمار ہو جن سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے؟۔ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ دین میں استقامت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کی وہ سب بڑی کرامت جس سے وہ اپنے کسی بندے کو سرفراز فرماتا ہے یہ ہے کہ اسے ان کاموں کے کرنے میں مدد دے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ جو اسکی رضا کا باعث ہوں۔ جن کی وجہ سے بندہ کو اپنے مالک جل شانہ کا قرب زیادہ حاصل ہو۔ اور اس کے درجے بلند ہوں۔

بعض خوارق جنس علم میں سے ہیں۔ مثلاً مکاشفات۔ بعض جنس قدرت اور ملک میں سے ہیں۔ مثلاً وہ تصرفات جو خارق عادت ہوں۔ اور بعض جنس غنی میں سے ہیں۔ جسکی مثال وہ علم وہ اقتدار۔ وہ مال و غنی اور وہ تمام چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کے لئے مدد مانگے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت اس کے قرب اور علوم مراتب کا باعث ہیں۔ اور جن کا حکم اللہ اور اس کے رسول نے دیا ہے۔ تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں اسکا قرب اور وقعت زیادہ ہو جاتی اور اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کا طالب ہو۔ جن سے خدا اور رسول نے منع کیا ہے۔ مثلاً شرک، ظلم، اور بے حیائی کے کام تو وہ اس سے مذمت اور عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

اور اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے اور گناہوں کو مٹانے والی نیکیوں کے ذریعہ اس کی تلافی نہ فرمائے تو وہ گنہگاروں کی فرست میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل خوارق کو مختلف طریق سے عذاب دیا جاتا ہے۔ کبھی خوارق سلب کر لئے جاتے ہیں۔ جس طرح بادشاہ بادشاہی سے معزول کر دیا جاتا ہے۔ اور عالم سے علم چھین لیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے نوافل سلب کر لئے جاتے ہیں اور وہ ولایت خاصہ سے تنزل کر کے ولایت عامہ کے درجے میں چلا جاتا ہے۔ کبھی وہ فاسقوں کے درجے تک گر جاتا ہے۔ کبھی اسلام سے مرتد ہو جاتا ہے۔ اور یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس کے خوارق شیطانی ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اسلام سے مرتد ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جنہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خوارق شیطانی ہیں۔ بلکہ وہ انہیں اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تو یہاں تک بھی خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خرق عادت عطا کرتا ہے تو اس کے متعلق اس سے محاسبہ نہیں فرماتا۔ اسی نوع کا ایک اور عقیدہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بادشاہی مال اور تصرف عطا فرماتا ہے۔ تو اس کے متعلق اس سے حساب نہیں لیتا۔ بعض لوگ خوارق کے ذریعہ مباح امور کے حصول میں مدد مانگتے ہیں جن کا نہ تو حکم ہو اور نہ ممانعت۔ یہ ولایت عامہ کا درجہ ہے۔ اور یہ بیان رونیک لوگ ہوتے ہیں۔ رہے سابقین و مقربین سو وہ ان لوگوں سے بلند تر ہوتے ہیں۔ جس طرح بندہ رسول (عبدالرسول) بادشاہ نبی (ملک و نبی) سے بلند تر ہوتا ہے۔ جب خوارق صادر ہوں تو بسا اوقات مرد کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ بہت سی صلحا

خوارق سے توبہ کرتے ہیں۔ اور حسب طرح زنا اور چوری وغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اسی طرح صدر خوارق پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ بعض کو خوارق حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کے زائل ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ اور ہر صالح آدمی اپنے مرید سالک کو یہی حکم دیتا ہے کہ خوارق ظاہر ہونے لگیں تو وہیں کھڑا نہ ہو جائے۔ اور نہ ان کو اپنا مشغلہ اور نصب العین بنائے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود کہ وہ کرامات ہیں ان پر فریفتہ نہ ہو جانے۔ جب حقیقی کرامات کے متعلق صلحا کا یہ رویہ ہے۔ تو جو خوارق شیطانی ہوں اور

جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے ان کا کیا حال ہونا چاہئے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جنہیں نباتات گفتگو کے ذریعہ یہ بتا دیتی ہیں کہ ان میں کیا کیا فائدے مضمین ہیں۔ اور حقیقت میں گفتگو شیطان کرتا ہے جو نباتات میں داخل ہو جاتا ہے۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جن سے پتھر اور درخت باتیں کرتے ہیں۔ اور ان سے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تمہیں مبارک ہو۔ پھر وہ آنتہ الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ حال دور ہو جاتا ہے۔ میں ایسے آدمی کو بھی پہچانتا ہوں جو پرندے کا شکار کرنے کا ارادہ کرتے تو چڑیاں اور دیگر پرندے اس سے کہتے ہیں مجھے پکڑ لیجئے۔ تاکہ مجھے فقرا دکھائیں۔ دراصل ان میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ جس طرح کہ وہ انسانوں میں داخل ہوتا ہے۔ اور ان کے بھیس میں ان کی باتیں کرتا ہے۔ بعض آدمی گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں دروازہ بند ہوتا ہے۔ کھل نہیں سکتا اور وہ اپنے آپ کو گھر سے باہر دیکھ لیتے ہیں۔ اور کبھی وہ گھر سے باہر ہوتے ہیں۔ دروازہ کھلا نہیں ہوتا اور وہ اپنے آپ کو گھر کے اندر دیکھتے ہیں۔ اسی طرح کبھی وہ اپنے آپ کو شہر کے دروازہ سے باہر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ اندر ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ شہر کے اندر دیکھتا ہے۔ حالانکہ وہ ابواب شہر سے باہر ہوتا ہے۔ جن کبھی اس کو اندر اور کبھی باہر لے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سرعت عمل ہوتی ہے یا نظر بندی۔ وہ جو چیز مانگے اسے حاضر کرتے ہیں۔ یہ سب شیاطین کا کام ہے۔ جو کہ اپنے دوست کی صورت تبدیل کر کے سامنے آتے ہیں۔ جب وہ بار بار آیت کرسی پڑھے تو یہ سب ڈھونگ ختم ہو جاتا ہے۔ مجھے وہ شخص بھی معلوم ہے جس سے کوئی شخص آکر مخاطب ہوتا ہے کہ میں خدا کا مامور فرشتہ ہوں اور تم وہی مہدی ہو۔ جسکی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ اس کے لئے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ٹڈی یا دیگر ہوائی پرندے دائیں طرف جائیں۔ تو وہ دائیں طرف اڑنے لگتے ہیں۔ اور اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ بائیں طرف جائیں تو وہ بائیں طرف کو جاتے نظر آتے ہیں۔ جب اس کے دل میں کسی چار پائے کے متعلق یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ یا سو جائے یا چلا جائے۔ تو ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اسے بظاہر کوئی حرکت نہیں کرنی پڑتی۔ جن اسے اٹھا کر مکہ

لے جاتے ہیں اور واپس لے آتے ہیں۔ اور اس کے پاس خوبصورت اشخاص لے آتے ہیں۔ اور شیاطین اس سے کہتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ کرّوبی ہیں۔ تمہاری زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دل میں خیال کرتا ہے کہ انہوں نے بے ریش لڑکوں کی صورت کیسے اختیار کر لی۔ پھر سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ڈارٹھی والے بزرگ ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ تم ہمدی ہو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں خال اُگیگا۔ سو وہ اگ پڑتا ہے اور وہ لے دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ہیں اور یہ سب شیطان کے مکر ہیں۔ یہ بہت وسیع باب ہے۔ اور اس کے متعلق جو جو باتیں مجھے معلوم ہیں۔ اگر انہیں ذکر کرنے لگوں۔ تو ایک بڑی ضخیم کتاب بنانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

لیکن انسان کو جب اس کا پروردگار آزمائش کیلئے عزت و نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور جب اسکی آزمائش ہی کے لئے اس کی روزی اس پر تنگ کرتا ہے۔ تو وہ بڑبڑاتا پھرتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَلْكَرَمِیْنَ وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّيْ اَهَانِیْنَ -
(پ ۱۴ ع)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَلَّا (ہرگز نہیں) یہ لفظ زجر و تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ زجر اس لئے کی جاتی ہے کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ اور تنبیہ اس امر کی ہوتی ہے جو کہ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے دنیوی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ کرامت والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور انکی دولت و حشمت وہ کرامت ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے لیٹا ہے۔ کسی عزت افزائی کے لئے ارزانی ہوتی ہے۔ اور نہ ہر وہ شخص جس پر نعم و نسیب کی تسلی ہو ذلیل لوگوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندے کو راحت اور سعادت کے

۱۴ غائبانہی وجہ سے بہت سے جموں بیوں اور ہمدیوں کو دیکھا ہے۔

ذریعے سے آزماتا ہے۔ کبھی دنیا کی نعمتیں ایسے لوگوں کو دیتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صاحب عزت ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں نعمتیں عطا کرنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بندے کو گمراہی میں ڈھیل دی جائے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں اور اولیاء کو دنیوی نعمتوں سے دور رکھتا ہے۔ تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مرتبہ کم نہ ہو جائے۔ یا ان کی وجہ سے وہ ایسی باتوں میں دامن آلودہ نہ ہو جائیں جو کہ اسے ناپسند ہیں۔

نیز کرامات اولیاء کے لئے ایمان و تقویٰ لابدی ہے۔ اور جو باتیں کفر اور فسوق و عصیان کے سبب ظاہر ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خوارق ہیں نہ کہ اولیاء اللہ کی کرامات۔ جس کے خوارق نماز۔ قراءت۔ ذکر۔ شب بیداری اور دعا سے حاصل نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے حاصل ہوں۔ مردہ اور غائب اشخاص سے دعا کرنے۔ فسق و عصیان کے ارتکاب۔ سائپول۔ بھڑوں، گوبر کے کیڑوں اور لہو وغیرہ نجاستوں کے کھانے سے حاصل ہوں جو کہ حرام ہیں۔ اور جو خوارق ناچ گانے اور خصوصاً غیر محرم عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی رفاقت میں مشغول رقص و سرود ہونے سے حاصل ہوں۔ جو خوارق قرآن سننے سے کم ہو جائیں۔ مزا میر شیطان پر کان دھرنے سے قوت حاصل کریں۔ صاحب خوارق رات بھر ناچتا رہے اور نماز کا وقت آئے تو بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرے۔ یا مرغی کی طرح نماز کو ٹھونگیں مارے۔ قرآن سننے کو برا سمجھے اور اس سے ناک منہ چڑھائے۔ اور اس کا سننا اس کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اور اس سے اس کے دل میں محبت۔ ذوق۔ اور لذت پیدا نہ ہو۔ سیٹیاں اور تالیاں بجانے کو پسند کرے۔ اور اس حالت میں اسے وجد آئیں۔ تو یہ سب شیطانی حال ہیں۔ اور انہی احوال پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے :-

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آنکھیں بند کرے۔

ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ اور وہ

اس کے ساتھ رہتا ہے۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ
نَقِيْضٌ لِّهٖ شَيْطٰنًا فَمُوَلِّهٖ قَرِيْنًا

(پہ ۱۰۰)

اس آیت میں ذکرِ جن سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اس کی زندگی
تنگی میں گزریگی۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا
کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار
تو نے مجھ کو اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ اور میں تو دنیا
میں اچھا خاصہ دیکھتا بھانتا تھا۔ خدا فرمائے گا ایسا
ہی ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں ہماری آئیں تیرے پاس
آئیں مگر تو نے ان کی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج
تیری بھی خبر نہ لی جائیگی۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ
لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ أَعْمَى قَالَ رَبِّ لِمَ
حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ
بَصِيرًا قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ
آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذَلِكَ
الْيَوْمَ تُحْشَرُ

(پہلا آیت)

فَنَسِيْتَهَا کے معنی ہیں کہ تو نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھے۔ اور
اس پر عمل کرے۔ اس کا خدا سے اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ نہ تو دنیا میں کبھی گمراہ ہوگا۔
اور نہ آخرت میں نجات اٹھائیگا۔ یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

انس و جن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنوں
کی طرف مبعوث فرمایا ہے اس لئے ہر انسان اور جن پر واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے۔ جو باتیں وہ بتائیں۔ ان کو سچا سمجھے۔ اور ان
کے حکم کی تابعداری کرے۔ جس شخص پر آپ کی رسالت کی حجت قائم ہوگئی۔ اور اس نے
آپ کو نہ مانا تو وہ کافر ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن۔ مسلمانوں کا اس پر ایمان
ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرِ ثقلین ہیں۔ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا۔
اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر اسے ڈرایا۔ یہ واقعہ وہ ہے جب کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے۔ اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادی نخلہ میں
نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور یہ آیت

نازل فرمائی :-

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ
الْحِجْرِ لِيَسْتَمِيعُونَ الْعُرَانَ فَلَمَّا
حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصَبُوا فَلَمَّا قُضِيَ
الْحَدِيثُ إِلَىٰ قَوْمِهِمْ كَمُنِّدٍ رِّدِينَ
(۷۶) قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا
أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى
الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ
يَقُولُ مَنَا حَبِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ
وَأَمِينُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ
ذُنُوبِكُمْ وَيُخَيِّرْكُمْ مِّنْ
عَذَابِ الْيَوْمِ وَمَنْ لَا يُحِبِّ
دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ
وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ
أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ -

(پ ۲۶ ج)

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

قُلْ أَوْحَىٰ إِلَيَّ أَنِّي سَمِعَ
نَفْرًا مِّنَ الْحِجْرِ فَقَالُوا إِنَّا
سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي
إِلَى الشُّعْبِ فَا مَتَابِهِ وَلَنْ
نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا وَأَنَّهُ

اور لے پیغمبر ان لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کرو۔ جب
ہم چند جنوں کو گھیر کر تمہاری طرف لے آئے۔ کہ وہ قرآن سنیں
پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے
بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو۔ پھر جب قرآن کا پڑھنا
تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے۔ کہ ان کو عذاب
خدا سے ڈرائیں۔ لگے کہنے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن
آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ انکی کتابیں جو
اس کے زمانے میں موجود ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے۔
دین حق بتاتی ہے۔ اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ بھائیو!
جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں۔ ان کی بات مانو۔
اور خدا پر ایمان لاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کرے۔
اور آخرت کے عذاب دردناک سے تم کو اپنی پناہ میں رکھے۔
اور لے پیغمبر جو شخص خدا کے ماموروں کی دعوت کو نہ مانے گا وہ
زمین میں جہاں کہیں بھاگ نکلیگا۔ خدا اس کو گرفتار
کرنے سے عاجز نہیں۔ اور نہ اس کے خدا کے سوا کوئی حمایتی
ہیں۔ یہ لوگ صوبح گمراہی میں پڑے ہیں۔

لے پیغمبر سب لوگوں کو بتا دو کہ میرے پاس خدا کی
طرف سے اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند
شخصوں نے مجھ قرآن پڑھنے سنا۔ اور اس کے بعد
اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے عجیب طرح کا قرآن
سنا۔ جو نیک راہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے

اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرائیں گے نہیں۔
 اور ہم پروردگار کی بڑی ادنیٰ شان ہے۔ اس نے نہ تو
 کسی کو اپنی جوہ بنایا۔ اور نہ کسی کو بیٹا بنی۔ اور ہم میں
 کچھ احسن ایسے بھی ہو گئے ہیں۔ جو خدا کی نسبت بڑھ
 بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور ہم تو ایسا سمجھتے تھے
 کہ کیا آدمی اور کیا جن کوئی بھی خدا پر جھوٹ نہیں بول
 سکتا۔ اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض
 لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے
 جنات کو امد بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً
 وَلَا وَلَدًا وَأَنَّهُ كَانَ
 يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا
 وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن نَّمُوتَ
 الْإِنْسُ وَالْحَيِّ عَلَى
 اللَّهِ كَذِبًا، وَأَنَّهُ كَانَ يَرَجَالُ
 مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ
 الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا۔

(پ ۲۹ ع)

علماء کے ظاہر ترین قول کے مطابق سَفِيهُنَا سے مراد السَّفِيهِنَا مِنَّا رہم میں سے جو
 سفید ہے، ہے۔ متعدد سلف کا قول ہے کہ انسان جب وادی میں اترتے تھے تو کہا کرتے
 تھے ”میں اس وادی کے سردار کے پاس اس کی قوم کے سفیدوں کے شر سے پناہ پکڑتا
 ہوں“ جب انسانوں نے جنوں سے حاجتیں مانگنی شروع کر دیں تو جنوں کی سرکشی اور
 کفر میں اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی
 پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات
 کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔ اور جس طرح تم کو خیال
 تھا۔ بنی آدم کو بھی خیال ہوا کہ خدا کسی کو ہرگز سبوتا
 نہیں فرمائے گا۔ اور تمہنے آسمان کو بھی ٹوٹا تو پایا
 کہ بڑی مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھرا ہوا
 ہے۔

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ
 يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ
 رَهَقًا، وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا
 ظَنَنْتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا
 وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا
 مِلْأَتٍ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهَبًا
 (پ ۲۹ ع)

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شابہ پینے بات تھی لیکن کبھی کبھی کوئی
 شیطان شہاب کے پینے سے پہلے چوری بت کچھ سن لیتا تھا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تو آسمان مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھر گیا۔ اب ان کے سننے سے پہلے ہی شہاب ناک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

وَأَنَا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدًا
لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْمَعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ
شَهَابًا رَصَدًا - (پ ۲۹ ع)

اور پہلے آسمان میں بہت سے ٹھکانے تھے۔ جہاں ہم
سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب کوئی سننے کا قصد
کرے تو ایک شہاب اپنے لئے ناک لگائے تیار پڑے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ
وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ
إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُونَ وَكُفُونَ
اور جنوں نے کہا:-

اسے شیاطین نے نہیں اتارا۔ نہ یہ ان کے لائق ہے۔
اور نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سننے سے
ہٹا دئے گئے ہیں۔

وَأَنَّا لَآئِدْرِيءُ أَشْرَارُ رِيءٍ
بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ
رَبُّهُمْ سَرًّا وَأَنَّا مِنَ الصَّالِحِينَ
وَمِمَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ
قِدَادًا - (پ ۲۹ ع)

اور ہم نہیں جانتے کہ اس انتظام سے زمین کے رہنے
والوں کو کچھ نقصان پہنچانا منظور ہے یا انکے پروردگار
کا ارادہ ان کے حق میں بہتری کرنے کا ہے۔ اور ہم میں
سے کچھ تو نیک ہیں۔ اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ غرض ہمارے
بھی مختلف فرقے ہوتے آئے ہیں۔

طَرَائِقَ قِدَادًا سے مراد مختلف مذاہب ہیں۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ ان میں مسلم۔
مشرک۔ یہودی۔ نصرانی۔ سنی اور بدعی سب پائے جاتے ہیں۔
اور جنوں کے اس گروہ نے جو قرآن سن چکا تھا۔ یہ بھی کہا:-

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِزَ اللَّهَ فِي
الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا - (پ ۲۹ ع)

اور اب ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نہ تو زمین میں رہ کر خدا کو
ہرا سکتے ہیں اور نہ کسی طرف بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔

انہوں نے اپنے بھائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کو ہرا نہیں سکتے۔ زمین میں رہیں تو اور
بھاگ جائیں تو۔ پھر کہا:-

وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ
اور ہم نے جب راہ کی بات سنی تو ہم اس کو مان گئے۔

فَمَنْ يُوْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَحْتَفِ
 بِخَسَاوِلَآءٍ رَّهَقًا وَآثَانًا
 الْمَسْلُومُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ
 أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّتْهُمُ
 أَرْسَادًا وَآثَانًا
 الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ
 حَطَبًا وَإِنْ يُوْا سْتَقَامُوا عَلَى
 الصِّرَاطِ لَآتَيْنَاهُمْ مَاءً
 غَدَقًا لِنَقِفَ بِأَعْنَاقِهِمْ
 فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ
 رَبِّهِ يَسُدَّ لَهُ عَذَابًا
 صَعْدًا وَإِنَّ الْمَسَاجِدَ
 لَنُحِبُّهَا اللَّهُ تَلَا تَدْعُوا
 مَعَ اللَّهِ أَهْدًا وَآثَانًا
 لَنَا وَتَمَّ عِبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ
 كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا
 فَمَنْ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي
 وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا قُلْ
 إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا
 وَلَا رَشَدًا قُلْ إِنِّي لَنْ
 يُخَيِّرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ
 وَلَنْ أَحِيدَ مِنْ دُونِهِ
 مُلْتَمِدًا إِلَّا بِلَاغًا مِنَ
 اللَّهِ وَرِسَالَةٍ وَمَنْ يَعْصِرْ
 اللَّهُ وَرَسُوْلَهُ فَاتَّكَرَّ
 لَذَنَابًا جَهَنَّمَ خَالِدًا
 فِيهَا أَبَدًا حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا
 مَا يُوعَدُونَ

پس جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا۔ اس کو نہ
 کسی نقصان کا ڈر ہوگا۔ اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض
 تو فرما نبرداری اور بعض حکم سے سرتابی کرتے ہیں۔ تو
 جنہوں نے فرما نبرداری اختیار کی۔ انہوں نے سیدھا
 راستہ ڈھونڈ لیا۔ اور جنہوں نے سرتابی کی وہ آخر کار
 دوزخ کے کدے میں گئے۔ اور اگر وہ سیدھے راستے
 پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی بیل بیل سے سیراب کرتے۔
 تاکہ سبھی کی نعمت میں ان کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے
 پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو عذاب
 سخت میں لے جا دافل کریگا۔ اور مسجدیں تو خدا ہی کے لئے
 ہیں۔ تو خدا کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب بندہ (۷۷)
 خدا۔ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو لوگ اس کے
 گرد گھومتے ہیں۔ اور فریب دہ اس کو چٹ جائیں۔ لے
 پیغمبر ان سے کہو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت
 کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانتا۔ لے پیغمبر
 کہو کہ تمہارا نقصان یا فائدہ میرے اختیار میں نہیں ہے
 پیغمبر۔ ان سے کہو کہ خدا کے غضب کوئی بھی مجھ کو پسند
 نہیں دے سکتا۔ اور اس کے سوا کہیں مجھ کو نہ
 ہے۔ میرا بچاؤ تو اسی میں ہے کہ اسی طاقت سے تو علم آیا
 ہے۔ لوگوں کو بھلا دینا۔ اس کے پیغام۔ سب کو سزا دینا
 اور جو نفس اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو کچھ
 نفع نہیں کہ آخر کار اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں
 لوگ رہا کو اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ تو اس وقت تک

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعَفَ نَاصِرًا
وَأَقَلُّ عَدَدًا -

(پ ۲۹ ع)

ان باتوں کو ماننے والے نہیں۔ جب تک اس عذاب کو نہ دیکھ
لیں۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت ان کو معلوم
ہو جائیگا۔ کہ کس کے مددگار ہونے میں اور کس کا جتھا شمار
میں کم ہے۔

فَاسْطُونَ سے مراد ظالم لوگ ہیں۔ جب کوئی عدل کے تو عرب والے کہتے ہیں۔ اَسْطًا
(الضمان کیا) اور جب ظلم و جور کا ارتکاب کرے تو کہتے ہیں۔ قَسَطًا (ظلم کیا)۔ مُلْتَحِدًا
سے مراد تلجھا و معاوذ (جائے پناہ) ہے۔

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شہر نصیبین کے جن تھے۔ جیسا کہ صحیح میں ابن مسعود رضی
اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ ان کو سورہ رحمن پڑھ کر
سنائی گئی۔ اور جب سنانے والے نے پڑھا۔

فَبَيَّحِ الْآيَةَ رَبِّكُمْ تَكْذِبًا
(پ ۲۹ ع)

تو اے جنو اور آدمیو! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی
نعمتیں مکر و گے۔

تو جن کہنے لگے۔

وَلَا يَشْعُرُ مِنَ الْآيَةِ رَبِّنَا
تَكْذِبًا وَ لَكَ الْحَمْدُ -

اے ہمارے پروردگار تیری کسی نعمت سے ہم نہیں ہمتے
اور تیرے لئے سب تعریف ہے۔

جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھے ہوئے اور پوچھا کہ ہم اور ہمارے مویشی
کیا کھاتے ہیں۔ تو فرمایا کہ جس جانور کے ذبح ہوتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ اس
کی بڑی جہاں کہیں تمہیں ملے تمہاری خوراک ہے۔ اور لید تمہارے گدھوں کی خوراک ہے۔
اور ہر قسم کی مینگنیاں تمہارے مویشی کا چارہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَلَا تَسْتَجِزُوا بِهِمَا فَا تَكْمَا سَرَادُ
لِيَخُوا بِنُكْرٍ مِنَ الْجِنِّ -

ان دو چیزوں کے ساتھ (یعنی بڑی اور گھوڑے کے ساتھ) استنجا
نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

یہ ممانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے۔ اور اس چیز سے استنجا کرنے

کی عنایت کی دلیل علماء نے اسی سے لی ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ جب جنوں اور ان کے
 مویشی کی خوراک کے ساتھ استنجا کرنا منع ہے تو انسانوں اور ان کے مویشی کی خوراک اور
 چلبے کا احترام بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں اور جنوں
 کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنوں کی تسخیر بلحاظ درجہ۔ ان کے
 سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے کے افضل ہے، سلیمان علیہ السلام کا جنوں پر تصرف
 بحیثیت بادشاہ کے تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف خوراک کے احکام سنانے کے
 لئے اور بحیثیت رسول کے مبعوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔
 اور بندہ رسول درجے میں بادشاہ نبی سے بلند تر ہوتا ہے۔ جنوں میں سے جو کفار ہیں۔
 ان کے متعلق نص اور اجماع کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو مومن ہیں
 ان کے متعلق جہور کی رائے ہے کہ جنت میں داخل ہونگے۔ جہور علماء کا قول ہے کہ پیغمبر
 جنوں میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ پیغمبر صرف انسانوں میں ہوئے ہیں۔ البتہ جنوں میں
 نذیر (ڈرانے والے) پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کی تفصیل کا مقام دوسرا ہے۔ یہاں صرف
 یہ کہنا مقصود ہے۔ کہ جن انسانوں کے ساتھ کئی حال میں ہوتے ہیں۔ سو جب کوئی انسان
 جنوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حکم دے۔ ایک نھاکی عبادت اور اس
 کے نبی کی فرمانبرداری کی تلقین کیے۔ اور انسانوں کو بھی ایسا ہی حکم دے۔ تو وہ اللہ
 تعالیٰ کے افضل اولیاء میں سے ہے۔ اس حیثیت سے وہ رسول کے نذیر ہوں اور اس کے
 نائبوں میں سے ہے۔ اور جو شخص جنوں سے مباح امور میں کام لے۔ وہ ایسا ہی ہے۔
 جیسے کوئی شخص انسانوں سے مباح امور میں کام لیتا ہے۔ وہ جب ان کو واجبات
 کا حکم دے اور حرام کاموں سے منع کرے اور ان امور میں ان سے کام لے۔ اس سے
 مباح ہیں۔ تو بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کیا کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر
 کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو زیادہ سے زیادہ وہ ولایت عامہ کے درجے میں ہو
 سکتا ہے۔ اور اس کی خواص اولیاء کے ساتھ بلحاظ مرتبہ وہی نسبت ہوتی ہے جیسی
 بادشاہ نبی کو بندہ رسول کے ساتھ۔ اور جیسی سلیمان دیوسف علیہما السلام کو ابراہیم

موٹے۔ بیٹے اور محمد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور جو شخص
 جنوں سے ان امور میں کام لے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع کر دئے ہیں مثلاً
 شرک قتل بے گناہ۔ یا قتل نہ ہو تعدی ہو یعنی بے گناہ آدمی کو بیمار کر ڈالنا۔ یا اس کے
 علم پر نسیان غالب کر دینا۔ یا اس کے سوا کوئی اور ظلم کرنا۔ یا جو شخص جنوں سے
 بے حیائی کے کام میں مدد لے۔ مثلاً جس سے بے حیائی کا ارادہ ہو اس کو کھینچ لانا۔
 تو اس شخص نے اثم و عدوان پر مدد ملی ہے پھر اگر وہ کفر پر ان سے استعانت کرے
 تو وہ کافر ہے۔ اور اگر وہ ان سے معاصی میں استعانت کرے تو وہ عاصی ہے۔
 خواہ ناشتی ہو یا فاسق نہ ہو صرف مذنب ہو۔ اگر وہ شریعت سے کامل طور پر واقف
 نہ ہو۔ اور ان سے ان چیزوں میں مدد مانگے جنہیں وہ کرامات خیال کرتا ہے۔ مثلاً یہ
 کجج کے لئے مدد مانگے۔ یا یہ کہ سماع بدعی کے وقت وہ اسے بڑا لے جائیں۔ یا یہ کہ اسے
 اٹھا کر عرفات پر لے جائیں۔ اور وہ شرعی حج نہ کرے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے
 رسول نے فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک اٹھا کر لے جائیں
 و علیٰ ہذا القیاس تو یہ شخص دھوکے میں ہے۔ اور جن و شبانہین اس کے ساتھ مکر کرتے ہیں
 ان لوگوں میں بہتر سے ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ یہ جنوں کے کام ہیں۔ بلکہ یہ سن کر کہ
 اولیاء اللہ کو وہ کرامات حاصل ہوتی ہیں جو خوارق عادت ہوں۔ لیکن وہ علم قرآن و
 تفاتی ایمان سے اس قدر بہرہ ور نہیں ہوتے کہ کرامات رحمانی اور تلبیسات شیطانی
 کے درمیان فرق کر سکیں۔ تو اس طرح کے فریب خوردہ آدمی کے ساتھ اس کے اعتقاد
 کے مطابق مکر کرتے ہیں۔ اگر ستاروں اور بتوں کا پوجنے والا مشرک ہو تو اسے یہ
 وہم دلاتے ہیں کہ اسے اس پوجا سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کی نیت تو یہ ہوتی ہے۔
 کہ جس فرشتے یا نبی یا شیخ صلح کی صورت پر اس بت کی صورت بنائی گئی ہے۔ وہ
 اس کی سفارش کرے یا اس کا وسیلے۔ اور اپنے خیال میں پوجا بھی اس نبی یا نیک
 آدمی کی کرتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ شیطان کا پجاری ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیعًا ثُمَّ

اور لوگوں کو اس دن کو پیش نظر رکھو۔ جب کہ خدا سب

لوگوں کو جمع کریگا۔ اور جمع کئے پیچھے فرشتوں سے پوچھیگا۔
 کہ کیا یہ آدم زاد تمہاری ہی پرستش کیا کرتے تھے؟ وہ
 عرض کریں گے کہ خدایا تو پاک ہے۔ ہم کو تجھ سے سروکار ہے
 نہ ان سے۔ ہماری نہیں بلکہ یہ لوگ حقیقت میں شیاطین
 کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی کے اعتقاد
 تھے۔

يَقُولُ لِبَنِيكَ اِنَّا كَانُوا عِبَادُكَ
 كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحٰنَكَ
 اَنْتَ وَاٰلِهٰنَا مِنْ دُونِهِمْ
 بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِبَاطَ
 الْاَكْثَرُهُمْ يَهُودٌ مِّنْ اَكْثَرِ
 (پ ۲۲ ع ۶)

اس لئے جو لوگ سورج۔ چاند اور ستاروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اور نیت
 ان کی انہیں کے آگے سجدہ کرنے کی ہوتی ہے۔ لیکن سجدے کے وقت شیطان ان کا
 مقارن ہو جاتا ہے۔ تاکہ ان کا سجدہ اس کے آگے ہو۔ اسی لئے شیطان اس شخص کی
 صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جس سے مشرک حاجتیں مانگتے ہیں۔ اگر بجاری نصرانی ہو
 اور جرجس یا کسی اور سے حاجت مانگے۔ تو شیطان جرجس یا کسی اور کی صورت میں
 جس سے مدد مانگی گئی ہو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اگر بجاری نسبت کا مسلمان ہو۔ اور
 وہ مسلمان شیوخ میں سے کسی شیخ سے جس کے متعلق اسے حسن ظن ہو حاجت مانگے (۷۹)
 تو شیطان اس شیخ کی صورت میں آتا ہے۔ اور اگر بجاری ہند کے مشرکین میں سے
 ہو۔ تو شیطان اس شخص کی صورت بنا کر آتا ہے۔ جسکی وہ مشرک تعظیم کرتا ہو۔ پھر اگر
 وہ شیخ جس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ شریعت کا واقف ہو تو شیطان اسے یہ خبر نہیں دیتا
 کہ وہ مدد مانگنے والوں کے پاس اسکی صورت اختیار کر کے گیا ہے۔ اور اگر وہ شیخ شریعت
 سے بے خبر ہو تو شیطان ان کے اقوال کو اس کے پاس لاتا ہے۔ اور اس کی ہوا۔ ان کے
 پاس پہنچاتا ہے۔ وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شیخ نے ان کی آواز دور سے سن کر ان کی حاجت
 دیا ہے۔ حالانکہ یہ کام شیطان کی وساطت سے ہوتا ہے۔ ایک شیخ نے جس کے
 ساتھ یہ ماجرا بصورت مناشفہ و مخاطبہ ہوتا ہے خبر دی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ
 میرے پاس جن پانی اور شیشے کی طرح کی شفاف چیز لاتے ہیں۔ اور اس میں اس چیز
 کی تصویر بناتے ہیں جس کے متعلق خبر دینا مطلوب ہوتا ہے۔ اور کہا کہ میں لوگوں کو

خبریں لے دیتا ہوں۔ وہ میرے پاس میرے ان دوستوں کی باتیں لاتے ہیں۔ جو مجھے مدد مانگتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ تو میرا جواب ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نا واقف آدمی شیوخ اہل خوارق کو جھٹلا کر یہ کہتے ہیں کہ تم یہ سب کچھ بطریق جیدہ کرتے ہو جس طرح ابرق سفید نارنگی کے پھلکوں اور مینڈکوں کے تیل وغیرہ جیل طبعی سے بعض لوگ آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ ان کو نہیں جلاتی۔ اس پر شیوخ مذکورہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ واللہ ہمیں ان جیلوں کی کوئی خبر ہی نہیں۔ اور جب کوئی باخبر آدمی ان سے کہتا ہے کہ آپ لوگ اس معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔ لیکن یہ احوال شیطانی ہیں۔ اس پر ان شیوخ میں سے بعض اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اور جب ان پر حق واضح ہو جاتا ہے اور کئی وجوہ سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حالات شیطانی ہیں۔ اور وہ دیکھ بھی لیتے ہیں کہ ان کا تار و پود ہی شیطانی ہے۔ اور جب ان پر یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ ان خوارق کے اسباب حصول وہ بدعات ہیں جو شرعاً مذموم اور ان کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں گناہوں کا بازار گرم ہو۔ نہ کہ ان شرعی عبادتوں کا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ تو اس وقت انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ وہ مخارق ہیں جو شیطان اپنے اولیاء کے لئے تیار کرتا ہے۔ نہ کہ وہ کرامات جن سے خدائے رحمان اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے۔ اور جنہیں اللہ نے توفیق دی ہوئی ہے وہ تائب بھی ہو جاتے ہیں۔ وَاللّٰهُ سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَالْاَلْبَسِ الْمَسْجُوعِ وَالْمَاْبِ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ رُسُلِهِ وَاٰنْبِيَآئِهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَنْصَارِهِمْ وَخَلَفَائِهِمْ صَلَوٰةً وَسَلَامًا مَا تَسْتَوْجِبُ بِهَا شَفَاعَتَهُ

امین

ختم شد

ارسیق عالم پریس لاہور میں باہتمام میاں منظور الزمان پرنٹر کے چھپی

اصل کتاب
الفستان

بین

اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

لابن تیمیہ الحنفی رحمہ اللہ

ناشران

محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار

لاہور

مفتی عام ریڈیس لاجوہیا یاہتمام منظورالذمایدینارچیا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله نستعينه ونستهدى به ونستغفره ولا نعوذ بالله من شرورنا وضلالتنا ومن سيئات
 أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وتشهد بان لا اله الا
 الله وحده لا شريك له وتشهد بان محمد عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق
 ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا ارسله بين يدي الساعة شيرا ونذيرا وواعظا
 الى الله باذنه وسراجا منيرا فهدى به من الضلالة وبصر به من العمى ارشدا به من الغي
 وقم به عيننا عميا واذا اتانا صما وقلوبا غلفا وفرق بين الحق والباطل والهدى و
 الضلال والترشاد والحق والمؤمنين والكفار والسعداء اهل الجنة والاشقياء
 اهل النار وبين اولياء الله واعدا الله فمن شهد له محمد صلى الله عليه وسلم بافه
 من اولياء الله فهو من اولياء الرحمن ومن شهد له بانه من اعداء الله فهو من اولياء الشيطان
 وقد بين سبحانه وتعالى في كتابه وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ان لله اولياء ومن
 الناس وللشيطان اولياء ففرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان فقال تعالى
 اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاصْحَابُ السُّعُوْدِ عَلَيْهِمْ سَلَامٌ وَكَانُوا يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ
 وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَكَانُوا مُتَمَسِّكِيْنَ بِالْحَبْلِ الْعَلِيِّ الَّذِي اُنزِلَ فِي السَّمَاءِ
 الَّذِي يَتَذَكَّرُ اَللّٰهُ بِهِ وَرَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَزِيزٌ عَلِيمٌ
 (وقال تعالى) اِنَّ اللّٰهَ يَدْعُو اِلَى الدِّينِ اَمْنًا لِّجَمْعِهِ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اِلَى الصّٰلِحِيْنَ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
 اَوْلِيَاءُ لَهُمُ الشّٰغُوْرَةُ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُم مِّنَ التَّوْحٰتِ اِلَى الظّٰلِمِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا
 خٰلِدُوْنَ (وقال تعالى) اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا اِلٰهِيْنَ وَالنَّصٰرَةَ اَوْلِيَاءَ

بعضهم أقرلياً وبعضهم يترددون في قلوبهم قائلين فإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
 فترى الذين في قلوبهم مرضٌ يسارعون فيهم يقولون نخشى أن تصيبنا دائرة فأنسى
 الله أن يأتي بالفتح وأمر من عباده فيصيحوا على ما أسروا في أنفسهم ناديين ويقولون
 الذين آمنوا هؤلاء الذين أقسموا بالله جهد أيمانهم أنهم لبعكم بحطت أعبالهم
 فما أصبحوا خاسرين يأتى الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتى الله بقوم
 يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين أعززة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا
 يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم إنما وليكم الله
 ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة وهم راكعون ومن
 ينول الله ورسوله والذين آمنوا فإن حرب الله هو الغالبون (وقال تعالى) هنالك
 الولاية لله الحق هو خير ثواباً وخير عقاباً وذكر أولياء الشيطان (فقال تعالى) فإذا
 قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم انه ليس له سلطان على الذين آمنوا
 وعلى ربهم يتوكلون إنما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون (وقال
 تعالى) الذين آمنوا يقاتلون في سبيل الله والذين كفروا يقاتلون في سبيل لظالمين
 فقاتلوا أولياء الشيطان ان كيد الشيطان كان ضعيفاً (وقال تعالى) واذ قلنا للملائكة
 اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس كان من الجن ففسق عن أمر ربه افتمخذلونه و
 ذريته أولياء من دونهم لكم عدو وبئس للظالمين بدلاً (وقال تعالى) ومن يتمخذل
 الشيطان ولياً من دون الله فقد خسر خسراناً مبيناً (وقال تعالى) الذين قال لهم
 الأيس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم إيماناً وقالوا حسبنا الله و
 نعم الوكيل فأنقلبوا بعدة من آله وفضل له بميسهم سوءاً وشعوا رضوان الله و
 الله ذو فضل عظيم إنما ذاكم الشيطان يحوف أولياءه فلا تخافوهم وخافون ان
 كنتم مؤمنين (وقال تعالى) ان جعلنا الشياطين اولياء للذين لا يؤمنون لولا
 فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباءنا الى قوله انهم لبعكم بحطت اعبالهم اولياء
 من دون الله ويحسبون انهم مهتدون (وقال تعالى) وان الشياطين ليوحون الي
 اوليائهم ليعادلوكم (وقال الخليل عليه السلام) يا ابت انى اخاف ان تمسك عذاب من
 الرحمن فتكون للشيطان ولياً (وقال تعالى) يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم

اولياء ملة نون اليهم بالمودة الايات الى قوله انك انت العزيز الحكيم **فصل** واما
 هرون ان الناس بهم اولياء الرحمن واولياء الشيطان فيجب ان يفرق بين هؤلاء
 وهؤلاء كما فرق الله ورسوله بينهم افا اولياء الله هم المؤمنون المتقون كما قال
 الله تعالى الا ان اولياء الله الا خوفٌ عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون
 وفي الحديث الصحيح الذي رواه البخاري وغيره عن ابي هريرة رضي الله تعالى
 عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في قول الله من هادي الى وليا فقد اهدى الى
 بالمحاربة او فقد اذنته بالحرب وما تقرب الي عبدي بمثل ادعاء ما افترضت عليه
 ولا نزال عبدي يتقرب الي بالتواضع حتى احبه فاذا احبته كنت بعبده الذي يسمع به
 ويصبره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبى يسمع وبى
 يبصر وبى يبطش وبى يمشي واثن سألني لا طيبته واثن اسألتني لا يجذبه ما تروى
 عن النبي انا فاعله نزلت في من حضر نفس عبدي لمؤمن يكره الموت واكره مسأله
 لا بد له منه وهذا هو حديث يروى في اولياء ذبيح النبي صلى الله عليه وسلم
 انه من عادي وليا الله فقد بارز الله بالمحاربة وفي حديث اخر قال لا اذ الا اولياء
 كما يثار الليث الحربى اخذ ثاره ممن عاداهم كما ياخذ الليث الحرب ثاره وهذا
 لان اولياء الله هم الذين امنوا ووالوه فاجتوا ما يحبوا والبغضوا ما يبغضوا بما
 يرضى وسخطوا بما يبغضوا وامروا بما يامرون ونهوا عما نهى اعطوا لمن يحب ان يعطى ومنعوا
 من يجب ان يمنع كما في الترمذي وغيره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال وثق العرش
 في الايمان المحب في الله والبغض في الله وفي حديث اخر رواه ابو داود قال ومن
 احب الله وابغض الله واعطى الله ومنع الله فقد استكمل الايمان والولاية ضد
 العداوة واصلى الولاية المحبة والقرب واصلى العداوة والبغض والبعد وقد قيل
 ان الولي سمي وليا من موالاته للطاعات اى متابعتها لها ولا اول اصم والولي القريب
 فيقال هذا الى هذا اى يقرب منه ومنه قوله صلى الله عليه وسلم الحقوا القربى
 باهنا فما ابقت القربى فلاولى رجل ذكر اى لا قرب الى الميت وفكده
 بلفظ الذكر لبيان انه حكم يختص بالذكور ولا يشترك فيها الذكور ولا ذوات كمال
 في الزكوة فابن ليون ذكر فانا كان ولي الله هو الموافق المتابع له فيما يجتهد ويرضاه

ويغضه ويخطه ويامر به وينهى عنه كان المعادى لوليته معاديا له كما قال تعالى لا تتخذوا
 عدوى وعدوكم اولياء تلحقون اليهم بالموودة فمن عادى اولياء الله فقد عادى الله ومن
 عاداه فقد عاداه قل هذا اقل من عادى لي وليا فقد بارزني بالمحاربة وفضل الله لي الله
 هم انبياءه وفضل بنيائه هم المرسلون منهم وفضل المرسلين اولوا العزم نوح وابراهيم
 وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم قال تعالى اشرع لكم من الدين ما سقى
 يبر نوحا والذى احببنا اليك وما وصيتنا براهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين
 ولا تتفرقوا فيه وقال تعالى واذا اخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وابراهيم
 وموسى وعيسى ابن مريم واخذنا منهم ميثاقا غليظا اليسال الصادقين عن صلاتهم
 واحل للكافرين عذابا اليمارا وفضل ولي العزم محمد صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين و
 امام المتقين سيد ولد آدم وامام الانبياء اذا اجتمعوا وخطيبهم اذا وفدوا واصحاب
 المقام المحمود الذى يغبط به الاقربون والاخرون وصاحب لوا الحول صاحب الكوض
 المورود وشفيع الخلائق يوم القيمة وصاحب الوسيلة والفضيلة الذى بعثه الله بفضله
 كتبه وشرعه افضل شرا ثم دينه وجعله متخير امته اخرجت للناس وجمع له ولائته
 من الفضائل والمحاسن ما فرقه فيمن قبلهم وهم اخلاصهم خلقا واولى الامم بعثا كما قال
 صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح نحن الاخرون السابقون يوم القيمة بيده انهم
 اتوا الكتاب من قبلنا واوتيناها من بعدهم فهذا اليومم الذى اختلفوا فيه يعنى يوم
 الجمعة فهذا انا الله له الناس لنا تبع فيده غدا لليهود وبعده غدا للنصارى وقال صلى
 الله عليه وسلم انا اول من تشق عنه الارض وقال صلى الله عليه وسلم انا اول من يلقى الله
 فاستقم فيقول الخازن من انت فاقول انا محمد فيقول بك امرت ان لا اقاتم لاحد
 قبلك وفضل الله صلى الله عليه وسلم وفضل مثل امتك كثيرة ومن حين بعثه الله جعله الله
 الفارق بين اوليائه وبين عدائه فلا يكون وليا لله الا من امن به وبما جاء به وانبعث
 بالظواهر او من ادعى محبة الله ولايته وهو لم يتبعه فليس من اولياء الله بل من
 خالفه كان من اعداء الله واولياء الشيطان قال تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني
 يحبكم الله قال الحسن البصرى حبه الله ادعى قوم انهم يحبون الله فاسرك الله هذه الاية
 محبة الله بين الله فيها ان من اتبع الرسول فان الله يحبهم ومن ادعى محبة الله

ولم يتبع الرسول صلى الله عليه وسلم فليس من اولياء الله ولا يكون من اولياء الله ان
كان كثير من الناس يظنون في انفسهم اوفي غيرهم انهم من اولياء الله ولا يكونون من
اولياء الله فاليهود والنصارى يدعون انهم اولياء الله واحباوه (قال تعالى) قل فلم
يعذبكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق الآية (وقال تعالى) وقالوا لن يدخل الجنة الا من
كان هودا او نصارى تلك امايتهم الى قوله ولا هم يحزنون وكان مشركوا العرب يدعون
انهم اهل الله اسكناهم مكة ومجاورتهم البيب وكانوا يستكبرون به على غيرهم كما قال
تعالى قد كانت اياتي تنزل عليكم فكنتم على اعقابكم تكفرون مستكبرين به سامرا
تجيرون (وقال تعالى) واذا مكرت اياتك الذين كفروا يثبتونك او يقتلوك الى اولادهم يجحدون
عن المسجد الحرام وما كانوا اولياءه الا المتقون فبين سبحة انان المشركين ليسوا
اولياءه ولا اولياء بيته فما اولياءه المتقون وثبت في الصحيحين (عن عمر بن العاص
رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جها من غير ستر ان ال
فلان ليسوا باولياء يعني طائفة من اقرارها اولياء الله وصالح المؤمنين وهذا
موافق لقوله تعالى فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين هو من كان صالحا
من المؤمنين وهم المؤمنون المتقون اولياء الله ودخل في ذلك ابو بكر وعمر وعثمان
وعلى وسائر اهل بيعة الرضوان الذين باعوا تحت الشجرة وكانوا اربعة مائة وكرهم
في الجنة كما ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا يدخل النار احد بايع
تحت الشجرة ومثل هذا الحديث الاخران اولياء المتقون من كانوا اوصيت كانوا كما ان من
الكفار من يدعى انه روى الله وليس ليابل عدوله فكذلك هو المناقذين الذين يظهرون
الاسلام يفترون في الظاهر ثم يهتدون الى الاية الله وان محمد رسول الله والله من كل شيء
الاشد من الخلق الذين لا يشعرون ويعتقدون في الدارين ما يناقض ذلك مثل ان لا
يقروا في الباطن بان رسول الله وانما كان ملكا مطاعا اساس الناس بربهم من جنس
غيره من الملوك ويقولون انه رسول الله الى الامميين دون اهل الكتاب كما يقوله
كثير من اليهود والنصارى ويقولون انه مرسل الى عامة الخلق وان الله اولياء
خاصة لم يرسل اليهم ولا يحتاجون اليه بل لهم طريق الى الله من غير حجت كما كان
الحضر مع موسى اوانهم يلخذاون عن الله كلما يحتاجون اليه ويتفنون به

من غير واسطة وان مرسل بالشرع الظاهرة وهم موافقون له فيها واما الخفائيق
الباطنة فلم يرسل بها اولئك يعرفها او هم اعرف بها عندنا ويعرفونها مثل ما يعرفها
من غير طريقتة وقد يقول بعض هؤلاء ان اهل لصفته كانوا مستغنين عنه ولم يرسل
اليهم ومنهم من يقول ان الله اوحى الى اهل لصفته في الباطن ما اوحى اليه ليلسة
المعراج فصار اهل لصفته بمنزلة هؤلاء من فرط جهلهم لا يعلمون ان الاسراء كان
بمكة كما قال تعالى سبحان الذي اسرى بعبدك ليذم من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى
الذي باركت له واثابته لصفته لم تكن الا بالمدينة وكانت صفته في شمال مسجد وصلى
الله عليه وسلم ينزل بها الغرباء الذين ليس لهم اهل واصحاب يتزلون عندهم فان اوحى
كانوا يهاجرون الى النبي صلى الله عليه وسلم الى المدينة فمن امكنه ان ينزل في مكان
نزل به ومن تعذر ذلك عليه نزل في المسجد الى ان يتيسر له مكان ينتقل ليدولم يكن
اهل لصفته ناسا باعيانهم يلازمون الصفته بل كانوا يقتلون تارة ويكثرون اخرى وقيم
الرجل بما زمانا ثم ينتقل منها والذين ينزلون بهم من جنس سائر المسلمين لم يزل
مؤتية في علم ولا دين بل فيهم من ارتد عن الاسلام وقتله النبي صلى الله عليه وسلم
كالعربيتين الذين اجتروا المدينة استوخموها فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم
بقتل اى ابل لها ابن وامرهم ان يشربوا من ابوالها والباها فلما صحروا قتلوا القاحي و
استاقوا الذود فامرسل النبي صلى الله عليه وسلم في طلبهم فاقى بهم فامر بقطع ايديهم و
ارجلهم وسمرت احينهم وتركهم في الحرة ليستسقون فلا يسقون وجل يثيم في المصعبين
من حديث انس وفيما هم نزلوا الصفه وكان ينزلها مثل هؤلاء ونزلها من خيا مسا
المسلمين سعد بن ابى وقاص وهو افضل من نزل بالصفه ثم انتقل عنها ونزلها ابو
عربدة وغيره وقد جمع البرهيد اللطخ السلمي تاريخ من نزل الصفه رواها الاضاح فلم يكونوا
من اهل لصفته وكذلك كما بلاءها جرين كابي بكر وعمر وعثمان وعلي وطائفة والذين
عهد اللطخ بن عوف والى عبيدة وغيرهم لم يكونوا من اهل لصفته وتروى انه كان
بها اعلام للمخينة بن شعبه ملك النبي صلى الله عليه وسلم قال هذا واحد من السبعة وهذا
الحديث كذب باتفاق اهل العلم وان كان قد رواه ابو نعيم في الحلية وان اكل حديث
يروى عن النبي صلى الله عليه وسلم في عدة الاولياء والابدال والنجباء والاولاد والقطاب

مثل ربيعة وسبعة واثنى عشر واربعين اوسبعين او ثلثا مائة وثلاث مائة وثلاثة
 عشر والقبط لو احد فليس في ذلك شيء صحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم
 ينطق السلف بشي من هذه الالفاظ الا بلفظ الابدال وروى فيهم حديث انهم اربعون
 رجلا واتهم بالشام وهو في المسند من حديث علي كرم الله وجهه وهو حديث منقطع
 ليس بثابت ومعلوم ان عليا ومن معه من الصحابة كانوا افضل من معاوية ومن
 معه بالشام فلا يكون افضل للناس في عسكره معاوية دون عسكر علي وقد اخرجنا
 في الصحيحين عن ابى سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال تمرق ملاقة من اهل
 علي حين فرت من المسلمين يقتلهم اولى الطائفتين بالحق وهو لا علم له بالخروج
 الحرة والذين مرقوا لما حصلت الفارقة بين المسلمين في خلافة علي فقتلهم علي
 بن ابي طالب واصحابه فدل هذا الحديث الصحيح على ان علي بن ابي طالب اولى بالحق
 من معاوية واصحابه وكيف يكون الابدال في ادنى الصكرين دون اعدائهما و
 كذلك ما يرويه بعضهم عن النبي صلى الله عليه وسلم انه لما شد من شد شعير
 لقد لسعته جثة الكوكبي فطبيب لها ولا راق الا الحبيب الكاشف به فناء
 رقبتي ونرياتي وان النبي صلى الله عليه وسلم تواجد حتى سقطت البردة عن كتفه فانه
 كذب باتفاق اهل العلم بالحديث والكذب منه ما يرويه بعضهم انه مرق ثوبه و
 ان جبريل اخذ قطعة منه فعلقها على العرش فهذا وامثاله مما يعرف اهل العلم في
 المعرفة برسول الله صلى الله عليه وسلم انه من اظهر الاحاديث كذبا عليه صلى الله عليه
 وكذلك ما يروونه عن عمر رضى الله عنه انه قال كان النبي صلى الله عليه وسلم والبوكر
 يتحدثان وكنت بينهما كالزبجي وهو كذب موضوع باتفاق اهل العلم بالحديث المقصود
 هنا انه فيمن يُقر برسالة العامة في الظاهر ومن يعتقد في الباطن ما يناقض ذلك فيكون
 منافقا وهو في نفسه وامثاله انهم اولياء الله مع كفرهم في الباطن بما جاز به رسول الله صلى
 الله عليه وسلم اما عناد او اما جهلا كما ان كثير من النصارى واليهود يعتقدون انهم
 اولياء الله وان محمدا رسول الله لكن يقولون انما ارسل الى غير اهل الكتاب وانه لا
 يجب علينا اتباعه لانه ارسل الينا رسلا قبله فهو لا يكلهم كفارهم انهم يعتقدون في
 طائفتهم انهم اولياء الله وانما اولياء الله الذين وصفهم الله تعالى بولايتهم بقوله

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون ولا يد في
 الايمان من ان يؤمن بالله وملكه وكتبه ورسوله واليوم الآخر ويؤمن بكل رسول رسله
 الله وكل كتاب انزل الله كما قال تعالى قولا امة بالله وما انزل اليها وما انزل الي ابراهيم
 واسماعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وما اتى موسى وعيسى وما اتى النبيون من
 ربهم لا تفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون فان ادنو ايمثل ما امة انتم به فقد اهدوا
 وان تولوا فانما هم في شقاق فسيكفيكم الله وهو السميع العليم وقال تعالى من الرسل
 بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملكه وكتبه ورسوله لا تفرق بين احد
 من رسله الى اخر السورة وقال في اول السورة الحمد ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى
 للمتقين الذين يؤمنون بالغيب يقيمون الصلوة وهم انفقوا هم ينفقون والذين
 يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم
 واولئك هم المفلحون فلا بد في الايمان من ان تؤمن ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم
 النبيين لا نبي بعده وانه الله ارسله الى جميع الثقليين المجن والانس فكل من لم يؤمن
 بما جاء به فليس بمؤمن فضلا عن ان يكون من اولياء الله المتقين ومن امن ببعض
 ما جاء به وكفر ببعض فهو كافر ليس بمؤمن كما قال الله تعالى ان الذين يكفرون بالله ورسوله
 يريدون ان يفرقوا بين الله ورسوله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض يريدون ان
 يتخذوا بين ذلك سبيلا اولئك هم الكافرون حقا واعتدنا للكافرين عذابا مهيدا والذين
 امنوا بالله ورسوله ولم يفرقوا بين احد منهم اولئك سوف يؤتيهم اجرهم وكان الله
 غفورا رحيما ومن الايمان به بائنا الواسطة بين الله وبين خلقه في تبليغ امره ونهييه و
 وعده ووعيداه وحلاله وحرامه والحلال ما احل الله ورسوله والحرام ما حرم الله
 ورسوله الذين ما شرع الله ورسوله صلى الله عليه وسلم فمن اعتقد ان لاحد من الاولياء
 طريقا الى الله من غير متابعتي محمد صلى الله عليه وسلم فهو كافر من اولياء الشيطان واما خلق
 الله تعالى اللذان رزقا ياهموا اجابته لهما ثم رزقا ياهموا رزقا ياهموا رزقا ياهموا رزقا ياهموا
 غير ذلك من جلب المنافع ودرء المضار فهذا الله وحده يفعل بما يشاء من الاسباب لا
 يدخل في مثل هذا واسطة الرسل ثم لو بلغ الرجل في الزهد والعبادة والعلم ما يبلغ
 ولم يؤمن بجميع ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم فليس بمؤمن ولا ولي الله تعالى

كالأجبار والرهبان من علماء اليهود والنصارى وعبادهم وكذلك المنسبين إلى العلم والعبادة
 من المشركين مشركي العرب والترك والهند وغيرهم ممن كان من حكماء الهند والترك و
 له علم وزهد وعبادة في دينه وليس مؤمناً بجميع ما جاء به فهو كافر بالله وإن ظن
 طائفة أنه ولي الله كما كان حكماء الفرس من الجوس كفتاراجوسا وكان لك حكماء اليونان
 مثل ارسطو وامثاله كانوا مشركين يعبدون الأصنام والكواكب وكان ارسطو قبل مسيحه
 عليه السلام بثلاثمائة سنة وكان وزيراً لاسكندر بن فيلبس لمقدوني وهو الذي تورخ
 له تواريخ الروم واليونان وتورخ به اليهود والنصارى وليس هذا هو الذي تورخ
 ذكره الله تعالى في كتابه كما يظن بعض الناس إن ارسطو كان وزيراً الذي القرنين لما
 رأوا أن ذلك اسم الاسكندر وهذا قد يسمى بالاسكندر ظنوا أن هذا إذا كان كما يظنه
 ابن سينا وطائفة معه وليس الأمر كذلك بل هذا الاسكندر المشرك الذي قد كان ارسطو
 وزيره متأخراً عن ذلك ولم يكن هذا السور ولا وصل إلى بلاد الجوج وما جوج وهذا
 الاسكندر الذي كان ارسطو من وزراءه يورخ له تاريخ الروم المعروف وفي اصناف
 المشركين من مشركي العرب ومشركي الهند والترك واليونان وغيرهم من له اجتهاد في العلم
 والزهد والعبادة ولكن ليس بمتبع للرسول ولا مؤمن بما جاء به ولا يصداقهم فيما أخبروا
 به ولا يطيعهم فيما أمروا فهو لا يليقوا بمؤمنين ولا أولياء الله وهو لا تقترن بهم الشياطين
 وتنزل عليهم فيكاشفون الناس ببعض الامور ولهم تصرفات خارقة من جنس
 السحر وهم من جنس الكهاتان والسحرة الذين تنزل عليهم الشياطين قال الله تعالى هل
 أنبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل فاك أثيم يلقون السمع وأكثرهم كاذبون
 وهو لا جميعهم الذين ينتسبون إلى المكاشفات وخوارق العادات اذ لم يكونوا متبعين
 للرسول فلا بد أن يكن يواو تكن بهم شياطينهم ولا بد أن يكون في اعمالهم ما هو الخسر
 فجوز مثل نوع من الشرك والظلم او الفواحش والغلو والبدع في العبادة ولهذا تنزلت
 عليهم الشياطين واقترنت بهم فصلا وامن اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن قال الله
 تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطاناً فهو له قرين وذكر الرحمن هو الذكر
 الذي بعث به رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم مثل لقمان فمن لم يؤمن بالقران و
 يصدق خبره ويعتقد وجوب امره فقد اعرض عن نقيض للشيطان فيقاتل به

قال الله تعالى وهذا اذ كرمهاوك انزلناه (وقال تعالى) ومن اعرض عن ذكرى فان له
 معيشة ضنكا ونحشرة يوم القيمة اعلمى قال رب لم تحشرتنى اعلمى وقد كنت بصيرا قال
 كذلك اتتك اياتنا فنسيتها وكذلك اليوم تنسى فدل ذلك على ان ذكره هو اياته التى
 انزلها ولهذا التذكير الرجل لله سبحانه وتعالى دائما ابدا ونهايا مع غاية الزهد وعبيده
 مجتهدا فى عبادته ولم يكن متبعاً للذکر الذى انزله وهو القلان كان من اولياء الشيطان
 ولو طار فى الهوى او مشى على الماء فان الشيطان يحمله فى الهوى وهذا اميسوط فى
 غير هذا الموضوع **فصل** ومن الناس من يكون فيه ايمان وفيه شعبة من نفاق
 كما جاء فى الصحيحين عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وآله
 انه قال اربع من كن فى كان منافقا خالصا ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة
 من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان واذا
 عاهد عدا **روى فى الصحيحين ايضا** عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه
 وسلم انه قال لا ايمان بضع وستون او بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله و
 ادناها امانة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان فبين النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم ان من كان فيه خصلة من هذه الخصال فبها خصلة من النفاق حتى يدعها
 وقد ثبت فى الصحيحين انه قال لا يذرى وهو من خيار المؤمنين انك امرأ نيك
 جاهلية فقال يا رسول الله اعلى كبرستى قال نعم وثبت فى الصحيحين عندنا قال اربع
 فى امتى من امر الجاهلية الفخر فى الاحساب والطعن فى الاحساب والنياحة على الميت و
 الاستسقاء بالنجوم **وفى الصحيحين** عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى
 الله عليه وسلم ان فقال اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن
 خان **وفى صحيح مسلم** وان حمام وصلى وزعم انه مسلم وذكر البخارى عن ابن ابي مليكة
 قال ادلت ثلاثين من اصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم كلهم ينجون النفاق على
 نفسه وقد قال الله تعالى وما اصابكم يوم التقى الجمعان فباذن الله وليعلم المؤمنين
 وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا فالتوا فى سبيل الله او ادفعوا قالوا لو تعلم قبالا
 لا تبعنا لكم **الكفر يومئذ** اقرب منهم للايمان فقد جعل هؤلاء الى الكفر اقرب
 منهم للايمان فعلم انهم مخلطون وكفرهم اقوى وغيرهم يكون مخلطا و

ايماننا قوی واذا كان اولياء الله هم المؤمنون المنتقون فبحسب ايمان العبد وتقواه تكون
 ولايته لله تعالى فمن كان اكمل ايماناً وتقوى كان اكمل ولايته لله تعالى فالناس متفاضلون
 في ولايته الله عز وجل بحسب تفاضلهم في الايمان والتقوى وكذلك يتفاضلون
 في عداوة الله بحسب تفاضلهم في الكفر والتفارق قال الله تعالى واذا ما انزلت سورة
 فمنهم من يقول ايكمر زادته هذه ايماناً فاما الذين امنوا فزادتهم ايماناً وهم يستبشرون
 واما الذين في قلوبهم مرض فزادتهم رجساً الى رجسهم وما تواراهم كافرون (وقال
 تعالى) انما النسيء زيادة في الكفر وقال تعالى والذين اهتدوا زادهم هدى واتاهم
 تقواهم (وقال تعالى في المنافقين) في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضاً فبين سبحانه
 وتعالى ان الشخص الواحد قد يكون في ذمته من ولاية الله بحسب ايمانه وقد يكون
 فيه قسطاً من عداوة الله بحسب كفره ونفاقه وقال تعالى ويزداد الذين امنوا
 ايماناً وقال تعالى ليزدادوا ايماناً مع ايمانهم **فصل** واولياء الله على طبعين
 سابقون مقربون واصحاب يمين مقتصدون ذكرهم الله في عدة مواضع من
 كتابه العزيز في اول سورة الواقعة واخرها وفي سورة الانسان والمطففين وفي سورة
 الفجر فانه سبحانه وتعالى ذكر في الواقعة القيمة الكبرى في اولها وذكر القيمة الصغرى
 في اخرها فقال في اولها اذا وقعت الواقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة اذا
 رجت الارض رجاً وليست الجبال بساً فكانت هباءً منبثاً وكنتم ازواجاً ثلاثاً واصحاب
 اليمين ما اصحاب اليمين واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون
 اولئك المقربون في جنات التعيم ثلثة من الاولين وقليل من الاخرين
 فهذا التقسيم الناس اذا قامت القيمة الكبرى التي يجمعها الله فيها الاولين والاخرين
 كما وصف الله سبحانه ذلك في كتابه في غير موضع ثم قال تعالى في اخر السورة
 فلولا اى فهلا اذا بلغت المحقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم
 ولكن لا تبصرون فلولا ان كنتم غير مدبين نرجو انها ان كنتم صادقين فاما
 ان كان من المقربين فروح وريحان وجنت نعيم واما ان كان من اصحاب
 اليمين فسلام لك من اصحاب اليمين واما ان كان من المكذبين الضالين فغزل
 من جميم وتصلية حجيم ان هذا هو حق اليقين فاستمع باسم ربك العظيم (وقال

تعالى في سورة الانسان انا هديناك للنسبيل اما شكركم انا انما اعدنا للكافرين سلسل
واغلا وسعيرات الابرار شربون من كاس كان مزاجها كافورا عينا يشرب بها عباده
الله يفجرونها تفجيرا يوقون بالذنر ويخافون يوما كان شره مستطيرا وليطعمون
الطعام على جبه مسكينا وبيما واسيرا انما يطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء و
لا شكورا انا نخاف من ربنا يوما عبوسا قمطريرا فوقهم الله شر ذلك اليوم ولقهم
نضرة وسرورا وجزاهم بما صبروا جنة وحريرا الايات **وكن لك** ذكر في سورة
المطففين فقال كلا ان كتاب الفجر لفي سجين وما ادراك ما سجين كتاب مرقوم
ويل يومئذ للمكذب بين الذين يكذبون بيوم الدين وما يكذب به الا كل معتد
اثيم اذا تتلى عليه ايتنا قال اساطير الاقايين كلاب بل ان على قلوبهم ما كانوا
يكسبون كلا انهم عن ربهم يومئذ لجوبون ثم انهم لصالوا بحميم ثم يقال هذا الذي
كنتم به تكذبون كلا ان كتاب الابرار لفي عليين وما ادراك ما عليون كتاب مرقوم
يشهد المقرءون ان الابرار لفي نعيم على الارائك ينظرون تعرف في وجوههم
نضرة النعيم يسقون من رحيق مختوم ختام مسك وفي ذلك فليتنافس المتنافسون
ومزاج من تسنيم عينا يشرب بها المقرءون وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما
وغیره من السلف قالوا يمزج اصحاب اليمين مزجا ويشرب بها المقرءون صرنا وهو كما
قالوا فانه تعالى قال يشرب بها ولم يقل يشرب منها لانه ضمن ذلك قوله يشرب يعنى
يروى بها فان الشارب قد يشرب ولا يروى فاذا قيل يشربون منها المراد على الرى
فاذا قيل يشرب بها كان المعنى يروون بها فامقرءون يروون بها فلا يحتاجون معها
الى ما دونها فلهذا يشربون منها صرنا فاجلاد اصحاب اليمين فانها مزجت لهم مزجا وهو
كما قال تعالى في سورة الانسان كان مزاجها كافورا عينا يشرب بها عباده الله يفجرونها
تفجيرا فعباد الله هم المقرءون في تلك السورة وهذا الجزء من جنس
العمل في الخير والشر كما قال النبي صلى الله عليه وسلم من نفس عن مؤمن كربة من كرب
الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيمة ومن يشر على معسر يسر الله عليه في الدنيا
والآخرة ومن ستر مسلما ستره الله في الدنيا والآخرة والله في عون العبد ما كان العبد
في عون اخيه ومن سلك طريقا يلتمس فيه اهلا سهل الله له طريقا الى الجنة

وما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسون بينهم الا نزلت
عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة وذكرهم الله فيمن عنده ومن
بطأ بعمله لم يسرع به نسبه رواه مسلم في صحيحه وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ان
يرحمهم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء قال الترمذي حديث صحيح
وفي الحديث الاخر الصحيح الذي في السنن يقول الله تعالى انا الرحمن خلقت الرحمن وثققت
له اسما من اسمي فمن وصلها وصلته ومن قطعها قطعته وقال من وصلها وصله الله ومن
قطعها قطع الله ومثل هذا كثير واولياء الله تعالى على نوعين مقرَّبون واصحاب
يمين كما تقدم وقد ذكر النبي صلى الله عليه وسلم عمل المقسمين في حديث لا ولاء فقال
يقول الله تعالى من عادى لي وليا فقد اذى بالحق ما يقرب الي عبدي بمثل اداء
ما افترضته عليه ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبته فاذا احبته كتبت له
يسمعه ويصومه الذي يبصره ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فالا يراى اصحاب
اليمين هم المقرَّبون اليه بالفرائض يفعلون ما اوجب الله عليهم ويتركون ما حرم الله
عليهم ولا يكافون انفسهم بالمندوبات ولا الكف عن فضول المباحات واما السابقون
المقرَّبون فتقربوا اليه بالنوافل بعد الفرائض ففعلوا الواجبات والمستحبات وتركوا
المحرمات والمكروهات فلما تقربوا اليه بجميع ما يقدرون عليه من محبوباتهم احبهم الرب
حياتا كما قال تعالى ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبته يعنى الحب المطلق
كقوله تعالى اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب
عليهم ولا الضالين اى انعم عليهم لانعام المطلق التام المذكور في قوله تعالى ومن
يطعم الله والرسول قاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين وحن اولئك رفيقا فهو الا المقربون صارت المباحات في حقهم طاعات
يتقربون بها الى الله عز وجل فكانت اعمالهم كلها عبادات الله فشرعوا صراطا كما عملوا له
صرفا والمقتصدون كان في اعمالهم ما فعلوه لنفوسهم فلا يعاقبون عليه ولا يثابون عليه
فالم يشروا صراطا بل مزج لهم من شراب المقرَّبين بحسب ما مزجوه في الدنيا ونظيره هذا
القسام الانبياء عليهم السلام الى عبد رسول ونبي ملك وقد خيرا الله سبحانه محمد
صلى الله تعالى عليه وسلم بين ان يكون عبدا رسول بين ان يكون نبيا ملكا فاختار

ان يكون عبدا رسولاً فالنبي الملك مثل داود وسليمان ونحوهما عليهما الصلوة والسلام
قال الله تعالى في قصة سليمان الذي قال رب اغفر لي وهب لي ملكا لا ينبغي لاحد من
بعدي انتك انت الوهاب فمخزوماه التريم تجرى بامر رعاء حيث اصاب والشياطين
كل بناء وخواص واخرين مقرنين في الاصفاد هذا اعطاه وانا ممن اوامرك بغير
احساب اى اعط من شئت واحرم من شئت لاحباب عليك فالنبي الملك يفعل ما فرض
الله عليه ويترك ما حرم الله عليه ويتصرف في الولاية والمال بما يحبه ويختار من
غير اثم عليه واما العبد الرسول فلا يعطى احدا الا بامر ربه ولا يعطى من يشاء ويحرم
من يشاء بل يعطى من امر ربه باعطائه ويوتى من امره ربه بتوليته فاعماله كلها عبادات
لله تعالى كما في صحيح البخاري عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال اتى والله لا اعطى احدا ولا منع احدا انما انا قاسم اصنع حيث امرت ولهذا
يضيف الله الاموال الشرعية الى الله والرسول كقوله تعالى قل لا نقال لله والرسول وتو
تعالى وما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرسول وقوله تعالى واعلموا انما غنمتم
من شئ فان لله خمس وللرسول ولهذا كان اظهر اقوال العلماء ان هذه الاموال تصرف
فيما يحب الله ورسوله بحسب اجتهاد وتولى الامر كما هو مذهب مالك وغيره من السلف
ويذكره اربعة عن احمد وقد قيل في الخمس انه يقسم على خمسة كقول الشافعي واحمد في
المعروف عند قيل على ثلاثة كقول ابي حنيفة رضى الله تعالى والمقصود هنا ان العبد للرسول
هو افضل من النبي الملك كما ان ابراهيم وموسى وعيسى ومحمد عليهم الصلوة والسلام
افضل من يوسف وداود وسليمان عليهم السلام كما ان المقربين السابقين افضل من
الابرار الاحباب اليمين ليسوا مقربين سابقين فمن ادى ما اوجب الله عليه فعل من المباحات
ما يحب فهو من هؤلاء ومن كان اثم يفعل ما يحب الله ويرضاه ويقصد ان يستعين بما ايجله على
امن الله فهو من اولئك **فصل** وقد ذكر الله تعالى اولياءه المقتصدين والسابقين في سورة
فاطر في قوله تعالى ثم اوردنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد
وفهم سابق بالخيرات باذن الله ذلك هو الفضل الكبير جبات عدي يدخلونها يجنون
فيها من اساور من ذهب ولؤلؤا ولباسهم فيها حرير وقالوا الحمد لله الذي اذهب عنا
الحزن ان ربنا لغفور شكور الذي احلنا دارالمقامات من فضله لا يسئ فيها نصب ولا يمسنا

فيها الغوب لكن هذه الاصناف الثلاثة في هذه الامة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة
 كما قال تعالى ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد
 ومنهم سابق بالخيرات باذن الله ذلك هو الفضل الكبير وامة محمد صلى الله عليه وسلم
 هم الذين اورثوا الكتب بعد الامم المتقدمة وليس ذلك مختصا بحفاظ القرآن بل كل من
 امن بالقران فهو من هؤلاء وقسمهم الى ظالم لنفسه ومقتصد وسابق بخلاف الايات التي في
 الواقعة والمطففين والافتار فانه دخل فيها جميع الامم المتقدمة كافرهم ومؤمنهم وهذا
 التقسيم لامة محمد صلى الله عليه وسلم فالظالم لنفسه اصحاب الذنوب المصرون عليها
 ومن تاب من ذنباى ذنب كان توبة صحيحة لم يخرج بذلك عن السابقين والمقتصد المؤدى
 للقران المحبتن للمحرم والسابق للخيرات هو المؤدى للقران المؤدى للمنافع كما في تلك الايات ومن تاب
 من ذنباى ذنب كان توبة صحيحة لم يخرج بذلك عن السابقين والمقتصد من كما في قوله تعالى
 وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنت عرضها السموات والارض اعدت للمتقين الذين ينفقون في السراء
 والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين والذين اذا فعلوا فاحشة
 او ظموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا والذنوب الا الله ولم يصروا على
 ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الانهار
 خالدين فيها ولعمري العاملون والمقتصد المؤدى للقران المحبتن للمحرم والسابق بالخيرات
 هو المؤدى للقران والنوافل كما في تلك الايات وقوله جنات عدن يدخلونها من
 ابوابها يستدل بها اهل السنة على انه لا يدخل في النار احد من اهل التوحيد. واما دخول كثير من اهل
 الكبار النار فهم انما اتوا توبة بالسنن عن النبي صلى الله عليه وسلم كما نواترت بخروج
 من النار وشفاعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم في اهل الكبار ونحو ذلك من يخرج
 من النار وشفاعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وشفاعة غيره فمن قال ان اهل الكبار
 يدخلون في النار وتأول لا يدخلون السابقين هم الذين يدخلونها وان مقتصدوا والظالم
 لنفسه لا يدخلها كما تأوله من المعتزلة فهو مقابل بتاويل المرجية الذين لا يقطعون بدخول
 احد من اهل الكبار النار ويؤمنون ان اهل الكبار قد يدخل جميعهم الجنة من غير
 عذاب وكلها مخالف للسنة المواترة عن النبي صلى الله عليه وسلم ولا جماع سلف
 الامة وائمة ما ورد على فساد قول الظالمين قول الله تعالى في آيتين من كتابه وهو قوله

قال ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء فاخبر تعالى انه لا يغفر الشرك
 واخباره يغفر ما دونه لمن يشاء ولا يجوز ان يباد بذلك التائب كما يقوله من يقوله من
 المعتزلة لان الشرك يغفره الله لمن تاب وما دونه اشرك يغفره الله ايضا للتائب فعلق
 بالمشيئة ولهذا الما ذكر المغفرة للتائبين قال تعالى قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم
 لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم فهنا تحميم المغفرة
 والاطمئنان ان الله يغفر للعبد اى ذنب منه فمن تاب عن الشرك غفر الله له ومن تاب من ذنبا
 الكبائر غفر الله وائى ذنب تاب العبد منه غفر الله له فحق اية الترتيب تحميم واطلق وفى تلك الاية
 خصص وعلق فخص الشرك بان لا يغفره وعلق ما سواه على المشيئة ومن الشرك التعطيل
 للحالتين وهذا يدل على ساد قول من يجزم بالمغفرة لكل مذنب وينبه بالشرك على ما هو
 اعظم منه كتعطيل الخالق او يجوز ان لا يعذب بذنوبه لو كان كذلك لما ذكر انه يغفر البعض
 دون البعض ولو كان كل ظالم لنفسه وغفورا له بلا توبة ولا حسنات ملحة لم يعلق ذلك با
 المشيئة وقوله تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء دليل على انه يغفر البعض دون البعض فيطل
 التقى والوقف العام **فصل** واذا كان اولياء الله عز وجل هم المؤمنون المتقون في الناس
 يتفاضلون في الايمان والتقوى فهم متفاضلون في ولاية الله بحسب ذلك كما انهم كانوا متفاضلين في الكفر
 المتناق كانوا متفاضلين في عداوة الله بحسب ذلك واصل الايمان والتقوى الايمان برسول الله وجاه
 ذلك الايمان بجاتم الرسل محمد صلى الله عليه وسلم فالايان يترتض من الايمان بجميع كتب الله
 ورسوله واصل الكفر والتناق هو الكفر بالرسل وبما جاءوا به فان هذا هو الكفر الذى يستحق صاحبه
 العذاب فى الآخرة فان الله تعالى اخبر فى كتابه ان لا يعذب حد الا بعد بلوغ الرسالة قال
 الله تعالى وما كنا محدثين حتى نبعث رسولا (وقال تعالى) انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح و
 النبيين من بعده واوحينا الى ابراهيم واسماعيل واسحق ويعقوب والاسباط وعيسى و
 ايوب ويونس هرون وسليمن وايتنا داود وزبور ورسلا قد قصصناهم عليك من قبل
 ورسلا لم نقصصهم عليك وكلم الله موسى تكليما رسلا مبشرين ومنذرين لئلا يكون
 للناس على الله حجة بعد الرسل قال تعالى عن اهل النار انهم كانوا يقولون يا قوم اننا كنا
 نكفر بما نذير قالوا بل قد جاءنا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شئ ان انتم الا نرى ضلالا
 كبيرا فاخبرنا به كلما اتى في النار فوجه اقر وابطانهم سبابهم الذان يوفى ان يوفى فذل ذلك

على ذلك لا يلقى فيها فوج الآمن كذبا لنذير وقال تعالى في خطاب إبليس لا آمن لك بجانك
 وممن تبعك منهم اجتمعين فاجبرناهم على ما يريدون من اتباعنا فإذ املئت بهم لهم
 يدخلها غيرهم فعلم ان لا يدخل لنا الآمن تبع الشيطان وهذا يدل على ان لا يدخلها
 من لا ذنب له فانه ممن لم يتبع الشيطان ولا يمكن من ذنبا وما تقدم يدل على ان لا يدخلها
 الآمن قامت عليه الحجة بالرسول **فصل** ومن الناس من يؤمن بالرسول ايمانا جميلا واما
 الايمان المفصل فيكون قد بلغه كثير مما جاءت به الرسل ولم يبلغه بعض ذلك فيؤمن
 بما بلغه عن الرسل ما لم يبلغه لم يعرفه ولو بلغه لا من به ولو كان امن بما جاءت به الرسل ايمانا
 جميلا فهذا اذا عمل بما علم ان الله امر به مع ايمانه وتقواه فهو من اولياء الله تعالى له من ولاية
 الله بحسب ايمانه وتقواه وما لم تقم عليه الحجة به فان الله تعالى لم يكلفه معرفته ولا ايمان
 المفصل به فلا يعذب به على تركه لكن يفوته من كمال ولاية الله تعالى بحسب ما فاتته من ذلك
 فمن علم بما جاء به الرسول وامن به مفضلا وعمل به واكمل ايمانا وولاية لله ممن لم
 يعلم ذلك مفضلا ولم يعمل به وكلاهما ولي لله تعالى والحجة درجات متفاضلة تفاضلا
 عليهما واولياء الله المؤمنون المتقون في تلك الدرجات بحسب ايمانهم وتقواهم قال الله
 تبارك وتعالى من كان يريد العاجلة حجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصليها
 مذمورا مدحورا ومن اراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم
 مشكورا كذا ثم هو كذا وهو كذا من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا انظر كيف
 فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة اكبر درجات واكبر تفضيلا فبين الله سبحانه وتعالى انه
 يمد من يريد الدنيا ومن يريد الآخرة من عطاءه وان عطاءه ما كان محظورا من يرد
 فاجر ثم قال تعالى انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة اكبر درجات واكبر تفضيلا
 فبين الله سبحانه ان اهل الآخرة يتفاضلون فيها اكثر مما يتفاضل الناس في الدنيا وان
 درجاتها اكبر من درجات الدنيا وقد بينت تفاضل انبياء عليهم السلام كتفاضل سائر
 عبادة المؤمنين فقال تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كمل الله
 رفع بعضهم درجات وايتنا عيسى بن مريم البيت وايدناه بروح القدس وقال تعالى
 ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض والذين اذنا وذنوبنا وفي صحيح مسلم عن ابى هريرة
 رضي الله تعالى عنه عن ابي بصير رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان الله تعالى يحب العبد المؤمن الذي يغتفر له

الله من المؤمن الضعيف وفي كل شيء احوذ على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز وان
 سميتك شي ولا تقبل لوليت فعلت لكان كذا وكذا ولكن قل تقدر الله وما شاء فعل فان لو تفهم عمل
 الشيطان روفى لصحبه من وعن ابى هريرة وعمر بن العاص رضى الله تعالى عنهما عن النبي
 صلى الله تعالى عليه وسلم اذ قال انا اجتهد الحاكم فاصاب فيه اجران واذا اجتهد فخطئ فيه
 اجران وقد قال الله تعالى الا يستوي منكم من اتقى من قبل الفتم وقاتل اولئك اعظم
 نجيحة من الذين اتقوا من بعد وقاتلوا وكلاً وعلالاً للحسنى روقال تعالى الا يستوي
 القاعدون من المؤمنين غير اولئك الضرر والمجاهدون في سبيل الله ياموالهم وانفسهم
 فضل الله انجاهداين باسوان وانفسهم على انا على غير سبيل الله ياموالهم وانفسهم
 الله للمجاهدين على القاعدين اجراً عظيماً درجت منه ومغفرة ربحاً وبان الله غفور
 رحيم روقال تعالى اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله واليوم
 الاخر يامدنى سبيل الله لا يستوون عند الله والله لا يهدي القوم الظالمين الذين امنوا
 اجرهم اجروا يامدنى سبيل الله ياموالهم وانفسهم اعظم درجت عند الله واولئك هم
 المحضرون يبتغونهم ربهم بوجهة منه ورضوان ورجت لهم فيها انعيم مقيم خالدين فيها ابداناً
 اى الله عنده اجر عظيم روقال تعالى امن هو فانت انا الليل ساجداً وقاماً يمدد الاخرة
 ويرجو وجهه قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب
 روقال تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اولوا العلم درجت والله بما تعملون خبير

فصل

وانما كان العبد لا يكون وثياً لله الا اذا كان مؤمناً تقياً لقوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف
 عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون روفى صحيح البخارى الحديث المشهور وقد
 تقدم يقول الله تبارك وتعالى فيه ولا يزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى اجده لا يكون
 مؤمناً تقياً حتى يتقرب الى الله بالفرائض فيكون من الابرار اهل اليمين ثم بعد ذلك
 لا يزال يتقرب بها بالنوافل حتى يكون من السابقين المقربين فمعلم ان بعد امن الكفار و
 المنافقين لا يكون وثياً لله فكذلك من لا يصم ايمانه وعبادته وان قد دانه لا اثم عليه
 مثلاً كغالب الكفار ومن لم تبلغه الدعوة وان قيل نعم لا يعذبون حتى يرسل اليهم رسول فلا
 يكونون من اولياء الله الا اذا كانوا من المؤمنين المتقين فمن يتقرب الى الله لا يفعل الحيات

ولا يترك السيئات لم يكن من اولياء الله وكذلك الهانين ولا لاهل فان النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم قال يرفع القلم عن ثلاثة عن المجنون حتى يفارق وعن الصبي حتى
 يحتلم وعن الثالم حتى يستقنط وهذا الحد يث قد روله اهل السنن من حديث علي
 وعائشة رضي الله تعالى عنها والتفق اهل المعرفة على تلقيه بالقبول لكن الصبي المميز تقم
 عباداته ويثاب عليه عند جمهور العلماء واما المجنون الذي رفع عن القلم فلا تصح شئ من
 عباداته باتفاق العلماء ولا تصح منه ايمان ولا كفر ولا صلوة ولا غير ذلك من العبادات
 بل لا يصح هو عند عامة العقلاء ولا مورال الدنيا كالتجارة والمساغة فلا يصح ان يكون بزازا و
 لا عطارا ولا حادا ولا نجارا ولا تصح عقوده باتفاق العلماء ولا تصح بيعه ولا شراؤه ولا
 نكاحه ولا طلاقه ولا اقراره ولا شهادته ولا غير ذلك من اقواله بل قوله كالمغول يتعلق بها حكم
 شرعي ولا ثواب ولا عقاب بخلاف الصبي المميز فان له اقوالا معتبرة في مواضع بالنص والاجماع
 وفي مواضع فيها نزاع وانا كان المجنون لا يصح منه الايمان ولا التقوى ولا التقرب الى الله
 بالفرائض والتوافل وامتنع ان يكون وليا لله فلا يجوز لاحد ان يعتقد ان ولي لله لا سيما
 ان تكون حجة على ذلك اماما كما شفة سمعها من نوع من تصرف مثل ان يراد قد اشا الى
 واحد فمات او صرع وانه قد علم ان الكفار والمنافقين من المشركين واهل الكتاب لهم
 مكاشفات وتصرفات شيطانية كالكهان والسحرة وعباد المشركين واهل الكتاب
 فلا يجوز لاحد ان يستدل بمجرد ذلك على كون الشخص وليا لله وان لم يعلم منه ما يفتض
 ولاية الله فكيف اذا علم منه ما يناقض ولاية الله مثل ان يعلم انه لا يعتقد وجوب اتباع
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالطه وظاهره بل يعتقد انه يتبع الشرع الظاهر دون الحقيقة
 الباطنة او يعتقد ان لا وليا لله طريقا الى الله غير طريق الانبياء عليهم الصلوة والسلام
 ويقول ان الانبياء ضيقوا الطريق وهم على قدوة العامة دون الخاصة ونحو ذلك مما
 يقوله بعض من يدعى لولاية فهو لا يفهم من الكفر ما يناقض الايمان فضلا عن ولاية الله عز
 وجل فمن اجتمعا يصدر عن احد هم من خرق عادة على ولايتهم كان اضل من اليهود
 والنصارى وكذلك المجنون فان كونه مجنونا يناقض ان يصح منه الايمان والعبادات التي
 هي شوط في ولاية الله ومن كان يعين لحياتا ويفيق احيانا اذا كان في حال فاقتة مؤمنا بالله و
 رسوله ويؤدي الفرائض ويحجب المحارم فهذا اذا جن لم يكن جنونه مانعا من ان يثيبه الله

على إيمانه وتقواه الذي أتى به في حال إفاقته ويكون له من ولايته الله بحسب ذلك وكذلك
 من طرأ عليه الجنون بعد إيمانه وتقواه فإن الله يثيبه ويكسبه على ما تقدم من إيمانه و
 تقواه ولا يحبط به الجنون الذي أتى به من غير ذنب فعلة والقلم مرفوع عنه في حال جنونه
 فعلى هذا فمن أظهر الولاية وهو لا يؤدي الفرائض ولا يجتنب المحارم بل قد يأتي بما يتفق
 ذلك لم يكن لأحد أن يقول هذا أو يتي ذلك فان هذا إن لم يكن مجنوناً بل كان منوطاً من
 غير جنون أو كان يغيب عقله بالجنون تارة ويفيق أخرى وهو لا يقوم بالفرائض بل
 يعتقد أنه لا يجب عليه اتباع الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم فهو كافر وإن كان مجنوناً
 باطناً وظاهراً قد ارتفع عند القلم فهذا وإن لم يكن معاقباً عقوبة الكافرين فليس هو مستحقاً
 لما يستحقه أهل الإيمان والتقوى من كرامات الله عز وجل فلا يجوز على التقديرين أن يعتقد
 في أحد الدولى لله ولكن إن كان له حالة في إفاقته كان فيها مؤمناً بالله متقياً كان له من ولاية
 الله بحسب ذلك وإن كان له في حال إفاقته فيه كفر ونفاق أو كان كافراً أو منافقاً ثم طرأ عليه الجنون فهذا
 فيه من الكفر والنفاق ما يعاقب عليه وخبونه لا يحبط عنه ما يحصل منه حال إفاقته من كفر ونفاق

فصل

وليس لأولياء الله شئ يتميزون به عن الناس في الظاهر من الأمور المباحات فلا يتميزون
 بلباس دون لباس أو أكل كراهي مباحاً ولا بحلق شعر أو تقصير أو ظفره إذا كان مباحاً
 كما قيل كم من صديق في تباؤه وكم من زنديق في عباؤه بل يوجدون في جميع أحوال
 أمة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم إذا لم يكنوا من أهل البدع الظاهرة والخبور فيوجدون
 في أهل القرآن وأهل العلم ويوجدون في أهل الجهاد والسيوف ويوجدون في التجار
 والصناع والزراع وقد ذكر الله تعالى أصدان أمة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم في قوله
 تعالى إن ربك يعلم أنك تقوم أدنى من ثلثي الليل ونصفه وثلثه وطائفة من
 الذين معك والله يقدر الليل والنهار علم إن من تحصى كتاب عليك فأنزل إماماً يتبر
 من القرآن علمان سيكون منكم مرضى وآخرين يضرهم في الأرض يتبخرون من فضل
 الله وآخرون يقاتلون في سبيل الله فاقروا ما تيسر منه وكان السلف يسمون أهل
 الدين والعلم القراء فيدخل فيهما العلماء والنسك ثم حدث بعد ذلك اسم
 الصوفية والقراء هو اسم الصوفية هو نسبة إلى لباس الصوف وهذا هو الصحيح وقد

قيل انه نسبة الى صفوة الفقهاء وقيل الى صوفية بن ادين طاب نجة قبيلة من العرب كانوا
 يعرفون بالنسك وقيل الى اهل الصفة وقيل الى الصفا وقيل الى الصفوة وقيل الى المصنف
 المقدم بين يدي الله تعالى وهذه اقوال ضعيفة فانه لو كان كذلك لقلصت اوصافنا في
 اوصافنا او صفوا او صفوا ولم يقل صوفي وصار ايضا اسم الفقهاء يعني به اهل لسلك وهذا عرفنا
 حدث وقد تنازع الناس فيما افضل مستي الصوفي او مستي الفقير وتنازعون ايضا فيما افضل
 الغنى الشاكر والفقير الصابر وهذه المسئلة فيها نزاع قد ايم بين الجنيد وبين ابي العباس
 بن عطاء وقد روى عن احمد بن حنبل فيها روايتان والصواب في هذا كله ما قال الله
 تبارك وتعالى حيث قال يا ايها الناس اذ خلقناكم من ذكروا نثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا
 ان اكرمكم عند الله اتقاكم وفي الصحيح عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
 سئل اي الناس افضل قال انوارهم قيل بل ليس عن هذا نسألك فقال يوسف بنى الله ابن يعقوب بنى الله
 ابن اسحاق بنى الله ابن ابراهيم خليل الله فليل له ليس عن هذا نسألك فقال عن معادن العرب
 نسألو نبي الناس معادن كعادن الذهب والفضة خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا
 فذل الكتاب الشتان اكرم الناس عند الله اتقاهم وفي السنن عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 انه قال لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاسود على ابيض ولا لابيض على
 اسود الا بالتقوى الناس من ادم وادم من تراب وعنه ايضا صلى الله تعالى عليه وسلم
 انه قال ان الله تعالى اذهب عنكم عتية الجاهلية وفخرها بالاباء الناس رجلان من
 تقى وفاضر شقى فمن كان من هذه الاصناف اتقى لله فهو اكرم عند الله واذا استويا
 في التقوى استويا في الدرجة ولفظ الفقر في الشرع يراد به الفقر من المال ويراد به فقو
 المخلوق الى خالقهما قال تعالى ائما الصدقات للفقراء والمساكين وقال تعالى يا ايها الناس
 انتم الفقراء الى الله وقد مدح الله تعالى في القران صنفين من الفقراء اهل الصدقات
 واهل التقى فقال في الصنف الاول للفقراء الذين احصروا في سبيل الله لا يستطيعون مريا
 في الارض يحسبهم الجاهل غنيا من التضعف تعرفهم بسيماهم لا يسألون الناس الحاتا
 وقال في الصنف الثاني وهم افضل لصنفين للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم
 واموالهم يريدون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم
 الصادقون وهذه صفتا المهاجرين الذين هجروا السيات وجاهدوا اعداء الله

باطناً وظاهراً كما قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المؤمن من امنه الناس على دمائهم واموالهم
 والمنسليم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه والمجاهد من
 جاهد نفسه في ذات الله واما الحديث الذي يروى به بعضهم انه قال في غزوة تبوك جعلنا من
 الجهاد الاضغر الى الجهاد الاكبر فلا اصل له ولم يروه احد من اهل المعرفة باقوال النبي صلى الله عليه وسلم
 وفعاله وجهاد الكفار من اعظم الاعمال بل هو افضل ما تطوع به الانسان قال الله تعالى لا يستوي
 القاعدون من المؤمنين غير ان لا ضرر ولا الجهادون في سبيل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدين
 باموالهم وانفسهم على القاعدون درجة وكلاً وعدا لله الحسنى وفضل الله المجاهدين على القاعدون
 اجر عظيم ما وقال تعالى اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله و
 اليوم الآخر وجاهد في سبيل الله لا يستون عند الله والله لا يهدي القوم الظالمين الذين
 اتوا بها جروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم درجة عند الله واولئك
 هم الفائزون يبشروهم ربهم بحسنة مند ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم خالدون فيها
 ابد ان الله عنده اجر عظيم وثبت في صحيح مسلم وغيره عن النعمان بن بشير رضي الله
 تعالى عنه قال كنت عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال رجل ما ابالي ان لا اعمل
 عملاً بعد الاسلام الا ان اسق الحاج وقال اخروا ابالي ان اعمل عملاً بعد الاسلام الا ان اعمر
 المسجد الحرام وقال علي بن ابي طالب الجهاد في سبيل الله افضل مما ذكرتما فقال عمر
 لا ترضوا اصواتكم عند منبر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولكن اذا قضيت الصلوة
 سألت نفسك فانزل الله تعالى هذه الايترو في الصحيحين عن عبد الله بن مسعود رضي
 الله تعالى عنه قال قلت يا رسول الله ابي الاعمال افضل الى الله عز وجل قال الصلوة على
 وقتها قلت ثم ابي قال بئروا الدين قلت ثم ابي قال الجهاد في سبيل الله قال سئلت عن رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ولو استزدته لزداني (روى في الصحيحين) عن النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم انه سئل ابي الاعمال افضل قال لايمان بالله وجماد في سبيله قيل ثم اذا
 قال حج مبرور وروى في الصحيحين ان رجلاً قال له صلى الله تعالى عليه وسلم يا رسول الله
 اخبرني بعمل يعدك الجهاد في سبيل الله قال لا تستطيعه ولا تطيقه قال فاخبرني به قال
 هل تستطيع اذا خرجت مهاجداً ان تصوم ولا تقطر وتقوم ولا تقتررو في السنن عن معاذ
 بن جبل رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه وصاه لما بعثه الى اليمن فقال

يا معاذ أتق الله حيث ما كنت واتبع السبيلت المحسنة ثمها وخالق الناس بخلق حسن وقال
 معاذ أتق لا حبيك فلا تدع ان تقول في دير كل صلوة اللهم اعني على ذكرك وشكرك وحسن
 عبادتك وقال له وهو ريفه يا معاذ ان تدري ما حق الله على عباده قلت الله ورسوله علم
 قال حقه عليهم ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئاً ان تدري ما حق العباد على الله اذا فعلوا
 ذلك قلت الله ورسوله اعلم قال حقه عليهم ان لا يعذبهم وقال ايضا معاذ ان من الامر
 الاسلام وعموده الصلوة وقدرته سنامه الجهاد في سبيل الله وقال يا معاذ الا اخبرك
 بابواب البر الصوم جنة والصدقة تطفى الخطيئة كما يطفى الماء النار وقيام الرجل في
 جوف الليل ثم قرأ تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفاً وطمئناً ومماتتهم
 ينفقون فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرة اعين جزاء بما كانوا يعملون ثم قال يا
 معاذ الا اخبرك بما هو ملك لك من ذلك فقال امسك عليك لسانك هذا واخذ
 بلسانه قال يا رسول الله وانا لمواخذون بما نتكلم به فقال تكلمك امك يا معاذ وهل
 يكب الناس في النار على مناخرهم الا حصا ئل لسنتهم وتفسير هذا ما ثبت في الصحيحين
 عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً او
 ليصمت فالتكلم بالخير خيراً من السكون عنه والصمت عن الشر خيراً من التكلم به
 فاما الصمت الذي قيد عنه منى عنها وكذا لا امتناع عن اكل الخبز واللحم وشرب
 الماء فذلك من البدع المذمومة ايضاً كما ثبت في صحيح البخاري عن ابن عباس رضي الله
 تعالى عنهما ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رأى رجلاً قائماً في الشمس فقال ما هذا فقالوا
 ابو اسرا ئيل نذر ان يقوم في الشمس ولا يستظل ولا يتكلم ويصوم فقار النبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم صروه فليجاس وليستظل وليتكلم وليتم صومه وثبت في الصحيحين
 عن ابن شاذان رجالاً سألوا عن عبادة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكانهم يتقوا
 فقالوا لا يا مثل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ثم قال احداهم انا فاصوم
 ولا افطر وقال الاخر انا فاقوم فلا اذم وقال الاخر انا فلا اكل للحم وقال الاخر انا
 انا فلا اتزوج النساء فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما بال رجال يقول
 احدهم كذا وكذا او كذا وكذا اصوم وانظر واقوم وانا مواكل للحم واتزوج النساء فمن رغب
 عن سنتي فليس مني اي سلك غير هاتين ان غير ما خبر منها فمن كان كذا لك

فهو يروى من الله ورسوله قال تعالى ومن يرغب عن ملت إبراهيم الآمن سفره نفس بل يجيب
على كل مسلم ان يعتقد ان خير الكلام كلام الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم كما ثبت عندني الصحيح انه كان يخطب بذلك كل يوم جمعة

فصل

وليس من شروط ولي الله ان يكون معصوماً الا يخط ولا يخطأ بل يجوز ان يخطى عليه بعض
علم الشريعة ويجوز ان يشتهر عليه بعض امور الدين حتى يحسب بعض الامور مما امر الله به
ومما نهي الله عنه ويجوز ان يظن في بعض الخوارق انها من كرامات اولياء الله تعالى وتكون
من الشيطان ليسها عليه لنقص درجته ولا يعرف انها من الشيطان وان لم يخرج بذلك عن
ولا يتا لله تعالى فان الله سبحانه وتعالى تجاوز هذه الامة عن الخط والنسيان وما استكروها
عليه فقال تعالى من الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملائكته وكتبه
ورسله لا تفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفر انك ربنا واليك المصير لا يكلف
الله نفساً الا وسعها لهما كسبت وعليهما ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا و اخطانا ربنا
ولا تحمل علينا احمالاً كما حملت على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف
عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين وقد ثبت في الصحيح ان الله
سبحانه استجاب هذا الدعاء وقال قد فعلت فحق صحيح مسلم عن ابن عباس رضي الله تعالى
عنه قال لما نزلت هذه الاياتان تبدوا ما في انفسكم او تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن
يشاء ويعذب من يشاء والله على كل شئ قدير قال يدخل قلوبهم منها شئ لم يدخلها قبل
ذلك شئ اشد منه فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال فالق
الله الابهام في قلوبهم فانزل الله تعالى لا يكلف الله نفساً الا وسعها الى قوله و اخطانا قال
الله قد فعلت ربنا ولا تحمل علينا احمالاً كما حملت على الذين من قبلنا قال قد فعلت ربنا ولا
تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين
قال قد فعلت وقد قال تعالى وليس عليكم جناح فيما اخطاتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم
وثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من حديث ابي هريرة وعمر
ابن العاص رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً انه قال اذا اجتهد الحاكم فاصاب فله اجران
وان اخطا فله اجر فامر المجتهد المخطئ بل جعل له اجر على اجتهاده وجعل خطاه

مخفوفاً لله ولكن المجتهد المصيب له اجران فهو افضل منه ولهذا لما كان ولي الله
يجوز ان يغلط لم يجب على الناس الايمان بجميع ما يقوله من هو ولي الله الا ان يكون نبياً
بل ولا يجوز لولي الله ان يعتمد على ما يقوله اليه في قلبه الا ان يكون موافقاً وعلى ما يقع له
مما يراه الهاماً ومحادثة وخطاباً من الحق بل يجب عليه ان يعرض ذلك جميعه على
ما جاء به محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فان وافقه قبله وان خالفه لم يقبله وان لم
يعلم موافق هوام مخالف توقف فيه والناس في هذا الباب ثلاثة اصناف طرفان ووسط
فمنهم من اذا اعتقد في شخص ادو لي لله وافق في كل ما يقن اذ حدث به قلبه عن ربه
وسلم اليه جميع ما يفعل ومنهم من اذا راه قد قال او فعل ما ليس بموافق للشرع اخرج عن
ولاية الله بالكفية وان كان مجتهداً مخطئاً وخيار الامور واساطرها وان لا يجعل محصوماً
ولما ثوماً اذا كان مجتهداً مخطئاً فلا يتبع في كل ما يقوله ولا يحكم عليه بالكفر والفسق مع
اجتهاده والواجب على الناس اتباع ما بعث الله برسوله ولما اذا خالف قول بعض الفقهاء
ووافق قول آخرين لم يكن لاحد ان يلزمه بقول الخالف ويقول هذا خالف الشرع وقد
ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال قد كان في الامم قبلكم محدثون
فان يكن في امتي احد فعلم منهم وروى الترمذي وغيره عن النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم انه قال لو علمت بعث فيكم بعث فيكم عمر وفي حديث اخر ان الله ضرب الحق
على لسان عمر وقلبه لو كان نبي بعدى لكان عمر وكان علي بن ابي طالب رضي الله تعالى
عنه يقول ما كنا بنعد ان السكينة تنطق على لسان عمر ثبت هذا عنه عن رواية الشعبي
وقال بن عمر ما كان عمر يقول في شئ اني لا اراه كذا الا كان كما يقول وعن قيس بن
طارق قال كنا نتحدث ان عمر ينطق على لسانه ملك وكان عمر يقول افتربوا من افواه
المطيعين واسمعوا منهم ما يقولون فانه يتجلى لهم امر صادق وهداه الامور
الصادقة التي اخبر بها عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه انها تجلي للمطيعين هي الامور
التي يكشفها الله عز وجل لهم فقد ثبت ان لا وليا لله مخاطبات ومكاشفات وافضل
هو اعنى هذه الامة بعد ابي بكر عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنهما فان خير هذه
الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر وقد ثبت في الصحيحين تعيين عمر باقده محدث في هذه الامة
محدث ومخاطب فرض في امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فمرا فضل منه و

مع هذا فكان عمر رضي الله تعالى عنه يفعل ما هو الواجب عليه فيعرض ما يقع له على
 ما جاء به الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم فتارة يوافق فيكون ذلك من فضائل عمر كما
 نزل القرآن بموافقة غير مرة ووافق ربه غير مرة وتارة يخالفه فيرجع عمر عن ذلك كما رجح
 يوم الحديبية لما كان قد رأى محاربة المشركين والحديث معروف في البخاري وغيره
 فان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قد اعتمر سنة ست من الهجرة ومعه المسلمون نحو ألف
 واربعمائة وهم الذين باجوه تحت الشجرة وكان قد صالح المشركين بعد ما ابغضت حرب
 بينه وبينهم على ان يوجه في ذلك العام ويعتمر من العام القابل وشروط لهم شروطا فيها
 نوع عنصاصة على المسلمين في الظاهر فشق ذلك على كثير من المسلمين وكان الله ورسوله
 اعلم واحكم بما في ذلك من المصاححة وكان عمر فيمن كره ذلك حتى قال للنبي صلى الله
 تعالى عليه وسلم يا رسول الله السنا على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قال افليس قتلاتنا
 في الجنة وقتلناهم في النار قال بلى قال فعلا فعطى الدنيا في ديننا فقال له النبي صلى
 الله تعالى عليه وسلم اني رسول الله وهو ناصري وولست اعصيه ثم قال افلم تكن تتحدثنا
 اذ اتاني البيت ونطوت به قال بلى قال اقلت لك انك تأتيه العام قال لا قال انك اتيه
 ومطوف به فذهب عمر الى ابى بكر رضي الله تعالى عنه فقال له مثل ما قال للنبي صلى
 الله تعالى عليه وسلم ورد عليه ابو بكر مثل جواب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولم يكن
 ابو بكر يسمع جواب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فكان ابو بكر رضي الله تعالى عنه اكمل
 موافقة لله وللنبي صلى الله تعالى عليه وسلم من عمر وعمر رضي الله تعالى عنه يرجع عن
 ذلك وقال فعلت لذلك اعمالا وكذلك لما مات النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 انك صر موتا ولا فلها قال ابو بكر انما مات رجح عمر عن ذلك وكان في قتال ما تقي
 الزكاة قال عمر لابي بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا وان لا اله الا الله واني رسول الله فاذا
 فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم واموالهم الا بحمها فقال له ابو بكر رضي الله تعالى
 عنده الم يقل لا يحمها فان الزكاة من حمها والله لو منعوني حنفا كما نويودونها الى
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لقاتلتهم على منعها قال عمر لم فوالله ما هو الا ان
 رأيت الله قد شرح صدر ابي بكر للقتال فعلمت انه الحق ولهذا انظر ترتيب تقدم

ابى بكر على عمر مع ان عمر رضى الله تعالى عنه يحدث فان مرتبة الصدق فوق مرتبة
 المحدث لان الصدق يتلقى عن الرسول المعصوم كلما يقوله ويفعله والمحدث يأخذ
 عن قلبه اشياء وقلبه ليس بمعصوم فيحتاج ان يعرضه على ما جاء به النبي لمعصوم صلى
 الله تعالى عليه وسلم ولهذا كان عمر رضى الله تعالى عنه يشاور الصحابة رضى الله تعالى
 عنهم ويناظرهم ويرجع اليهم في بعض الامور وينازعونهم في اشياء فيحتمل عليهم ويحتجون
 عابدهم بالكتاب والسنة ويقرر على ما رآه ولا يقول لهم اننا محدث ملهم مخاطب فينبغي
 لكم ان تقبلوا مني ولا تعارضوني فاتي من ادعى او ادعى له اصحابه ان رسول الله وانه
 مخاطب يجب على اتباعه ان يقبلوا منه كلما يقوله ولا يعارضوه ويسألوا له حاله من غير
 اعتبار بالكتاب والسنة فهو وهم مخطون ومثل هذا من اضل الناس فعمد الخطاب
 رضى الله تعالى عنه افضل منه وهو امير المؤمنين وكان المسلمون ينازعونه ويعرضون
 ما يقوله هو وهم على الكتاب والسنة وقد اتفق سلف الامة وائمة وائمة على ان كل احد
 يؤخذ من قوله ويترك الا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهذا من الفرق بين
 الانبياء وغيرهم فان الانبياء صلوات الله تعالى عليهم وسلامه يجب لهم الايمان بجميع ما
 يخبرون به عن الله عز وجل وتجب طاعتهم فيما يأمرون به بخلاف الاولياء فانهم لا
 تجب طاعتهم في كل ما يأمرون به ولا الايمان بجميع ما يخبرون به بل يعرض امرهم
 وخبرهم على الكتاب والسنة فما وافق الكتاب والسنة وجب قبوله وما خالف الكتاب
 والسنة كان مردودا وان كان صاحبه من اولياء الله وكان مجتهدا اعدوا فيما
 قاله اجرو على اجتهاده لكنه اذا خالف الكتاب والسنة كان مخطئا وكان من الخطاء
 المغضوب اذا كان صاحبه قد اتقى الله واستطاع فان الله تعالى يقول فان تقولوا الله ما استطع
 وهذا التفسير قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله حق تقاته قال ابن مسعود وغيره حق
 تقاته ان يطاع فلا يعصى وان يذكر فلا ينسى وان يشكر فلا يكفر اى بحسب استطاعتكم
 فان الله تعالى لا يكلف نفسا الا وسعها كما قال تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها لما
 كسبت وعليها ما اكتسبت وقال تعالى ولاذبن امنوا عملوا الصلحت لا تكلف نفسا
 الا وسعها اولئك اصحاب الجنة هم فيها خالدون وقال تعالى واوفوا الكيل والميزان
 بالقسط لا تكلف نفسا الا وسعها وقد ذكر الله سبحانه وتعالى الايمان بما جاءت به الانبياء

في غير موضع كقوله تعالى قولوا آمنا بالله وما أنزل علينا وما أنزل إلى إبراهيم وإسماعيل و
 إسحق ويعقوب والاسباط وما أتى موسى وعيسى وما أتى النبيون من ربهم لا نفرق
 بين أحد منهم ونحن له مسلمون (وقال تعالى) المذنب الكذب لا ريب فيه هدى
 للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلاة ومما رزقناهم ينفقون الذين يؤمنون
 بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون أولئك على هدى من ربهم و
 أولئك هم المفلحون (وقال تعالى) ليس البر أن تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب
 ولكن البر من آمن بالله واليوم الآخر والمملكة والكاتب والنتيبين والى المال على حبه
 ذوى القربى واليتامى والمسكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب وأقام الصلاة
 وآتى الزكاة والموفون بعهدهم إذا عاهدوا والصابرين فى البأساء والضراء وحين اليأس
 أولئك الذين صدقوا وأولئك هم المتقون وهذا الذى ذكرته من أن أولياء الله يجب
 عليهم الاعتصام بالكتاب والسنة وأنه ليس فيهم معصوم يسوغ له أو لغيره اتباع ما يقع
 فى قلبه من غير اعتبار بالكتاب والسنة وهو مما اتفق عليه أولياء الله عز وجل ومن خالف
 فى هذا فليس من أولياء الله سبحانه الذين أمر الله باتباعهم بل إما أن يكون كافرا وإما أن
 يكون مفرطا فى الجهل وهذا كثير فى كلام المشائخ كقول الشيخ أبى سليمان الداراني أنه
 يقع فى قلبى النكته من نكت القوم فلا أقبلها إلا بشاهد من الكتاب السنة وقال أبو القاسم
 الجنيد رحمة الله تعالى عليه علمنا هذا مقيدا بالكتاب والسنة فمن لم يقدر القرآن ويكتب
 الحديث لا يصلح لمان يتكلم فى علمنا وقال لا يقندى به وقال أبو عثمان أنيسا يورى
 من أمر السنة على نفسه قولا وفعلًا نطق بالحكمة ومن أمر الهوى على نفسه قولا وفعلًا نطق
 بالبدعة لأن الله تعالى يقول فى كلامه القديمون تطيعوه تهتدوا وقال أبو عمر بن نجيد
 كل جحد لا يشهد لما لكتاب السنة فهو باطل وكثير من الناس يغلط فى هذا الموضع
 فيظن فى شخص أنه ولى الله وليظن أن ولى الله يقبل منه كل ما يقوله وليسلم اليه كثر يفعله
 وإن خالف الكتاب والسنة فيوافق ذلك الشخص له ويخالف ما بعث الله به رسول الذى
 فرض الله على جميع الخلق تصديقه فيما أخبر وطاعته فيما أمر وجعله الفارق بين أوليائه
 وبين أهل الجنة وأهل النار وبين السعد والاشقياء فمن اتبعه كان من أعداء
 الله الخاسرين المهزومين فحجرا لا مخالفة الرسول وموافقة ذلك الشخص أو لا إلى

البدعة والضلال واخذوا الى الكفر والنفاق ويكون له نصيب من قول تعالى ويوم يعرض
 الظالم على يديه يقول يليلتني اتخذت مع الرسول سبيلاً يويلتي ليلتني لما اتخذت سبيلاً
 لقد اضللتني عن الذكر بعد اذ جاءني وكان الشيطان للانسان خذلاً وقوله تعالى
 يوم نقلب وجوههم في النار يقولون يليلتنا اطعنا الله واطعنا الرسولاً وقالوا ربنا انا اطعنا
 سادتنا وكبراءتنا فاضلونا السبيلاً ربنا اتمم ضعفنا من العذاب العظمى لعنا كبرنا
 (وقوله تعالى) ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والذين
 امنوا شدوا حباً لله ولويرى الذين ظلموا اذ يرون العذاب ان القوة لله جميعاً وان الله
 شديد العذاب اذ تبرا الذين اتبعوا من الذين اتبعوا وراسوا العذاب وتقطعت
 بهم الاسباب وقال الذين اتبعوا الوات لنا كفة فنتبرأ منهم كما تبراؤا منا كذلك يريهم الله
 اعمالهم حصرات عليهم وما هم بخارجين من النار وهو لا يشايرسون النصارى الذين
 قال الله تعالى فيهم اتخذوا الحباريم وذهبناهم ارباباً من دون الله والمسيح ابن مريم وما
 امروا الا ليعبدوا الها واحداً الا اله الا هو سبحانه عما يشركون وفي المسند صحيح الترمذى
 عن عدتى بن حاتم في تفسير هذه الآية لما سئل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عنهما فقال ما
 عبداهم فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم احلوا لهم الحرام وحرموا عليهم الحلال
 فاطاعوهم وكانت هذه عبادتهم ايام ولهدا قيل في مثل هؤلاء انما حرموها الوصون بتضييع
 الاصول فان اصل الاصول تحقيق الايمان بما جاء به الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم
 فلا بد من الايمان بالله ورسوله وبما جاء به الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم فلا
 بد من الايمان بان محمداً رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى جميع الخلق انهم و
 جنهم وعروبهم وعجمهم علمائهم وعبادهم ولوكهم وسوقهم وان ذلك طريق الى الله عز وجل لا احد
 من الخلق الا بما يعتد باظنا وظاهراً حتى لو ادركه موسى وعيسى وغيرهما من الانبياء
 لوجب عليهم اتباعه كما قال تعالى واذا اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتكم من كتب
 حكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه قال عاقرتم واخلدتم
 على ذلك كما امرى قالوا اقررفنا قال فاشهدوا وانما معكم من الشهددين فمن تولى بعد
 ذلك فاولئك هم الفاسقون (قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما) ما بعث الله نبياً
 الا اخذ عليه الميثاق لئن بعث محمد وهو حي ليؤمنن به ولينصرنه وامره ان ياخذ

على امتثال الميثاق لئن بعث محمد وهم احياء ليؤمنن به ولينصرنّه روقد قال تعالى
 المتز الى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك وما انزل من قبلك يريدون ان
 يتحاكوا الى الطاغوت وقد مروا ان يكفروا ويديروا للشيطان ان يضللهم ضلالاً بعيداً واذا
 قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول رأيت المنافقين يصدون عنك صدوداً
 فكيف اذا صابتهم مصيبة بما قدمت ايديهم تحجوا بك يملفون بالله ان اردنا الا حساً
 وتوفيقاً اولئك الذين يعلم الله ما في قلوبهم فاعرض عنهم وعظّم وقل لهم في انفسهم
 قولاً يليغاً وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله ولو انهم اذ ظهروا انفسهم جاؤك
 فاستغفروا لله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله تواباً رحيماً فلا وربك لا يؤمنون حتى
 يحكوا بك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً وكل من خالف
 شيئاً مما جاء به الرسول مقلداً في ذلك لمن لظن انّه وحيّ لله فانه بنا امره على انه وحيّ لله
 وان وحيّ الله لا يخالف في شئ ولو كان هذا الرجل من الكبر والياء الله كما كان الصّحابة و
 التابعين لهم باحسان لم يقبل منه ما خالف الكتاب والسنة فكيف اذا المرين كذلك
 وتجد كثيراً من هؤلاء عمدتهم في اعتقاد كونهم ولياً لله انه قد صدر عنه مكاشفة في بعض
 الامور وبعض التصرفات المخارفة للعادة مثل ان يشير الى شخص فيموت او يطير في الهوى
 الى مكانا وغيرها او يمشي على الماء احياناً او يملاً ابريقاً من الهوى او ينفق بعض الاوقات
 من الغيب اوان يجتفى احياناً عن اعين الناس اوان بعض الناس استغاثت
 به وهو غائب او ميت فراه قد جاءه فقط حاجته ويجبر الناس بما سرق لهم او
 بحال غائب لهم او مريض او نحو ذلك من الامور وليس في شئ من هذه الامور ما يدل
 على ان صاحبها وحيّ لله بل قد اتفق اولياء الله على ان الرجل لو طار في الهوى او مشى على
 الماء لم يجزئ به حتى ينظر متابعتة لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وموافقتة لامره
 ونهيه وكلمات اولياء الله تعالى عظم من هذه الامور المخارفة للعادة وان كان ذريون
 صاحبها ولياً لله فقد يكون عدو الله فان هذه الخوارق تكون لكثير من الكفار والمشركين
 اهل الكتاب والمنافقين وتكون لاهل لبداء وتكون من الشاهلين فلا يجوز ان يظن ان
 كل من كان له شئ من هذه الامور انه وحيّ الله بل يعتبر اولياء الله بصفتهم وانعالمهم
 لا هوالم القى حل عليها الكتاب والسنة ويعرفون بنور الايمان والقران ويعتاق

الايمان الباطنة وشرائع الاسلام الظاهرة (مثال ذلك) ان هذه الامور المذكورة ولما فيها
 قد توجد في اشخاص ويكون احدهم لا يتوضأ ولا يصلي لصلوات المكتوبة بل يكون
 ملائماً للنجاسات معاشر الكلاب يأتى الى الحمامات والقمامات والمقابر والمزابل
 والمخاض حيث لا يتطهر الظهارة الشرعية ولا يتنظف وقد قال النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم لا تدخل الملكة بيتاً فيه جنب ولا كلب وقال عن هذه الاخلية ان هذه
 الحشوش محتضرة اى يحضرها الشيطان وقال من اكل من هاتين الشجرتين
 الخبيثتين فلا يقرب من مسجدنا فان الملكة تتأذى مما تأذى منه بنوادم (وقال
 الله طيب لا يقبل الا طيباً وقال) ان الله لطيف يحب النظافة (وقال خمس من
 الفواسق يقتلن في الحل والحرم المحيطة والقارة والغراب والحدأة والكلب العقور
 وفي رواية المحيطة والعقرب وامر صلوات الله وسلامه عليه بقتل الكلاب (وقال)
 من اقتنى كلباً لا يغنى عن ذرعا ولا ضرعاً نقص من عمله كل يوم فيراط (وقال لا تصعب
 الملكة رفقة معهم كلب (وقال) اذا ولغ الكلب في انا واحد كم فيلغسه سبع مرات
 احد يقين بالتراب (وقال تعالى) ورحمتى وسعت كل شئ فساكنها الذين يتقون
 ويؤتون الزكوة والذين هم بايتنا يؤمنون الذين يتبعون الرسول النبي الا تى الذى
 يجد ونه مكتوباً عندهم فى التوراة والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر ويحل
 لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبيثات ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم فالذين
 امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذى انزل معه اولئك هم المفلحون فاذا كان
 الشخص مباشراً للنجاسة والمخبات التى يجتهد الشيطان او يأتى الى الحمامات والحشوش
 التى تحضوها الشياطين ادياً كل الحيات والعقارب والزناير واذان الكلاب التى هى
 خبائث وفواسق او يشرب البول ونحوه من النجاسات التى يجتهد الشيطان او يدعوا
 غير الله فيستغيث بالمخلوقات ويتوجه اليها وليسجد الى ناحية شيمه ولا يخلص الدين
 لرب العالمين او يلبس الكلاب او النيران او يأتى الى المزابل والمواضع النجسة او يأتى
 الى المقابر الا سيما الى مقابر الكفار من اليهود والنصارى او المشركين او يكبره سماع القرآن
 وينفر عنه ويقدم عليه سماع الاغاني والا شعار ويؤثر سماع منامير الشيطان على سماع
 كلام الرحمن فهذه علامات اولياء الشيطان لا علامات اولياء الرحمن (قال

في
 الحديث

ابن مسعود رضي الله تعالى عنه كايصال حدكم عن نفسه الا القرآن فان كان بحسب القرآن
 فهو بحسب الله وان كان ببعض القرآن فهو ببعضه رضي الله عنه وقال عثمان بن عفان رضي الله
 تعالى عنه لو طهرت قلوبنا لما شبعنا من كلام الله عز وجل فقال ابن مسعود رضي الله عنه
 الايمان في القلب كما ينبت الماء البقل الغنا ينبت التفاح في القاب كما ينبت الماء البقل
 وان كان الرجل خبيراً بحقائق الايمان الماهنة فارقاً بين الاحوال الرحمانية و
 والاحوال الشيطانية فيكون قد قذف الله في قلبه من نوره كما قال تعالى يا ايها الذين
 امنوا اتقوا الله وامنوا برسله لئلا تكونوا كفرايين من رحمته ويجعل لكم نورا تمشون به ويغفر لكم
 وقال تعالى وكذالك اوحينا اليك روحاً من امرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان
 ولكن جعلناه نورا نهدى به من نشاء من عبادنا فهذا امن المؤمنين الذين جاء فيهم
 الحديث الذي رواه الترمذي عن ابى سعيد الخدري عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 قال اتقوا قواضة المؤمن فانه ينظر بورد الله قال الترمذي حديث حسن وقد تقدم الحديث
 الصميم الذي في البخاري وغيره قال فيد لا يزال عبدي يتقرب الي بالتواضع حتى احبته
 فاذا احبته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله
 التي يمشي بها فبي يسمع ويبي يبصر ويبي يبطش ويبي يمشي واثن سألني لا عظيمه واثن استغاذني
 لا عهد ثم ما تروحت في شئ انا فاعله ترددي في قبض نفس عبدي المؤمن يكره
 الموت واكره مساعده ولا بد له منه فاذا كان العهد من هؤلاء فرق بين حال اولياء
 الرحمن وحال اولياء الشيطان كما يفرق في بين الدرهم الجيد والدرهم الزيف و
 كما يفرق من يعرف الخيل بين الفرس الجيد والفرس الردى وكما يفرق من يعرف الفرس بين
 بين الشجاع والجهان وكما انه يجب الفرق بين النبي الصادق وبين النبي الكذاب
 فيفرق بين محمد الصادق الامين رسول رب العالمين وموسى والمسيح وغيرهم وبين ميسرة
 الكذاب والاسود العنسه وطلحة الاسدي والحريث الدمشقي ويا باه الرومي وغيره
 من الكذابين وكذالك يفرق بين اولياء الله المتقين واولياء الشيطان الصالحين

فصل

والحقيقة حقيقة الدين رب العالمين هي ما اتفق عليها الانبياء والمرسلون وان كان
 لكنهم شروعة ومنها جافا الشريعة هي الشريعة قال الله تعالى لكل جعلنا منكم شرعة

ومنها جا وقال تعالى ثم جعلناك على شريعة من الامور فاشبهها ولا تتبع اهواء الذين لا يعقلون
 انهم لن يغتوا عنك من الله شيئاً وان الظالمين بعضهم اولياء بعض والله ولي المتقين
 والمناهج هو الطريق قال تعالى وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء عذواً لئن لم
 فيه ومن يعرض عن ذكر ربه يسلكه عن ابا صعداً قال الشريفة بمنزلة الشريعة للنهر والمناهج
 هو الطريق الذي سلك فيه والغاية المقصودة هي حقيقة الدين وهي عبادة الله وحده
 لا شريك له وهي حقيقة دين الاسلام وهو ان يستسلم العبد لله رب العالمين لا يستسلم
 لغيره فمن استسلم لغيره كان مشركاً والله لا يغفر ان يشرك به ومن لم يستسلم لله بل استكبر
 عن عبادته كان ممن قال الله فيه ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخاون جهنم داخرين
 ودين الاسلام هو دين الاولين والآخرين من النبيين والمرسلين وقوله تعالى ومن يتبع غير
 الاسلام ديناً فلن يقبل منه علم في كل زمان ومكان فتح و ابراهيم ويعقوب والاسباط
 وموسى وعيسى والحواريون كلهم دينهم الاسلام الذي هو عبادة الله وحده لا شريك له قال
 الله تعالى عن نوح يقول ان كان كبر عليكم مقامى فتذكروا بايت الله فعلى الله توكلت
 فاجمعوا امركم الى قوله وامرت ان اكون من المسلمين وقال تعالى ومن يرفب عن ملته ابداً
 الا من سفه نفسه ولقد اصفيناه في الدنيا والدر في الاخرة لمن الصالحين اذ قال له ربه
 اسلم قال سلمت لرب العالمين ووصى بها ابراهيم بنبيه ويعقوب يدي ان الله اصطفى
 لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون وقال تعالى وقال موسى لقومه ياقوم ان كنتم
 امنتم بالله فعليه توكلوا ان كنتم مسلمين وقال المنجى ربنا افرغ علينا صبراً وثوقنا
 مسلمين وقال يوسف عليه السلام توفنى مسلماً والحقنى بالقلوب وقال يوسف
 اسلمت مع سليمان لله رب العالمين وقال تعالى يحكم بها النبيون الذين اسلموا
 للذين هادوا والذين يهودوا والذين آمنوا بالله واشهدوا بانهم مسلمون نذرت
 الانبياء واحداً وان تنوعت شرائعهم كما في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه
 وسلم قال انا معشر الانبياء محديتنا واحد قال تعالى شرع لكم من الدين ما وصى به نوحاً
 والذي اوحينا اليك وما وصىنا به ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا
 فيه كبر على المشركين ما نذعوم اليه وقال تعالى يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا
 صلحاً الى بما تعملون عليهم وان هذه امتكم اممة واحدة وانا نكرمنا تقوت

فقطعوا امرهم بنبيهم زبيرا كل حبيب بما لديهم فرحون **فصل** وقد اتفق سلف
الامة وائمةها وسائر اولياء الله تعالى على ان الانبياء افضل من الاولياء الذين ليسوا بانبياء
وقد رتب الله عباده السعداء والمنعم عليهم اربع مراتب فقال تعالى ومن يطع الله والرسول
فإننا نكفركم مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين
وحسن اولئك رفيقا وفي الحديث ما طلعت الشمس ولا غربت على احد بعد النبيين
والمرسلين افضل من ابي بكر وافضل الائمة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم قال
تعالى كنتم خيرا مية اخرجت للناس وقال تعالى ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من
عبادنا وقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الذي في المسند انتم نورا
سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله وافضل امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
القرن الاول وقد ثبت عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من غير وجه انه قال خير
القرن القرن الذي بعث فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم وهذا ثابت في
الصحاحين من غير وجه وفي الصحاحين ايضا عند صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال
لا تسبوا صحابي فوالذي نفسي بيده لو اتفق احدكم مثل احد ذهب ما بلغ ما احد
ولا نصيفه والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار افضل من سائر الصحابة قال
تعالى لا يستوي منكم من اتقى من اتقى الله وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين
انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى وقال تعالى والسابقون الاولون من المهاجرين
والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضوا الله عنهم ورضوا عنه والسابقون الاولون
الذين انفقوا من قبل الفتح وقاتلوا والمراد بالفتح صلح الحديبية فانه كان اول فتح
مكة وفيما نزل الله تعالى انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك
وما تاخر فقالوا يا رسول الله اوفتم هو قال نعم وافضل السابقين الاقارب الخلفاء
الاربعة واقضاهم ابو بكر ثم عمر وهذا هو المعروف عن الصحابة والتابعين له
باحسان وائمة الامة وجماهيرها وقد دلت على ذلك دلائل بسطناها في منهاج
اهل السنة النبوية في نفض كلام اهل الشيعة والقدرية وبالجملة اتفقت
طوائف السنة والشيعة على ان افضل هذه الامة بعد نبيها واحد من الخلفاء و
لا يكون من بعد الصحابة افضل من الصحابة وافضل اولياء الله تعالى اعظمهم

معرفة بما جاء به الرسول واتباعه كالتصحية الذين هم أكمل الأمة في معرفة دينه
 واتباعه واليوكو الصديق أكمل معرفة بما جاء به وعمل به فهو أفضل اولياء الله اذا
 كانت امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم افضل الهم وافضلها اصحاب محمد صلى الله
 تعالى عليه وسلم وافضلهم ابو بكر رضي الله تعالى عنه وقد نطق طائفة عالمة ان خاتم
 الاولياء افضل الاولياء قياسا على خاتم الانبياء ولم يتكلم احد من المشايخ المتقدمين
 بخاتم الاولياء الا محمد بن علي الحكيم الترمذي فانه صنف مصنفات في
 مواضع ثم صار طائفة من المتأخرين يزعم كل واحد منهم انه خاتم الاولياء ومنهم
 من يدعي ان خاتم الاولياء افضل من خاتم الانبياء من جهة العلم بالله وان الانبياء
 يستفيدون العلم بالله من جهة كما يزعم ذلك ابن عربي صاحب كتاب فتوحات
 الملكية في كتاب المفصوص فخالف الشرع والعقل مع مخالفة جميع انبياء الله تعالى و
 اوليائه كما يقال لمن قال فخر عليهم السقف من تحتهم لا عقل ولا قرآن وذلك ان الانبياء
 افضل في الزمان من اولياء هذه الأمة والانبيا عليهم افضل الصلوة والسلام افضل
 من الاولياء فكيف الانبياء كلهم والاولياء اما يستفيدون معرفة الله ممن يأتي بعدهم
 ويدهي انه خاتم الاولياء وليس الا خاتم الاولياء افضلهم كما ان اخرا الانبياء افضلهم فان افضل
 محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ثبت بالنصوص الذاتية على ذلك كقوله صلى الله تعالى
 عليه وسلم انا سيد ولد ادم ولا فخر وقوله اتي باب الجنة فاستقم فيقول الخازن
 من انت فا قول محمد فيقول يك امرت ان لا اقوم لاحد قبلك وليلة المعراج
 رفع الله درجة فوق الانبياء كلهم فكان احقهم بقوله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم
 على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات الى غير ذلك من الدلائل كل منهم
 يأتيه الوحي من الله لا سيما محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن في نبوته محتاجا الى غيره
 فلم يتغير شريعته الى سابق ولا الى لاحق بخلاف المسيح اذ لم يكن في النبوة محتاجا الى غيره
 وجاء المسيح فكملها ولهذا كان النصارى محتاجين الى النبوات المتقدمة على
 المسيح كالتوراة والزبور وتماهم الاربعة وعشرين نبوة وكان لاهم قبلنا محتاجين الى
 محمد ثين بخلاف امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فان الله اغناهم به فلم يحتاجوا
 معه الى نبي ولا الى غيره بل جمع له من الفضائل والمعارف والاعمال

القبا الحجة ما فرقته في غيرها من الانبياء فكان ما فضل الله به من الله بما انزل الله اليه و
 ارسله اليه لا يتوسط خبر وهذا بخلاف الاولياء فان كل من بلغه رسالة محمد صلى
 الله تعالى عليه وسلم لا يكون وليا لله الا باذنه محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
 وكلما حصل له من الهدى ودين الحق هو بتوسط محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
 وكذلك من بلغه رسالة رسول الله لا يكون وليا لله الا اذا اتبع ذلك الرسول الذي
 ارسل اليه ومن ادعى ان من الاولياء عا الذين بلغتهم رسالة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
 من له طريق الى الله لا يحتاج فيه الى محمد فهذا كافر ملحد واذا قال انا محتاج الى
 محمد في علم الظاهر دون علم الباطن او في علم الشريعة دون علم الحقيقة فهو اشتر من
 اليهود والنصارى الذين قالوا ان محمد رسول الله الى الامميين دون اهل الكتاب فان
 اولئك امنوا ببعض وكفروا ببعض فكذلك ابدى لك وكذلك هذا الذي يقول
 ان محمد بعث بعلم الظاهر دون علم الباطن امن ببعض ما جاء به وكفر ببعض فهو
 كافر وهو الكفر من اولئك لان علم الباطن الذي هو علم ايمان القلوب ومعارفها
 واجرارها هو علم بحقائق الايمان الباطنة وهذا اشرف من العلم بمجرا اعمال الاسلام
 الظاهرة فاذا ادعى المدعى ان محمد صلى الله تعالى عليه وسلم انما علم هذه الامور
 الظاهرة دون حقائق الايمان وان لا يأخذ هذه الحقائق عن الكتاب والسنة فقد
 ادعى ان بعض الذي امن به مما جاء به الرسول دون البعض الاخر وهذا اشرف من
 يقول امن ببعض وكفر ببعض ولا يدعى ان هذا البعض الذي امن به ادنى القسمين
 وهو لا الملاحظة يدعون ان الولاية افضل من النبوة ويلبسون على الناس فيقولون
 ولا يتر فضل من نبوته وينشدون شعر مقام النبوة في بزخ فوق الرسول والولي
 ويقولون نحن شاركناه في ولايته التي هي اعظم من رسالته وهذا من اعظم ضلالهم
 فان ولايته محمد اميما ثله فيها احد الا ابراهيم ولا موسى فضلا عن ان يماثله فيها موكدا
 الملحدون وكل رسول نبي ولي ورسالة متضمنة لنبوته ونبوته متضمنة لولايته واذا
 قدر والمجد انباء الله اياه بدون ولايته لله فهذا القدر ممتنع فانه حال انباء اياه ممتنع
 ان يكون الاولياء لله ولا تكون مجادة عن ولايته ولو قدر ان حجة لم يكن احد مماثله
 للرسول في ولايته وهو لا وقد يقولون كما يقوله صاحب الفصوص ابن عربي انتم

يأخذون من المعدن الذي يأخذ منها الملك الذي يوحى به إلى الرسول فذلك لهم اعتقاد
 عقيدة المتفاسفة ثم اخرجوها في قالب المكاشفة وذلك ان المتفاسفة الذين قالوا
 ان الافلاك قد ازلت لها علة تشبیه بها كما يقوله ارسطو واتباعه اولها موجب
 بذات كما يقوله متأخروهم كابن سينا وامثاله ولا يقولون ان لرب خلق السموات والارض وما
 بينهما في ستة ايام ولا خلق الاشياء مشيئة وقد رتبته ولا يعلم الجزئيات بل ما ان يكونوا علمه مطلقا
 كقول ارسطو ويقولون انما يعلم في الامور المتغيرة كليتها كما يقوله ابن سينا وحقيقة هذا القول
 انكار عمله بها فان كل موجود في الخارج فهو معين جزئيا لافلاك كل معين منها جزئيا وكذلك جميع الاعميان
 وصفاتها وفعالها فمن لم يعلم الالكليات لم يعلم شيئا من الموجودات الكليات انما توجد كليتها في الازهان
 لا في الاعميان والكلام على هؤلاء مبسوط في موضع اخر في رد تعارض العقل والنقل و
 غيره فان كفر هؤلاء اعظم من كفر اليهود والنصارى بل ومشركي العرب فان جميع هؤلاء
 يقولون ان الله خلق السموات والارض وانه خلق المعنويات بمشيئته وقد رتبته و
 ارسطو ونحوه من المتفاسفة اليونان كانوا يعبدون الكواكب والاصنام وهم لا يعرفون
 الملكة والانباء وليس في كتب ارسطو ذكر شيء من ذلك وانما قالب علوم القوم الامور
 الطبيعية ولما الامور الالهية فكل منهم فيها قليل المصواب كثير الخطأ واليهود والنصارى
 بعد النسخ والتبديل علم بالهيات منهم بكثير ولكن متأخروهم كابن سينا اذ ادوا ان
 يلفقوا بين كلام اولئك وبين ما جاءت به الرسل فاخذوا اشياء من اصول الجهمية
 والمعتزلة وركبوا مذميا قد يعترض اليه متفلسقا هل ملل وفيه من الفساد والتناقض
 ما قد بيناها على بعضه في غير هذا الموضع وهو لا علمار او امر الرسل كما موسى وعيسى محمد
 صلى الله تعالى عليه وسلم قد ظهر العالم واعترفوا بالنا موسى الذي بعث به محمد صلى الله
 تعالى عليه وسلم اعظم تاموس طريق العالم ووجدوا الانبياء قد ذكروا الملكة والجن اذ
 ان يجوعوا بين ذلك وبين اقوال سلفهم اليونان الذين هم الاعداء الخلق عن معرفة
 الله وملكته وكتبه ورسوله واليوم الاخر واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها
 المجردات والمفارقات واصل ذلك ما خوذ من مفارقة النفس للبدن وسموا تلك
 المفارقات لمفارقة المادة وتجردها عنها واثبتوا الافلاك لكل تلك نفسا اكثرهم
 جعلوها اعرضا وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات التي اثبتوها ترجع عند

التعقيق الى امور موجودة في الازهان لا في الاعيان كما اثبت اصحاب فلاطون الامثل
 الافلاطونية الجردة اثبتوا هبول بخرجة عن الصورة ومدّة وخلا محمد بن وقد اعترفت
 حذاقهم بان ذلك انما يتحقق في الازهان لا في الاعيان فلما اطرد هؤلاء المتأخرون منهم
 كابن سينا ان يثبت امر النبوت على اصولهم الفاسدة وعموان التبوّة لها خصائص
 ثلاثة من اتصفت بها فهو نبي ان تكون له قوة علمية يسمونها القوة القدسيّة ينال بها
 من العلم ولا تعلم وان يكون له قوة تخيلية تخيل له ما يعقل في نفسه بحيث يرى في
 نفسه صوراً او يسمع في نفسه اصواتاً كما يراه الناظر ويسمعه ولا يكون لها وجود في الخارج
 وعموان تلك الصور هي ملائكة الله وتلك الاصوات هي كلام الله تعالى وان يكون
 له قوة فعالة يؤثر بها في هبولي العالم وجعلوا معجزات الانبياء وكرامات الاولياء
 وحوادث العشرة من قوى النفس قاقروا من ذلك بما يوافق اصولهم دون قلب لصلحيّة
 ودون الشقاق القمري ونحو ذلك فانهم ينكرون وجود هذا وقد بسطنا الكلام على هؤلاء
 في مواضع وبينا ان كلامهم هذا افسد الكلام وان هذا الذي جعلوه من الخصائص
 التي تحصل ما هو اعظم من الامور العامة ولا قل نباع الانبياء وان الملكة التي اخبرت
 بها الرسول حيا وناطقون اعظم مخلوقات الله وهم كثيرون كما قال تعالى وما يعلم جنود ربك
 الا هو وليسوا حشرة وليسوا اجراماً لا سيما هؤلاء يزعمون ان الصادق الاول وهو العقل الاول
 عند صدر كل ما سواه فهو عند رب كل ما سوى الله وكذلك كل عقل رب كل ما دونه والعقل
 الفعال لعاشر رب كل ما تحت تلك القمر وهذا كله يعلم فساد بلاضطرار من دين الرب خليس
 احد من الملائكة مبدع لكل ما سوى الله وهو لا ينعمون ان العقل المذكور في حديث يروي
 ان اول ما خلق الله العقل فقال لما قبل فاقبل فقال له ادبر فادبر فقال وعزني ما خلقت خاتماً
 كرم على منك فبك اخذ وبك اعطى ولك الثواب عليك العقاب ويسمونها ايضا القلم
 لما روي ان اول ما خلق الله القلم الحديث رواه الترمذي والحديث الذي ذكره في العقل
 كذب موضوع عند اهل المعرفة بالحديث كما ذكر ذلك ابو حاتم الهيثمي والدارقطني
 وابن الجوزي وغيرهم وليس في شيء من روايات الحديث التي يعتمد عليها ومع هذا
 قلنا لو كان ثابتاً عليهم فان لفظه اول ما خلق الله تعالى العقل قال له ويروي
 ان اول ما خلق الله العقل قال له فمعنى الحديث انه خاطبه في اول ادقات خلقه ليس

اول ما خلق الله العقل كذب موضوع

معناه اذ اول الخلوقات واول منصوب على الطرف كما في اللفظ الاخرى وتمام الحديث
ما خلقت خلقا اكرم علي منك لهذا يقتضى انه خلق قبله طين ثم قال قبلك اخذوك
اعطى ورك الثواب وعلبك العقاب فذكر ان رجعة الوجود من الاغراض وعندهم
ان جميع جهاهم العالم العلوي والسفلى صدر عن ذلك العقل فأتين هذا من قبل
وسبب غلظهم ان لفظ العقل في لغة المسلمين ليس هو لفظ العقل في لغة هؤلاء
اليونان فان العقل في لغة المسلمين مصدر يعقل يعقل عقلا كما في القرآن وقالوا
لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في اصحاب السعيران في ذلك الايت القوم يعقلون او لم
يسيروا في الارض فتكون لهم قلوب يعقلون بها واذان يسمعون بها ويزاد بالعقل
الغريبة التي جعلها الله تعالى في الانسان يعقل بها واما اولئك فالعقل عندهم
جمهور قائم بنفسه كالعقل وليس هذا مطابقا لفتا الرسول والقران وهما الحق عند
كما يذكره ابو حامد عالم الاجسام العقل والنفوس فيسميها عالم الامور وقد يسمى العقل
عالم الجبروت والنفوس عالم الملكوت والاجسام عالم الملك ويطن من لم يعرف
لغة الرسل ولم يعرف معنى الكتاب والسنة ان ما في الكتاب والسنة من ذكر الملكوت
الملكوت والجبروت موافق لهذا وليس الا كذلك وهو لا يلبسون على المسلمين
تلبيسا كثيرا كاطلاقهم ان الفلك محدث اي معلول مع انه قديم عندهم والحدوث لا يكون
الا مسبوقا بالعدم ليس في لغة العرب الا في لغة احد انه يسمى القديم الا اني محدثا والله قد
اخبرته خالق كل شئ وكل مخلوق فهو محدث وكل محدث كائن بعد ان لم يكن لكون
ناظرهم اهل لكلام من لجهتية والمعتزلة مناظرة فاحرقة لم يعرفوا بها ما الخبر به الرسل
ولا احكامها في اقصايا العقول فلا للاسلام نصروا ولا للاعداء عكسوا وشاركوا اولئك
في بعض قضاياهم الفاسدة وما يجوزهم في بعض المعقولات الصحيحة فصانق صوابها
في العلوم الشرعية والعقلية من اسباب قوة ضلال اولئك كما قد بسط في غير هذا
الموضع وهو لا المتفلسفة قد يجعلون جبريل هو الخيال الذي يتشكل في نفس النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم والخيال تابع للعقل فجاء الملاحدة الذين شاركوا هؤلاء الملاحدة
المتفلسفة وهموا انهم اولياء الله وان اولياء الله افضل من انبياء الله وانهم ياخذون
عن الله بلا واسطة كما بن عمر بن صاحب الفتوحات والقصر من فقال انه ياخذ من العباد

الذي اخذته الملك الذي يوحى به الى الرسول والمعدن عنده هو العقل والملك هو الخيال
والخيال تابع للعقل وهو يزعمه ياخذ عن الذي هو اصل الخيال الرسول ياخذ عن الخيال
فهذا اصار عند نفسه فوق النبي ولو كان خاصة النبي ما ذكره ولم يكن هو من جنسه فضلاً
عن ان يكون فوقه فكيف وما ذكره يحصل لاحاد المومنين والنبوة امر وراء ذلك فان
ابن عربي وامثاله وان ادعوا انهم من الصوفية فهم من صوفية الملاحدة الفلاسفة ليسوا
من صوفية اهل العلم فضلاء من ان يكونوا من مشائخ اهل الكتاب والسنة كالفضيل بن
عباس وايراهيم بن ادهم وابي سليمان الزياتي ومعرف الكرخي والحبيد بن محمد وسهل
بن عبد الله التستري وامثالهم رضوان الله تعالى عليهم اجمعين والله سبحانه وتعالى قد
وصف الملائكة في كتابه بصفات تباين قول هؤلاء كفوا تعالى وقالوا اتخذ الرحمن ولداً
سبحانه بل عباد مكرسون لا يسبقونه بالقول وهم بأمره يعملون يعلم ما بين ايديهم وما
خلفهم ولا يشفعون الا لمن ارتضى وهم من خشيته مشفقون وان يقل منهم الى الهن دونه
فذلك نجزيه جهنم كذالك نجزي الظالمين فقال تعالى وكمن يملك في السموات لا تغني شفاعتهم
شيئاً الا من بعد ان يأذن الله لمن يشاء ويرضى وقال تعالى قل دعوا الذين رحمتهم من دون
الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيها من شرك وما له منهم
من ظهير ولا تنفع الشفاعت عنده الا لمن اذن له وقال تعالى وله من في السموات والارض
ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يسبحون الليل والنهار لا يفترون
وقد اخبرنا الملكة جاءت ابراهيم عليه السلام في صورة البشرية وان الملك تمثل لمريم
بشراً سوياً وكان جبريل عليه السلام يأتي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في صورة دحية الكلبي
وفي صورة اعرابي وبرايم الناس كذالك وتند وصف الله تعالى جبريل عليه السلام بانه
ذوقه عند ذي العرش مكين مطام ثم امين وان محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم راها بالافق
المبين ووصفها ته شديد القوي ذومرارة فاستوى وهو بالافق الاعلى ثم دنى فنذكر
قاب قوسين او ادنى قارحى الى عبده ما اوحى ما كذب القواد ما راى افتقادونه عن ما يرى
ولقد نزلت اخرى عند سدرة المنتهى عند حاجته الماوى اذ يغشى السدرة ما يغشى
ما نزع اليه وما لقي لقد راى من ايت ربه الكبرى وقد ثبت في الصحيحين عن عائشة
رضي الله عنها عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه لم ير جبريل في صورته الا في خلق

عليها غير متزيين يعني المرة الأولى بالأفق الأعلى والنزلة الأخرى عند سدرة المنتهى وصف
جبريل عليها السلام في موضع آخر بأنه الروح الأمين وأنه روح القدس إلى غير ذلك من
الصفات التي تبين أنه من أعظم مخلوقات الله تعالى الأحياء لعقله وادب جوهه قائم
بنفسه ليس خيالاً في نفس النبي كما زعم هؤلاء الملاحدة المتقلصة والمدعون ولاية الله
وأنهم أعلم من الأنبياء وغاية حقيقة هؤلاء الكفار أصول الإيمان بأن يؤمن بالله وملائكته
كتبه ورسوله واليوم الآخر وحقيقة أمرهم مجد الخالق وأنهم جعلوا وجود المخلوق هو وجود
الخالق وقالوا الوجود واحد ولم يميزوا بين الواحد بالعين والواحد بالعرفان الموجودات
تتشترك في مسمى الوجود كما تشترك الأناسي في مسمى الإنسان والحيوانات في مسمى الحيوان
ولكن هذا المشترك الكلي لا يكون مشتركاً كلياً إلا في الذهن والآفاق الحيوانية القائمة
بهذا الإنسان ليست هي الحيوانية القائمة بالفرس ووجود السموات ليس هو عينه
وجود الإنسان فوجود الخالق جل جلاله ليس هو وجود مخلوقاته وحقيقة قولهم
قول فرعون الذي عطل الأصنام فإنه لم يكن منكراً هذا الموجود المشهود لكن هم
أنه موجود بنفسه لا صانع له وهؤلاء وافقوه في ذلك لكن ذهبوا بآية هو الله فكانوا
أضل من دون كان قوله هذا هو ظاهر فساد منهم وهذا جعلوا عبادة الأصنام ما عبدوا إلا
الله وقالوا لما كان فرعون في منصب التحكم صاحب السيف والسيوف جاز في العرف التاموس
كذلك نقل أناريكم الأعلى أي وإن كان الكل أرباباً بنسبة ما فإنا الأعلى منكم بما أعطيتني في
الظاهر من الحكم فيكونوا أولاً علمت السيرة تصديق فرعون فيما قالوا له قوله بذلك وقالوا
أفرض ما أنت قاض إنما تقضي هذه الخيلوة قالوا فصم قول فرعون أناريكم الأعلى وكان فرعون
عين الحق ثم الكرو حقيقة اليوم الآخر فجعوا أهل النار يتبعون كما يتبع أهل الجنة فصاروا
كافرين بالله واليوم الآخر وملائكته وكتبه ورسوله مع دعواتهم أنهم خلاصة خاصة الخاصة
من أهل ولايت الله وأنهم أفضل من الأنبياء وأن الأنبياء إنما يبعثون الله من مشكباتهم
وليس هذا موضع بسط الحاد هؤلاء وإن كان الكلام في أولياء الله والفرق بين أولياء
الرحمن وأولياء الشيطان وكان هؤلاء من أعظم الناس لولاية الله وهم من أعظم الناس
ولاية للشيطان بينهما على ذلك ولهذا اعامة كلامهم إنما هو في الحالات الشيطانية
ويقولون ما قاله صاحب الفتوحات بآب أرض الحقيقة ويقولون هي أرض الخيال فتعرف

بان الحقيقة التي يتكلم فيها هي خيال ومحل تصورت الشيطان فان الشيطان يخيّل للإنسان
 الامور بخلاف ما هي قال تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين
 وانهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون حتى اذا جاءنا قال يلبت يا عيسى
 وبنيك بعد المشركين فبئس القرين ولن يتفعلكم اليوم اذ ظلمتم انكم في العداوة شريكون
 وقال تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك
 بالله فقد ضلّ ضللا بعيدا الى قوله يعذبهم ويميتهم وما يعذبهم الشيطان الا غمورا وقال
 تعالى وقال الشيطان لما قضي الامر ان الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فاخلفتكم
 وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم فاستجبتم لي فلا تلوموني ولوموا انفسكم
 ما انا بصالحكم وما انتم بمصرّخي التي كفرت بما اشركتمون من قبل ان الظالمين لهم
 عذاب اليم وقال تعالى واذرين لهم الشيطان اعمالهم وقال لا غالب لكم اليوم من الناس
 والي جداركم فلما تراءت الفئتان لكص على عقبيه وقال اني بريئ منكم فاني اري ما لا
 ترون اني اتان الله والله شديد العقاب وقد روى عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 في الحديث الصحيح انه رأى جبريل يذم الملائكة والشياطين اذا رأت ملائكة الله
 التي يؤيد بها عبادة هرابت منهم والله يؤيد عبادة المؤمنين بملائكته قال تعالى اذ
 يوحى اليك الى الملائكة اني معكم فثبوتوا الذين امتوا وقال تعالى يا ايها الذين امنوا اذكروا
 نعمة الله عليكم اذ جاءكم بخود فارسلنا عليهم ريحا ورضوا لم تروها وقال تعالى
 اذ يقول لصاحبه لا تخن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايداهم بخود لم تروها وقال
 تعالى اذ تقول للمؤمنين ان يكفيا حملان يمدكم ريكم بثلاثة الاف من الملائكة منزلين بل ان
 تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ريكم بخمسة الاف من الملائكة مستومين
 وهو كما ياتيهم ارواح تعاليمهم وتمثل لهم وهي جن وشياطين فيظنون انها ملائكة كالارواح
 التي تعاليم من يعبد الكواكب والاصنام وكان من اول ما ظهر من هؤلاء في الارض
 المختار بن ابي عبيد الذي اخبر به النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الصحيح انه
 رواه مسلم في صحيحه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال سيكون في ثقيف كذاب
 ومبهد وكان الكذاب المختار بن ابي عبيد والمبهد الحجاج بن يوسف فقيل لابن عمر بن
 عباس ان المختار يزعم انه ينزل اليه فقال صدق قال الله تعالى هل انبئكم على من

الخلقيات الطعام

تنزل للشياطين تنزل على كل اقلابك اثير وقال الاخر وقيل له ان المختار نعيم انه يوحى اليه
 فقال قال الله تعالى وان الشياطين ليوحون الي اوليائهم ليجادوا لوكرم من هذه الارواح الشيطانية
 هي الروح الذي ينعم صاحب الفتوحات انه التقى اليه ذلك الكتاب ولهذا يذكر الواعظ من
 المخلوقات بطعام معين وشئ معين وهذه مما تقدم لصاحبها اتصالا بالجن والشياطين
 فيظنون ذلك من كرامات الاولياء وانما هو من الاحوال للشيطانية واعرف من هؤلاء هذا
 ومنهم من كان يميل في الهوى الى مكان بعيد ويعودونهم من كان يوقى بهما بال مسروق
 تسرقه الشياطين وتأتيه يد ومنهم من كانت تدل على السرقات يجعل يحصل له من
 الناس او لعطاء يعطونه اذا دهم على سوراتهم ونحو ذلك ولما كانت احوال هؤلاء شيطانية
 كانوا ناقضين للرسول صلوات الله تعالى وسلامه عليهم كما يوجد في كلام صاحب الفتوحات
 المكيّة والقصوص واشبه ذلك بمدح الكفار مثل قوم نوح وهود وفرعون وغيرهم ينقض
 بالانبياء كنوح وابراهيم وموسى وهرون ويذم شيوخ المسلمين المحمودين عند المسلمين
 كالجنيد بن محمد وسهل بن عبد الله التستري ويمدح المذمومين عند المسلمين
 كالحلاج ونحوه كما ذكره في تجلياتها الخيالية الشيطانية فان الجنيد قدس الله
 تعالى روحه كان من ائمة الهدى فسئل عن التوحيد فقال للتوحيد افراد الحدوث
 عن القدم فبين ان التوحيد ان تميز بين القديم والمحدث وبين الخالق والمخلوق وصفا
 القصوص اكرر هذا وقال في مخاطبة الخيالية الشيطانية له يا جنيد هل يميز بين
 المحدث والقديم الامن يكون غيرهما فخطا الجنيد في قوله افراد الحدوث عن القدم
 لان قوله هو ان وجود المحدث هو عين وجود القديم كما قال في قصوده ومن اسمائه
 الحق العلي على من وماتملا هو وعن ماذا وما هو الا هو فعلمه لنفسه وعين الموجودات
 فالمسمى محدثات هي العلية لذاته وليست الا هو الى ان قال هو عين ما بطن وهو عين ما
 ظهر ما ثم من يراه غيره وما ثم من ينطق عنه سواه وهو المسمى ابو سعيد الخزاز وغير ذلك من
 الاسماء المحدثات فيقال لهذا المحدث ليس من شرط المميز بين الشئيين بالعلم والقول ان يكون
 ثالثا غيرهما فان كل واحد من الناس يميز بين نفسه وغيره وليس هو ثالثا فعبد يعرف
 انه عبد ويميز بين نفسه وبين خالقه والخالق جل جلاله يميز بين نفسه وبين مخلوقاته
 يعلم انه ربهم وانهم عباده كما نطق بذلك القرآن في غير موضع والاستشهاد بان عند

من محمد بن عبد المسلمين كالحلاج

عن

المومنين الذين يقرّون به باطنًا وظاهرًا وأما هؤلاء الملاحدة فيزعمون ما كان يزعمه التمسك
 منهم وهو أخذهم في اتحادهم لما قرئ عليه الفصوص فقيل له القرآن يخالف نصوصكم فقال
 له القرآن كله شرك وإنما التوحيد من كلامنا فقيل له فإذا كان الوجود واحدًا فالمراد
 الزوجية خللا ولا أنت حرامًا فقال الكل عندنا حلال ولكن هؤلاء مجربون قالوا حرامًا فقلنا
 حرامًا عليكم وهذا مع كفره العظيم متناقض ظاهرًا فإن الوجود إذا كان واحدًا فمن
 المحجوب ومن الحاجب ولهذا قال بعض شيوخهم لمريده من قال لك أن في الكون سوى
 الله فقد كذب فقال له مريده فمن هو الذي يكذب وقالوا لا هذه مظاهرة فقال لهم المظاهرة
 غير المظاهرة هي فإن كانت غير هافقد قلتم بالنسبة وإن كانت إياها فلا فرق وقد بسطنا
 الكلام على كشف أسرار هؤلاء في موضع آخر وبينا حقيقة قول كل واحد منهم وأن صاحب الفصوص
 يقول للمعدوم شئ ووجود الحق قاض عليها فيفترق بين الوجود والثبوت والمعتزلة الذين
 قالوا للمعدوم شئ ثابت في الخارج مع ضلالتهم خير منه فإن أولئك قالوا إن الرب خالق هذه
 الأشياء الثابتة في العدم وجودًا ليس هو وجود الرب وهذا زعم أن عين وجود الرب قاض
 عليها فليس عنده وجود مخلوق مبائن لوجود الخالق وصاحب الصدور القولوى يفرق بين المطلق
 والمعين لأنه كان أقرب إلى الفلسفة فلم يفرق بين المعدوم وشئ لكن جعل الحق هو الوجود
 المطلق وصنعت مفتاح غيب الجمع والوجود وهذا القول أدخل في تعطيل الخالق وعدمه
 فإن المطلق بشرط الإطلاق وهو الكلى العقل لا يكون إلا في الأذهان لا في الأعيان والمطلق
 لا بشرط وهو الكلى الطبيعي وإن قيل أنه موجود في الخارج فلا يوجد في الخارج إلا معينا وهو
 جزء من المعين عنده من يقول بثبوت في الخارج فيلزم أن يكون وجود الرب أمّا منتفيا في
 الخارج واما أن يكون جزء من وجود المخلوقات واما أن يكون عين وجود المخلوقات وهل
 يخلق الجزء الكلى أم يخلق الشئ نفسه أم العدم يخلق الوجود ويكون بعض شئ خالقا
 لجميع هؤلاء ويفرون من لفظ المحلول لأنه يقتضى حالًا ومحلًا ومن لفظه في قوله
 شئين اتحد أحدهما بالآخر وعدم الوجود واحد ويقولون التصدي أنما كفر واما
 نصوص المسيحية بانه هو الله ولو عمهوا لما كفروا ولكن ذلك يقولون في عباد الأصنام إنما يخطئ
 لما عبدوا والبعض المظاهر دون بعض فلو عبدوا الجميع لما خطئوا عندهم والعارف المحقق
 منهم لا يفتي بعبادة الأصنام وهذا مع ما فهم من الكفر العظيم فبما يلزمهم أمّا من التناقض

لا تيقال لهم فمن المخطئ لكنهم يقولون ان الرب هو الموصوف بجميع النفاض التي يوصف بها
المخاوق ويقولون ان المخاوقات توصف بجميع الكمالات التي يوصف بها الخالق ويقولون
ما قاله صاحب القصوص فالعقل لنفسه هو الذي يكون له الكمال الذي يستوعب به جميع
التعوت الوجودية والنسب العدمية سواء كانت موجودة عرفاً وعقلاً او شرعاً او مذمومة
عرفاً وعقلاً وشرعاً وليس ذلك الا لما سمي الله خاصة وهم مع كفرهم هذا لا يندفع عنهم
التناقض فانه معلوم بالحس والعقل ان هذا ليس هو ذلك وهو لا يقولون ما كان يقوله
التناسخ ان ثبت عندنا في الكشف ما يناقض صريح العقل يقولون من اراه التحقيق يعني
تحقيقهم فليترك العقل والشرع وقد قلت لمن خاطبته منهم معلوم ان كشف الانبياء اعظم
وانهم من كشف غيرهم وخبيرهم اصدق من خبير غيرهم والانبياء صلوات الله وسلامه عليهم
يخبرون بما تعجز عقول الناس عن معرفتها بما يعرفه الناس بعقولهم انه ممنوع فيتحذرون بمجازات
العقول لا بمحالات العقول وممنوع ان يكون في احبار الرسول ما يناقض صريح العقول ممنوع ان
يتعارض ليلان قطعيان سواء كانا عقليين او سمعيين او كان احداهما عقلياً والاخر سمعياً فكيف
من ادعى كشفاً يناقض صريح الشرع والعقل هو لا وقد لا يتعمد ان الكذب لكن يحيل لهم اشياء تكون في
نفوسهم ويطنونها في الخارج واشياء يردونها تكون موجودة في الخارج لكن يطنونها من كرامات الصالحين
تكون من تلبسات الشياطين وهؤلاء الذين يقولون بالوحدة قد يقدمون الاولياء على
الانبياء ويذكرون ان النبوة لم تنقطع كما يذكر عن ابن سبعم وغيره ويجعلون المراتب
ثلاثة يقولون العبد يشهد اولاً بالطاعة ومعصية ثم طاعة بلا معصية ثم لا طاعة ولا معصية و
الشهود اول هو الشهود القلبية وهو الفرق بين الطاعات والمعاصي واما الشهود الثاني
فيريدون به شهود القدر كما ان بعض هؤلاء يقول انا كافر برب يعصى وهذا ينزع عن ان
المعصية مخالفة او اذاعة التي هي السبب في الخلق كما هم اخاؤن تحت حكم المشيئة ويقول شاعرهم **شعر**

اصبحت منفعلاً لما اختارته

مضى ففعل كل طاعات

ومعلوم ان هذه اخلافت ما ارسل الله به رسلة واتزل به كتبه فان المعصية التي يستحق
صاحبها الذم والعقاب مخالفة امر الله ورسوله كما قال تعالى تلك حدود الله ومن يلعب
الله ورسوله يدخله جنته تجري من تحتها الانهار خلد بين فيها وذلك هو القور العظيم ومن
يصل الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله ناراً خالداً فيها وله عذاب مهين وسند كدر

الفرق بين الإرادة الكونية والذاتية والامر الكوني والذاتي وكانت هذه المسئلة قد شبهت
 على طائفة من الصوفية فينبها المجنيد رحمه الله تعالى لهم فمن أتبع المجنيد فيها كانت على السداد
 ومن خالفه ضل لانهم تكلموا ان الامور كلها بمشيئة الله وقد رتبته في شهود هذا التوحيد
 وهذا السمون المجم الاقل فيبين لهم الجنيد ان لا يد من شهود الفرق الثاني وهو انه مع شهود
 كون الاشياء كلها مشتركة في مشيئة الله وقد رتبته وخلقه بحيث للفرق بين ما يامر به ويحبه
 ويصناه وبين ما ينهى عنه ويكرهه ويسخطه ويفرق بين اوليائه واهله كما قال تعالى
 افجعل المسلمين كالمجبيين ما لكم كيف تحكمون (وقال تعالى) امرتكم ان الذين امنوا وعملوا
 الصلحت كما المفسدين في الارض امرتكم ان تجعل المتقين كالقهار وقال تعالى ام حسب الذين
 اجترحوا السيئات ان نجعلهم كالذين امنوا وعملوا الصلحت سواء حيا ودموا وما هم ساء
 ما يحكمون وقال تعالى وما يستوي الاعمي والبصير والذين امنوا وعملوا الصلحت ولا
 المسيئين قليلا ما تذكرن ولهذا كان مذهب سلف الامة وامته ان الله خالق كل شئ
 وربهم ومليكه ما شاء كان وما لم يشأ لم يكن لا رب غير وهو مع ذلك ادبيا لطاعته ونهي عن
 المعصية وهو لا يحب الفساد ولا يرضى لعباده الكفر ولا يامر بالفتن وان كانت واقعة
 بمشيئته فهو لا يحبها ولا يرضاها بل يبغضها ويذم اهلها ويعاقبهم واما المرتبة الثالثة ان لا
 يشهد طاعة ولا معصية فانه يرى ان الوجود واحد وعندهم ان هذا غاية التيق والولاية
 لله وهو في الحقيقة غاية الاتحاد في اسماء الله واياته وقايتة العداوة لله فان صاحب هذا
 المشهد يتخذ اليهود والنصرى وسائر الكفار اولياء وقد قال تعالى ومن يتولهم منهم فانه منكم
 ولا يتبرأ من الشرك والاذنان فيخرج عن ملة ابراهيم الخليل صلوات الله وملائم عليه قال
 الله تعالى قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ قالوا لقومهم انا ابراهيم ومنكم
 وما نعبدون من دون الله كفرنا بدينكم ونبينا بديننا ودينكم العداوة والبغضاء والذين آمنوا
 بالله وحده وقال الخليل عليه السلام لقومهم انا ابراهيم ما كنت نعبدكم ولا ابدا
 الا قد صرت فانهم عدلوا به العالمين وقال تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالذلة واليوم
 الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباؤهم وابناءهم وخواصهم وعلويتهم
 اولئك اتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح حسد وهؤلاء قد صدقت بوضهم كتبنا
 وتصانفهم على مذهب مثل قصيدة ابن الفارض لمسة بنظم السلوك يقول في الشعر

لها صنوتی بالمقام اقمها كلانا مصد واحد ساجد الى ها كان لي صلي سواي ولم تكن	واشهد فيها انه لم يصلت حقيقة بالجمع في كل سجدة صلاتي لغيري في اد اكل ركعة
الان قال شعر	
وما قلت اياها واياي لم تنزل التي رسولا كنت متي مرسله فان دعيت كنت الجيب ان كن	ولا فرق بين ذاتي لذات صلت وداتي باياتي علي استدللت منادا الجابت من دعائي ولبت
الى امثال هذا الكلام ولهذا كان هذا القائل عند الموت ينشد يقول شعر	
ان كان منزلي في الحب عندكم امينة ظفرت نفسي بما زمتنا	ما قد لقيت فقد ضيعت اياي واليوم احبها اضغات اعلام
<p>فان كان يقين انه هو الله فلما حضرت ملائكة الله لقبض روحه تبين له بطلان ما كان يظنه وقال لله تعالى سبِّح لله ما في السموات والارض وهو العزيز الحكيم فجميع ما في السموات والارض يسبِّح لله ليس هو الله (ثم قال تعالى) له ملك السموات والارض يحيي ويميت وهو على كل شئ قدير هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو لكل شئ عليم وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه كان يقول في دعائه اللهم رب السموات السبع ورب العرش العظيم ربنا ورب كل شئ ذاق الحب والتوى منزل لتورته والانجيل والقران اعوذ بك من شر كل دابة انت اخذت بصيتها انت الاول فليس قبلك شئ وانت الاخر فليس بعدك شئ وانت الظاهر فليس فوقك شئ وانت الباطن فليس بعدك شئ اقض عني الدين اغنى من الفقر ثم قال هو الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يعلم ما يلي في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم ايها الكائنات بما تعملون بصير قد كرات السموات والارض وفي موضع اخر وما بينهما مخلوق مسبِّح له واخير سبحا له انه يعلم كل شئ واما قوله وهو معكم نلفظ مع لا تقتضي في لغة العرب ان يكون احدا الشبثين مختلطا بالآخر كقوله تعالى اتقوا الله وكونوا مع الصديقين (وقوله تعالى) محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار وقوله تعالى والذين امنوا من بعد وما جروا واحدا معكم فاولئك منكم ولفظ مع جعلت في القران عامة وخاصة فالعامة في هذه الآية وفي</p>	

ايها الجاهل المتريك الله يعلم ما في السموات وما في الارض ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو باعهم
 ولا خست الا هو سادسهم ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم ايما كانوا ثم يذيقهم بما
 عملوا يوم القيامة ان الله بكل شئ عليم فانتم الكلام بالعام وختمه بالعام ولهذا
 قال ابن عباس والعمشاك وسفيان الثوري واحمد بن حنبل هو معهم بعلمه واما المعية
 الخاصة ففي قوله تعالى ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون وقوله تعالى لموسى
 اني معكم اسمع وارى وقال تعالى نادى ليولداي لاصحابي لا تخزن ان الله معنا يعني النبي صلى
 الله تعالى عليه وسلم ويا بكره في الله تعالى عنه فهو مع موسى وهارون ودون فرعون
 ومع محمد وصاحبه دون ابي جهل وغيره من اعدائه ومع الذين اتقوا والذين هم
 محسنون دون الظالمين المعتدين في كل مكان معنى المعية انه يدان في كل مكان تناقض
 الخبر الخاص والخبر العام بل معنى اتم مع هؤلاء نبصرة وقيامه دون اولئك وقوله
 تعالى وهو الذي في السماء الاله وفي الارض الاله هو الاله من في السموات والاله من الارض
 كما قال تعالى وله المثل الاعلى في السموات والارض وهو العزيز الحكيم وكذلك قوله
 تعالى وهو الله في السموات وفي الارض كما فسره ائمة العلم كالامام احمد وغيره
 انه لم يعبد في السموات والارض واجمع سلف الامة وائمتها على ان الرب تعالى بائن
 من مخلوقاته يوصف بما وصف به نفسه وبما وصفه به رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم من
 غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكبير ولا تمثيل يوصف بصفات الكمال دون صفات
 النقص ويعلم ما قلين كمثل شئ ولا لقوله في شئ من صفات الكمال كما قال تعالى قل هو
 الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد قال ابن عباس الصمد العليم الذي
 كل في علمه العظيم الذي كل في عظيمته القدير الكامل في قدرته الحكيم الكامل في حكمته
 السيد الكامل في مودده وقال بن مسعود وعيق هو الذي لا جود له والاحد الذي
 لا نظيره فاسم الصمد يتضمن انصافا بصفا الكمال ونفي النقائص عنه واسم الاحد يتضمن ان
 انما مثل له وقد بسطنا الكلام على ذلك في تفسير هذه السورة وفي كونها تعدل ثلث القران

فصل

وكما بين الناس تشبه عليهم الخالق الامرية الدينية الايمانية بلحقائق الخلقية القدرية
 الكونية فان الله سبحانه وتعالى له الخلق والامر كما قال تعالى ان ربكم الله الذي خلق

السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش فبقي الليل ثم اربطه حثيثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخالق والامر تبارك الله رب العالمين فهو سبحانه خالق كل شيء وربه ومليكه لا خالق غير ولا رب سواه ما شاء وكان وما لم يشأ لم يكن فكل ما في الوجود من حركة وسكون فبقضائه وقدرته ومشيئته وقدرته وحاقده وهو سبحانه امر بطاعته وطاعته رسله ونهى عن معصيته ومعصيته رسله وامر بالتوحيد والاحسان ونهى عن الاشراك بالله فاعظم الحسنات التوحيد واعظم السيئات الشرك قال الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء وقال تعالى ومن الناس من اتخذ يتخذ من دون الله اندادا يبيحونهم كذب الله والذين امنوا شد حبا لله وفي الصحيحين عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قلت يا رسول الله اي الذنب اعظم قال ان تجعل لله ندا وهو خلقك قلت ثم ابي قال ثم ان تقتل ولداك مخافتا ان يطعمه معك قلت ثم ابي قال ان تنفى بجيلة جارك فانزل الله تصديق ذلك والذين لا يدهون مع الله الها اخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون ومن يفعل ذلك يلق اثاما يضاعف له العذاب يوم القيامة ويخلد فيه مهانا الا من تاب وامن وعمل صالحا قلنا فاولئك يبذل الله سيئاتهم حسنات وكان الله غفورا رحيما وامر سبحانه باعدل والايمان وايتاء ذى القربى وبنه عن الفحشاء والمنكر والبغى واخبارته بجهت المتقين ويحب المحسنين ويحب المقسطين ويحب التوابين ويحب المتطهرين ويحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانوا بيانا مرصوصا وهو يكره ما نفى عنه كما ذال في سورة سبحان كل ذلك كان سيئه عند ربك مكروها وقد نفى عن الشرك وعقوق الوالدين وامرنا بياتي ذى القربى المحقوق ونهى عن التبذير وعن التقدير وان يجعل يده مغلولة الى عنقه وان يبسطهاكل البسط ونهى عن قتل النفس بغير الحق وعن الزنا وعن قديان مال اليتيم الا بالتي هي احسن الى ان قال كل ذلك كان سيئه عند ربك مكروها وهو سبحانه لا يحب الفساد ولا يرضى لعباده الكفر والعبد ما موران يتوب الى الله تعالى دائما قال الله تعالى وتولوا الى الله جميعا اية المؤمنون لعلهم يفلحون وفي صحيح البخارى عن النبي صلى الله تعالى وسلم ما تقول ما قال ما بها الناس تولوا الى ربكم فوالذي نفسي بيده انى لا استغفر الله والتوب اليه اليوم اكثر من سبعين مرة

وفي صحيح مسلم عنده صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال انه ليعان على قلبي واتي لا استغفر
 الله في اليوم مائة مرة وفي السنن عن ابن عمر قال كنا نغذر رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم في المجلس الواحد يقول رب اغفر لي وتب علي انك انت التواب الرحيم مائة مرة
 او قال اكثر من مائة مرة وقد امر الله سبحانه ان يختموا الاعمال الصالحات بالاستغفار وكان
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا سلم من الصلوة يستغفر ثلاثا ويقول اللهم انت السلام
 ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام كما ثبت ذلك في الحديث الصحيح عنه وقد
 قال تعالى والمستغفرين بالاسحار فامروهم ان يقوموا بالليل وليستغفروا بالاسحار وكذلك
 ختم سورة المزمل وهي سورة قيام الليل بقوله تعالى واستغفر والله ان الله عفور رحيم
 وكذلك قال في الحج فاذا افضتكم من عرفات فاذكروا الله عند المشعر الحرام واذكروه
 كما هديكم وان كنتم من قبله من الضالين ثم افيضوا من حيث افاض لنا من واستغفروا
 الله ان الله عفور رحيم بل نزل سبحانه وتعالى في اخذ الامر من النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم غزوة تبوك وهي اخر غزواته لقد ناب الله على النبي والمهاجرين ولا نصلا للذين
 اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم ناب عليهم انه بهم رؤوف
 رحيم وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى اذا ضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم
 انفسهم وظنوا ان لا ملجأ من الله الا اليه ثم ناب عليهم ليتوبوا ان الله هو التواب الرحيم
 وهي اخر ما نزل من القرآن وقد قيل ان اخر سورة نزلت قوله تعالى اذا جاء نصر الله و
 الفتح ورايت الناس يدخولون في دين الله افواجا فسبح بحمده ربك واستغفره انه
 كان توابا فامره الله تعالى ان يختم عمله بالتسليم والاستغفار وفي الصحيحين عن عائشة
 رضي الله تعالى عنها انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقول في ركوعه وسجوده سبحانك
 اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفر لي يتاقل لقران روي الصحيحين عنه صلى الله تعالى عليه
 وسلم انه كان يقول اللهم اغفر لي خطيئتي وجهلي واسرافي في امري وما انت اعلم بي
 اللهم اغفر لي هزلي وجدي وخطيئتي وعمدي وكل ذلك عندي اللهم اغفر لي ما قدمت
 وما اخرت وما اسررت وما اعلنت لا اله الا انت روي الصحيحين ان ابا بكر الصديق
 رضي الله تعالى عنه قال يا رسول الله علمني دعاء ادعويته في صلواتي قال قل اللهم اني ظلمت
 نفسي ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب الا انت فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمي انك انت

الغفور الرحيم (وفي السنن) عن ابي بكر رضي الله تعالى عنه قال يا رسول الله علمني دعاء
 ادعويه اذا أصبحت واذا أصبحت فقال قل اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة رب كل شئ ومليكم شهد ان لا اله الا انت اعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطان
 وشركه وان اقترف على نفسي سوءا واجره الى مسلم قلله اذا أصبحت واذا أصبحت واذا
 اخذت مضجعتك فليس لاحد ان يظن استغناء عن التوبة الى الله والاستغفار من الذنوب
 بل كل احد محتاج الى ذلك دائما قال الله تبارك وتعالى وحملها الانسان انه كان
 ظلوما جهولا ليعذب الله المتقين والمتفقت والمشركين والمشركت وينوب الله على
 المؤمنين والمؤمنات وكان الله غفورا رحيفا فالانسان ظالم جاهل وغاية المؤمنين
 والمؤمنات التوبة (وقد) اخبر الله تعالى في كتابه بتوبة عباده الصالحين ومغفرة تهم
 وثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لمن يدخل الجنة احد بعمله
 قالوا ولا انت يا رسول الله قال ولا انا الا ان يتعمد في الله بحمته منه وفضل هذا اينا في
 قوله في القرآن كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية فان الرسول نفى باعالمقابلة
 ولمعادلة القرآن اثبت باء السبب قول من قال اذا احب الله عبدا المتضمة الذنوب
 معناه انما اذا احب عبدا اللهم التوبة والاستغفار فلم يصير على الذنوب ومن ظن ان
 الذنوب لا تضر من اصبر عليه فهو ضال مخالف للكتاب والسنة واجماع السلف في الامة
 بل من يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره واقما عبادة الحمد وحو
 هم المدكورون في قوله تعالى وسارعوا الى مغفرة من ربكم وخيعة عرضها السموات
 والارض اعدت للمتقين الذين يتفنون في السراء والضراء والكاظمين الفيتور
 العاقين عن الناس والله يحب المحسنين والذين اذا فعلوا قاحشة اظلموا الفهم
 ذكروا لله فاستغفروا الذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصبر واعلموا فعلموا
 وهم يعلمون ومن ظن ان القدر حجة لاهل الذنوب فهو من جنس المشركين الذين
 قال الله تعالى عنهم سيقول الذين اشركوا لو شاء الله ما اشركنا ولا ابائونا ولا حرمننا
 من شئ قال الله تعالى رد عليهم كذالك كذب الذين من قبلهم حتى اذا قوا باسنا قل هل
 عندكم من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخضعون قل فليله الحجة الباقية
 فلو شاء لهداكم اجمعين ولو كان القدر حجة لاحد لم يعذب الله المكذبين

للرسول كقوم نوح وهاد وثمود والموثفات وقوم فرعون ولم يامر يا قامة الحد ود على
 المعتدين ولا يجتم أحد إلا إذا كان متبعاً لهواه بغير هدى من الله ومن رأى القدا
 حجة لأهل الذنوب يرفع عنهم الذم والعقاب فعليه أن لا يذم أحداً ولا يعاقبه إذا اعتدى
 عليه بل يستوى عنده ما يوجب اللذة وما يوجب الألم فلا يفرق بين من يفعل مع خيراً
 ولا بين من يفعل مع شراً وهذا الممتنع طبعاً وعقلاً وشروطاً وقد قال تعالى أمر يجعل الذين
 آمنوا وعملوا الصالحات كالمفسدين في الأرض أمر يجعل المتقين كالنجار وقال تعالى أفجعل
 المسالمين كالجذابين وقال تعالى أمر حسب الذين اجتروا السيئات أن نجعلهم كالذين آمنوا
 وعملوا الصالحات سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون (وقال تعالى) انما خلقناكم عبثاً
 وانكم اليها تارجعون وقال تعالى انما خلقناكم سدى اي مهملات لا يؤمر
 ولا ينهى وقد ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال اختم ادم و
 موسى قال موسى يا ادم انت ابوالبشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه واسجد لك ملائكة
 اخرجتنا ونفسك من الجنة فقال له ادم انت موسى الذي اصطفاك الله بكلامه وكتب
 لك التوراة بيده فبكم وجدت مكتوباً على قلب ان اخلق وعصى ادم ربه فغوى قلبه باربعين
 سنة قال فلم يلومنى على امر قد ربه الله على قلب ان احاق باربعين سنة قال فحج ادم موسى
 اي غلبه بالحجة وهذا الحديث ضلت فيه طائفتان طائفة كذبوا بما طعنوا انه يقتضى رفع
 الذم والعقاب عن من عصى الله لاجل القدر وطائفة شر من هؤلاء جعلوا حجة وقد يقولون
 القدر حجة لأهل الحقيقة الذين شهدوا بالذنب لا يبرون ان لهم فعلاً ومن الناس من
 قال انما حجة موسى لانه ابوه اولاده كان قد تاب اولاد الذنوب كان في شريعة واللوم في
 اخرها اولاد هذا يكون في الدنيا دون الاخرى وكل هذا باطل ولكن وجه الحديث ان
 موسى عليه السلام لم يلم اياه الا لاجل مصيبتنا التي محقتهم من اجل اكله من الشجرة فقال
 لما فانا اخرجتنا ونفسك من الجنة لم يلم لمجرد ذكره اذ ذنب ذنباً فتاب منه فان موسى
 يعلم ان التائب من الذنب لا يلام وهو قد تاب من ايقدا ولو كان ادم يعتقد رفع
 الملام هذا لاجل القدر لم يقبل ربنا ظلمنا النفسنا وان لم تغفر لنا ورحمتنا لتكون من المحرمين
 والمؤمن ما من عند المصائب ان يصبر ويسلم وعند الذنوب ان يستغفر ويتوب
 قال الله تعالى فاصبر ان وعد الله حق واستغفر لذنبك فامره بالصبر على المصائب

ولا استغفار من المعاصي وقد قال تعالى ما اصاب من مصيبة الا باذن الله ومن يؤمن بالله
 يهد الله له ما يشاء من رحمة الله والرجل تصيبه المصيبة يعلم انها من عند الله فيرضى ويسلم
 والمؤمنون اذا اصابتهم مصيبة مثل مرضي والفقير والذليل صابر والحكماء وان كان ذلك
 بسبب ذنب غيرهم كمن الفسق ابوه ماله في المعاصي فافتقر اولاده لذلك فعلمهم ان يصبر ولما
 اصابهم واذا الاموال بالخطوهم ذكر لهم القدر والصبر واجب بانفاق العلماء واعلى من ذلك
 الرضا بحكم الله والرضا قد قيل انه واجب وقيل هو مستحب وهو الصحيح واعلى من ذلك
 ان يشكر الله على المصيبة لما يرى من النعم الله عليه بها حيث جعلها سببا لتكفير خطاياها
 ورفع درجاته وانا بنينا الى الله وتضرعنا اليه واخلاصه له في التوكل عليه ورجائه دون
 الخلق من واما اهل البغي والضلال فتجدهم يحتجون بالقدرا اذا ذنبوا وانبعوا هو اوههم
 ويضيعون الحسنات الى القهرم اذا انعم عليهم بما قال بعض العلماء انت عند الطاعة
 قدرى وعند المعصية جبرى اى مذهب وافق هو كتمذهت به واهل الهدى
 والرشاد اذا فعلوا حسنة شهدوا والنعم الله عليهم بها وانه هو الذى انعم عليهم وجعلهم
 مسلمين وجعلهم يقيمون الصلوة والهمم التقوى واته لاجل ولا قوة الا به فتعال عنهم
 بشهود القدر المحجب المت والادنى وانا فعوا سيئة استغفروا الله وتابوا اليه منها رفقى
 صحيح البخارى) عن شداد بن اوس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سيد استغفر
 ان يقول اللهم انت ربي الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك
 ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علي والى ابوء بذنبي فاغفر لي فانه
 لا يغفر الذنوب الا انت من قالها اذا اصبح موقفا بها فمات من ليلته دخل الجنة وفي الحديث
 الصحيح) عن ابي ذر رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيما يروى عن
 ربه تبارك وتعالى انه قال يا عبادى الى حرماتى انظروا على نفسي وجعلته بينكم محرما فلا
 تظالموا يا عبادى انكم تنظرون بالليل والنهار وانا اغفر الذنوب جميعا ولا انبأ الى
 فاستغفرونى اغفر لكم يا عبادى كلكم جائع الامن الطعمته فاستطعمونى اطعمكم يا
 عبادى كلكم عار الامن كسوته فاستكسبونى اكسبكم يا عبادى كلكم ضال الامن هديته
 فاستهدونى اهدكم يا عبادى انكم لن تبلغوا ضري فتضرونى ولن تبلغوا نفعى فتنفعونى
 يا عبادى لو ان اولكم واولادكم واولاد اولادكم واولاد اولادكم واولاد اولادكم واولاد

فاذ ذلك في ملكي شيئاً يا عبادي لو ان اذ لكم واخركم وانسكم وحينكم كانوا على ائجي قلب
 رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكي شيئاً يا عبادي لو ان اذ لكم واخركم وانسكم
 وحينكم اجتمعوا في صعيد واحد فسألوني فاعطيت كل انسان ما سألتم ما نقص ذلك مما
 عندي الا كما ينقص البحر اذا غمر فيه الجب غمسة واحدة يا عبادي انما هي اعمالكم حصيها
 لكم ثم ارفيكم اياتها فمن وجد خيراً فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الا نفسه فامر
 سبحانه بحمد الله على ما يجده العبد من خير وانه اذا وجد شراً فلا يلومن الا نفسه وكثير من
 الناس يتكلم بلسان الحقيقة ولا يفرق بين الحقيقة الكونية القدرية المتعلقة بخلقه و
 مشيئته وبين الحقيقة الدينية الامرقية المتعلقة برضاه ومحبتة ولا يفرق بين من يقوم با
 حقيقة الدين بما وافق ما امر الله به على المن رسله وبين من يقوم بوجهه ذوقه غير معتبر ذلك
 بالكتاب السنة كما ان لفظ الشريعة يتكلم به كثير من الناس ولا يفرق بين الشرع المنزل من عند
 الله تعالى وهو الكتاب السنة الذي بعث الله به رسوله فان هذا الشرع ليس لاحد من الخلق الخروج
 عنه ولا يخرج عنه الا كافر وبين الشرع الذي هو حكم الحاكم فانه لا يصيبه نية يخطئ هذا اذا كان
 عالماً عادلاً والا فحق السن عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال القضاة ثلاثة قاضيا
 في النار وقاض في الجنة رجل علم الحق وقضى به فهو في الجنة ورجل قضى للناس على جهل
 فهو في النار ورجل علم الحق ففقهه بغيره فهو في النار وفضل القضاة العالمين .
 العادلين سيّد ولد ادم محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فقد ثبت عنه في الصحيحين انه
 قال انكم تختصمون اتي وعل بعضكم يكون الحن بحجة من بعض واما افضى بنحوهما
 اسمع فمن قضيت له من حق اخيه شيئاً فلا يأخذه فانما اقطع له قطعة من النار فقد اخبر
 سيّد الخلق انه اذا قضى بشئ مما سمعه وكان في الباطن بخلاف ذلك لم يجز للمقضى
 لانه يأخذ ما قضى به له وانه انما يقطع له به قطعة من النار وهذا متفق عليه بين العلماء
 في الاملاك المطلقة اذا حكم الحاكم بما ظنته حجة شرعية كالبيئنة والا قدر وكان الباطن
 بخلاف الظاهر لم يجز للمقضى له ان يأخذ ما قضى به له بالاتفاق وان حكم في العقود
 والفسوخ بمثل ذلك فاكثر العلماء ويقولون ان الامر كذلك وهو مذاهب مالكا والشافعي
 واحمد بن حنبل وفرق البر حنيفة رضي الله تعالى عنه بين التوعين فلفظ شرع
 والشرعية اذا اريد به الكتاب والسنة لم يكن لاحد من اولياء الله تعالى

ولا يفيدهم ان يخرج عنه ومن ظن ان لاحد من اولياء الله طريقا الى الله تعالى غير متابعة
 محمد صلى الله تعالى عليه وسلم بالظنا وظاهرا فلم يتابعه باطنا وظاهرا فهو كافر ومن اجتمعت
 في ذلك بقصة موسى مع الخضر كان غالطا من وجهين احدهما ان موسى لم يكن مبعوثا
 الى الخضر ولا كان على الخضر اتباعه فان موسى كان مبعوثا الى بنى اسرائيل ولما محمد
 صلى الله تعالى عليه واله وسلم قد رسالته عامة لجميع الثقليين الحق والاش ولوادو كه
 من هو افضل من الخضر كما براهيم وموسى وعيسى وجب عليهم اتباعه فكيف بالخضر
 سواء كان نبيا او وليا ولهذا قال الخضر لموسى انا على علم من علم الله علمت به الله لا تعلمه
 على علم من علم الله علمه الله لا اعلمه وليس لاحد من الثقليين الذين بلغتهم رسالة محمد
 صلى الله تعالى عليه وسلم ان يقول مثل هذا الثاني ان ما فعله الخضر لم يكن مخالفا للشرعية
 موسى عليه السلام وموسى لم يكن علمه لاسباب التي تبين ذلك فلما بينه له واقفت على ذلك
 فان خرف السفينة ثم ترويعها المصلحة اهلها خوفا من الظالمات ياخذها احسان اليهم
 وذلك جائز وقتل لصائل جائز وان كان صغيرا ومن كان تكفيره لا بوجه لا يندفع
 الا بقتله جائز قتله (قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما) لتجدة الحروري لما سأل عن
 قتل الغلمان قال له ان كنت علمت منهم ما علم الخضر من ذلك الغلام فقتلهم والاولاد تقتلهم
 رواه البخاري وما الاحسان الى اليتيم بلا عوض والصبر على الجوع فهذا من صالح اليتيم
 فلم يكن في ذلك شئ مخالفا لشرع الله واما اذا اريد بالشرع حكم الحاكم فقد يكون خطأ ما قد يكون خطأ وقد
 يكون صوابا وقد يكون خطأ وقد يراد بالشرع قول ائمة الفقه كابي حنيفة والثوري وما لك بين الشئ والادري
 وليت بن سعد والشافعي واحمد والشافعي وداود وغيرهم فهو لا يوافقهم بحجة لها بالكتاب السنة وادلة المقلد
 لاحد هم حيث يسوغ ذلك كان جائزا وان لم يقدد بقلده غير حيث يسوغ ذلك كان جائزا
 اى ليس اتباع احد منهم واجبا على جميع الامة كاتباع الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يحرم
 تقليد احد منهم كما يحرم اتباع من يتكلم بغير علم واما ان اضات احد الى الشريعة ما ليس فيها
 من احاديث صفة او ادنا ويل النصوص بخلاف مواد الله ونحو ذلك فهذا
 من نوع التبديل فيجب الفرق بين الشرع المقتل والشرع المؤول
 والشرع المبدل كما يفرق بين الحقيقة الكونية والحقيقة الدينية
 الامرئية وبين ما يستدل عليها بالكتاب والسنة وبين ما يكتفى فيها

فصل وقد ذكر الله في كتابه الفرق بين الإرادة في الإرادة
 والأمر والقضاء والأذن والتخيير والبحث والأرسال والكلام والجعل وبين الكون
 الذي خلقه وقدره وقضاه وان كان له ما يريد ولا يحب ولا يرضاه ولا يشيب أصحابه
 ولا يجعلهم من أوليائه المتقين وبين الذي أتى الذي أمر به وشرعه وأحب وأثاب
 فأعليه وأكرمهم وجعلهم من أوليائه المتقين وخزيه المفلحين وجنده الغالبين
 وهذا من أعظم الفروق التي يفرق بها بين أولياء الله وأعدائه فمن استعمله الرب
 سبحانه وتعالى فيما يحب ويرضاه ومات على ذلك كان من أوليائه ومن كان عمله فيما يبغضه
 الرب ويكوهه ومات على ذلك كان من أعدائه فالإرادة الكونية هي مشيئة لما خلقه
 وجميع المخلوقات داخله في مشيئة وإرادته الكونية والإرادة الدينية هي المشيئة
 المحببة ورضاه المتناولة لما أمر به وجعله شريعاً دينياً وهذه مختصة بالإيمان والعمل
 الصالح قال الله تعالى فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد أن يضله
 يجعل صدره ضيقاً حرجياً كما تماماً يصعد في السماء وقال لوح عليه السلام لقوم ولا ينفعكم
 نصحي إن أردت أن انصركم إن كان الله يريد أن يغويكم وقال تعالى وإذا أراد الله
 بقوم سوءاً فلا مرد له وما لهم من دونه من دال وقال تعالى في الثانية ومن كان منكم
 مريضاً أو على سفر فعدة من أيام أخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وقال في آية
 الطهارة ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم
 تشكرون ولما ذكر ما أحله وما حرمه من النكاح قال يريد الله ليبين لكم أسرته
 الذين من قبلكم ويتوب عليكم والله عليم حكيم والله يريد أن يتوب عليكم ويريد الذين
 يتبعون الشهوات أن تميلوا ميلاً عظيماً يريد الله أن يخفف منكم وخلق الإنسان ضعيفاً
 وقال لما ذكر ما أمر به أزواج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وما نهاهن عنهن مما يريد الله
 ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيراً والمعنى أنه أمركم بما يذهب عنكم
 الرجس ويطهركم تطهيراً والمعنى أنه أمركم بما يذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم
 تطهيراً أي فمن الطاهر من كان مطهراً قد ذهب عنه الرجس بخلاف من عصاه فالأمر
 فقال في الأمر الكوني إنما أمرنا الشيء إذا أردناه أن نقول له كن فيكون وقد قال تعالى وما
 أمنا إلا واحدة كلهم بالبصير وقال تعالى إناها من قبلنا فجعلنا ما حصيها

المصالحين

كان لم تغن بالامس واما الاموال التي قال تعالى ان الله يامر بالعدل والاحسان وابتله
 ذي القرنين ونبه عن الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعلكم تتقون وقال تعالى ان الله
 يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها واذ احكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل ان الله
 نعم يعظكم به ان الله كان سميعا بصيرا (واما الاذن) فقال في الكوفي لما ذكرنا لسخر
 وما هم بضارين به من احد الا باذن الله آى بمشيئة وقد رتبته والافصح لما يبيحه الله
 عز وجل (وقال في الاذن الذي) ام لهم شركاء وعشرون من الذين ما لم ياذن به الله
 وقال تعالى انا ارسلتك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وقال تعالى
 وما ارسلنا من رسول الا ليظام باذن الله وقال تعالى ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة
 على اصولها فبازن الله واما القضاء فقال في الكوفي فقضيت سبع سموات في يومين وقال
 سبحان من اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون وقال في الدينى وقضى ربك الا تعبدوا
 الا اياه اى امر ليس المراد به قد اذ لك فانه قد عبد غيرك كما اخبر في غير موضع كقوله تعالى
 ويعبدون من دون الله مالا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله و
 قول الخليل عليه السلام لقومى ان ايتىتم ما كنتم تعبدون انتم واباؤكم لا قد من فانهم
 عدو لى الارب العلمين وقال تعالى قد كانت لكم اسوة حسنة فى ابراهيم والذين معه اذ
 قالوا لقومهم انا ابراء منكم واما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبد ابيتنا وبينكم لعداوة
 والبغضاء ابد اخى تؤمنوا بالله وحده الا قول ابراهيم لا بيلا ستغفرت لك وما املك لك
 من الله من شئى وقال تعالى قل يا ايها الكافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما
 اعبدوا ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لكم دينكم ولى دين وهذه كلمة
 تقتضى براءتكم من دينهم ولا تقتضى رضاهم بذلك كما قال تعالى فى الاية الاخرى فان كذبوك نقل
 لى على ولكم عملكم انتم بريئون مما اعمل وانا بريء مما تعملون وان ظن من الملاحدة ان هذا
 رضاهم من بين الكفار فهو من اذنب الناس وكفرهم من ظن ان قوله وقضى ربك بمعنى
 قد روت الله سبحانه ما قضى بشئى الا وقع وجعل عبادا الاصنام ما عبدوا الا الله فان
 هذا من اعظم الناس كفرا ابا لكتب (واما لفظ البعث) فقال تعالى فى البعث الكوفي
 فاذا جاء وعد اولمنا اجثنا عليكم عبادا لنا اولى باس شديد فجا سوا حلال الدنيا وكان
 وعدا مفعولا وقال فى البعث الدينى هو الذى بعث فى الامم رسولا منهم

يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (وقال تعالى) ولقد بعثنا في كل أمة
 رسولا إن اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت وأما لفظ الأرسال فقال في الأرسال الكوني المر
 نفاقا أرسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم أزأ وقال تعالى وهو الذي أرسل الرياح بشرا
 بين يدي رحمته وقال في الدين إذا أرسلناك شاهداً أو مبشراً ونذيراً (وقال تعالى)
 إذا أرسلنا نوحاً إلى قومه وقال تعالى إذا أرسلنا اليكم رسولا شاهداً عليكم كما أرسلنا إلى
 فرعون رسولا وقال تعالى الله يصطفى من الملائكة رسلاً ومن الناس وأما لفظ الجعل فقال
 في الكوني وجعلناهم آية يذكرون إلى النار (وقال في الدين) لكل جعلنا منكم شرعة
 ومنهاجاً وقال تعالى ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام وأما لفظ
 المنعوم فقال في الكوني وحرمنا عليه المراضع من قبل وقال تعالى فاتمها محرمة عليهم
 أربعين سنة تتيهون في الأرض وقال في الدين حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير
 وما أهل لغير الله به وقال تعالى حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم
 وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت الآية (وأما لفظ الكلمات) فقال في الكلمات الكثيرة
 وصدقت بكلمات ربها وكتبه وثبتت في الصحيم عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 أنه كان يقول أعوذ بكلمات الله التامات كلها من شر ما خلق ومن غضبه وعقابه
 وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون وقال صلى الله تعالى عليه وسلم من نزل
 منزلاً فقال أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل من
 منزله ذلك (وكان يقول) أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر
 من شر ما ذرأ في الأرض ومن شر ما يخرج منها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر
 كل طارق إلا طارقاً بطرق يخبر يا رحمن وكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر
 ولا فاجر هي التي كوتن بها الكائنات فلا يخرج بر ولا فاجر من تكوينه ومشيبته وقد رت
 وأما كلمات الدينية وهي كنية المنزلة وما فيها من أمر ونهي فاطاعها الأبرار وعصاها
 النجار وأوليا الله المنتقون هم المطيعون لكلمات الدينية وجعله الدين والدين والدين
 وأداتها الدينية وأما كلمات الكونية التي لا يجاوزها بر ولا فاجر فانه يدخل تحتها
 جميع الخلق حتى البليد وخبثه وجميع الكفار وسائر من يدخل النار فالخلق وان اجتمعوا
 في شمول الخلق والمشيبته والقدر لهم فقد افرقوا في الأمر والنهي والنجية و

الرضا والغضب واولياء الله المتقون هم الذين فعلوا المأمور وتركوا المحذور وصبروا
 على المقدر ورفاحيتهم واجتوبه ورضى عنهم ورضوا عنه واعد اعداء الشياطين وان كافر تحت
 قدرته فهو يبغضهم ويبغض عليهم ويبغضهم ويبغضهم ويبغضهم ويبغضهم ويبغضهم ويبغضهم ويبغضهم
 انما كتبت هنا تنبيهاً على جميع الفرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان وجماع الفرق
 بينهما اعتبارهم بموافقة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه هو الذي فرق الله
 تعالى بين اولياءه السعداء واعداءه السقياء وبين اولياءه اهل الجنة واعداء
 اهل النار وبين اولياءه اهل الهدى والمرشاد وبين اعداءه اهل الغي والضلال
 والفساد واعداءه حزب الشيطان واولياءه الذين كتب في قلوبهم الايمان وايدهم
 بروح منه قال تعالى لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله
 ورسوله الا بيه وقال تعالى اني اوجي ربيك الى الملكة التي معك فتبتوا لذي بين امنوا سألني
 في قلوب الذين كفروا والرعب فاخروا فوق الاعناق واخروا باصمهم كل بنان وقال
 في اعدائه وان الشياطين ليوحون الى اولياءهم ليجادلوكم وقال وكذا اذك
 جعلنا لكل نبي عدواً وشياطين الانس والجن يوحى بعضهم الى بعض زخرف القول
 غروراً وقال تعالى هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل اقاك ثم
 يلقون السمم والاثم كذبون والشعراء يتبعهم الغويز المتراتيم في كل اديهميون
 وانهم يقولون ما لا يفعلون الا الذين امنوا وعملوا الصلحت وذكروا لله كثيراً وانتصروا
 من بعد ما ظلموا وسيد المراد بين ظلموا اي منقلب بينقلبون (وقال تعالى) فلا اسم
 بما تبصرون وما لا تبصرون انه ليقول رسول كويرو ما هو ليقول شاعر قليلاً ما
 تؤمنون ولا يقول كاهن قايلاً ما تذكرون تنزيل من رب العالمين ولو تقول
 علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين فما منكم من احد
 عند حاجزيت وانه لتذكروا للمتقين واذا لعلم ان منكم مكد بين وانه لحسرة
 على الكافرين وانه الحق اليقين فسلم باسم ربك العظيم (وقال تعالى) فذكر فما
 انت بنعمة ربك بكاهن ولا مجنون الى قوله ان كوا صا دقين فترة سبحانه وتعالى
 نبينا محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم عن من تقدرن به الشياطين من الكهان والشعراء
 والمجانين وبين ان الذي حاربه بالقران مالك كريب صلفاه الله قال الله يصطفى

من الملكة رسلاً ومن الناس روقال تعالى) وانه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح
 الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين روقال تعالى) قل من كان
 عدواً لجبريل فانه نزل على قلبك بماذن الله الاية روقال تعالى) فاذا اقدت القران
 فاستعد بالله من الشيطان الرجيم الى قوله وبشرني للمسلمين فسماه الروح الامين وسماه
 روح القدس ووقال تعالى فلا اسم بالجنس الجوار الكس يعنى الكواكب التي تكون في
 في السماء خائسة اى محتفية قبل طلوعها فاذا ظهرت راها الناس جارية في السماء
 فاذا غرابت ذهبت الى كناسها الذي يحجبها والليل اذا عسعس اى اذا ادبروا قبل
 الصبح والصبح اذا تنفس اى اقبل انة لقول رسول كريم وهو جبريل عليه السلام
 ذي قوة عند ذي العرش مكين مطاع ثم امين اى مطاع في السماء امين (ثم قال) وما
 صاحبكم يحجتون اى صاحبكم الذي من الله عليكم به اذ بعث اليكم رسلاً من جنسكم
 يصحبكم اذ كنتم لا تطيقون ان تروا الملكة كما قال تعالى) وقالوا لو انزل عليه ملك
 ولو انزلنا ملكا لقضى الامر ثم لا ينظرون ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلاً وللبينا عليهم ما يلينون
 الاية وقال تعالى ولقد راها بالافق المبين اى رأى جبريل عليه السلام وما هو على الغيب
 بظن اى بتمتم وفي القراءة الاخرى بضنين اى بتجمل يكم العلم ولا يبذله الا
 يجعل كما يفعل من يكم العلم الا بالعرض وما هو بقول شيطان رجيم فتره جبريل عليه
 السلام عن ان يكون شيطاناً كما انه محمد صلى الله تعالى عليه وسلم عن ان يكون شاعر
 او كاتباً فاولياء الله المتقون هم المقتدون بحمده صلى الله تعالى عليه وسلم فلو
 ما امر به وينتهون عما عنه زجر ولقدرون به فيما بينهم ان يتبعوه فيه فيزيدهم
 بملائكته وزوج منه ويقذف الله في قلوبهم من النوارى وهم الكرامات التي يكرم
 بها اولياءه المتقين وخيار اولياء الله كما ماتهم الحجة في الذين اذ الحاجة بالمسهر
 كانت معجزات بينهم صلى الله تعالى عليه وسلم كذلك اوكامات الله
 حصلت ببركة اتباع رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم في سيرة النبي صلى الله
 الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم مثل نشأ في القبر وتسيير حصاة في كفه و
 ايتان الشجر اليه وحسن جذع ابيه وحارة ابياته المعراج بصفة بيت المقدس و
 احبارة بما كان وما يكون وايتان في الكتاب العزيز وتكثير الطعام والشراب

مراث كثيرة كما اشبه في الخندق العسكر من قدام طعام وهو لم ينقص في حديث ام سلمة
 المشهورة وروى العسك في غزوة خيبر من مادة ماء ولم ينقص وملاً اوعية العسكر
 عام تبوك من طعام قليل ولم ينقص وهم نحو ثلاثين القار تبع الماء من بين اصابعه
 متعددة حتى كفى الناس الذين كانوا معكم كما كانوا في غزوة الحد يبية نحو الف واربعائة
 ارضاً ورد عيني ابي قتادة حين سالت على حدة فرجعت احسن عينيه ولما ارسل
 محمد بن مسلمة لقتل كعب بن الاشرف فوقع وانكسرت رجله فسلمها فبرئت واظعم
 من سواد لطن شاة مائة وثلاثين رجلاً كلاً منهم حزله قطعة وجعل منها قطعتين فاكلوا منها
 جميعهم ثم فضل فضلة ودين عبد الله ابي جابر اليهودي وهو ثلثون وسقا قال جابراً
 صاحب الدين ان ياخذ التم جميعه يا لذي كان له فلم يقبل فمشى فيها رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم ثم قال لجا برصد له فوفاه الثلاثين وسقا وفضل سبعة عشر وسقا ومثل
 هذا كثير قد جمعت نحو الف معجزة وكرامات الصعابة والتابعين بعد همد سائر
 الصالحين كثيرة جداً مثل ما كان اسيد بن حضير يقرأ سورة الكهف فتنزل من السماء
 مثل لظاة فيها امثال السرح وهي الملكة نزلت لقراءته وكان الملائكة تسلم على عمران
 بن حصين وكان سلمان وابو الدرداء يأكلان في صحفة فسبحت الصحفة اوسبتم ما
 فيها وعباد بن بشر واسيد بن حضير خرجا من عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 في ليلة مظلمة فاضاء لهما نور مثل طرف السوط فلما افترقا افترق الضوء معها رواه
 البخاري وغيره ووقفنا الصديق في الصيحين) لما ذهب بثلاثة اضياف معه الى
 بيته وجعل لا يأكل لقمة الا ربي من اسفلها اكثر منها فاشبعوا وصادت اكثر مما هي قبل
 ذلك فنظر اليها ابو يمين وامرأته واذا هي اكثر مما كانت فدفعها الى رسول الله صلى الله
 تعالى عليه وسلم وجاء اليه اقوام كثيرون فاكلوا منها وشبعوا ونجيب بن عدي كان اسيراً
 عند المشركين بمكة شرفها الله تعالى وكان يوتي بعنق ياكله وليس بمكة عنبة وعامر
 بن فهيرة قتل شهيداً فالتمسوا جسده فلم يفيدوا عليه وكان لما قتل رفع قراه عامر
 بن الطفيل وقد رفع وقال عروة زيرون الملكة رفعتة وخرجت ام ايمن مهاجرة
 وليس معها زاد ولا ماء فكدت تموت من العطش فلما كان وقت الاطوار كانت صائمة
 سمعت حناك رأسها فرفعتة فاذا دلو معلق فشربت منه حتى رويت وما عطشت

بغيته عمرها (وسفينته) مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أخبرنا أسد باقر مولى رسول
 الله صلى الله تعالى عليه وسلم فمشى مع أسد حتى وصله مقصده (والبراء بن مالك) ف
 كان إذا قسم على الله تعالى أتوقمه وكان الحرب إذا اشتد على المسلمين في الجهاد يقولون
 يا براء أقسم على ربك فيقول يا رب أقسمت عليك لما منحتنا الكافرهم فيهمز الم العد وقلما كان
 يوم القادسية قال قسمت عليك يا رب لما منحتنا الكافرهم وجعلتني أول شهيد فتحوا
 الكافرهم وقتل البراء شهيداً (رو خالد بن الوليد) حاصر حصناً منيعاً فقالوا لا نسلم حتى
 تشرب السم فشربه فلم يضرة (وسعد بن ابى وقاص) كان مستجاب الدعوات ما دعا قط إلا
 استجاب له وهو الذي هزم جنود كسرى ونقم العراق وعمر بن الخطاب لما ارسل
 جيشاً أمر عليهم رجلاً يسمى سارية فبينما هم ينحطون فجعل يصيح على المنبر يا سارية
 الجبل يا سارية الجبل فقدم رسول الجيش فسأله فقال يا امير المؤمنين لقينا عدواً
 فهزمونا فاذا بصائغ يا سارية الجبل يا سارية الجبل فاستندنا ظهورنا بالجبل فهزمهم
 الله تعالى ولما عدت بنت الزبيرتة على الاسلام في الله فابت الا الاسلام وذهب بصورها
 قال مشركون اصاب بصورها اللات والجرى قالت كلا والله فرد الله تعالى عليها
 بصورها (دعاء) سعيد بن زيد على اروي بنت الحكم فاعى بصورها لما كذبت عليه فقال
 اللهم ان كانت كاذبة فاعمر بصورها واقتلها في ارضها فعميت ووقعت في حفرة من
 ارضها فماتت (والعلاء بن الحضرمي) كان عاملاً بالنبى صلى الله تعالى عليه وسلم
 على البحرين وكان يقول في دعائه يا عليم يا حلیم يا علي يا عظيم فيستجاب له ودعا الله
 بان يسقوا رينوضوا الماء ولا يبقى الماء الا في الماء الا بعد ما حبيت ودعا الله لما
 اعترضهم البحر ولم يقدر على المرور فجيء لهم فمروا كلهم على الماء ما ابتلت سرج خيلهم
 ودعا الله ان لا يروا جسده اذا مات فلم يجدوه في اللحد وجرى مثل ذلك لابي مسلمة
 الخ لاني الذي القى في النار فانه مشى هو ومن معه من العسكر على دجلة وهو ترمي
 بالخشب من مدها ثم التفت الى اصحابه فقال تفقدون من متاعكم شيئاً حتى
 ادعوا الله عز وجل فيه فقال بعضهم فقدت فلانة فقال اتبعني فتبعه فوجدها
 قد تعلقت بشئ فاخذها وطلبه الاسود العنسي لما ادعى النبوة فقال له اشهد
 اني رسول الله قال ما اسمك قال اشهد ان محمد رسول الله قال نعم فامر بان القى

فيها فوجدوه قائما يصلي فيها وقد صادت عليه بردا وسلاما وقد ام المدينة بعد موت
 النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاجلسه عمر بينه وبين ابي بكر الصديق رضي الله تعالى
 عنها وقال الحمد لله الذي لم يمتني حتى ارى من امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
 من فعل بي كما فعل بابراهيم خليل الله ووضعت له جارية السهم في طعامه فامر بغيره
 وخيبت امره اذ اذ عليه زوجته قد اعلمها فبعيت وجاءت وتابت فدعا لها فردد الله
 عليها بصرها وكان عامر بن عبد قيس يأخذ عطاءه الفين درهم في كفه وما يلقاها
 سائل في طريقه الا اعطاه بغير عدد ثم حجى الى بيته فلا يتغير عددها ولا وزنها و
 بقا فلة قد حبسهم الاسد فجاء حتى مشى بثيابه الاسد ثم وضع رجله على عنقه و
 قال انما انت كلب من كلاب الرحمن واني استحيي من الله ان اخاف شيئا غيره و
 موت القافلة ودعى الله تعالى ان يموت عليه الظهور في الشتاء فكان يموت بالما عله
 بخار ودراربه ان يمنع قلبه من الشيطان وهو في الصلوة فامر فله ر عليه وتغيب الحسن
 البصري عن الحجاج فدخلوا عليه ست مئة فدعا الله عز وجل فامر بروه ودعا على
 بعض الخوارج كان يوزيهم فحرم ميتا ووصلة بن اشيم مائة فرسه وهو في الغز و فقال
 اللهم لا تجعل الخوارج علي منة ودعا الله عز وجل فاجباله فرسه فلما وصل الى بيته
 قال يا بني خذ سرح الفرس فانه عادية فاخذ سرحه فمات الفرس وجاع معوه بالاهواز
 فدعا الله عز وجل واستطعمه فوفقت خلفه دخلت رطب في ثوب حديد فاكل التمر
 وبقى الثوب عند زوجته زماذا وجاءه الاسد وهو يصلي في غيضة بالليل فلما سلم قال
 له اطلب الرزق من غير هذا الموضع فولى الاسد واه زبير وكان سعيد بن المسيب ^{بن}
 في ايام الحرة لسمع الاذان من زبير رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في اوقات ^{الصلوة}
 وكان اصيب قد خلا فلم يبق غيره ورجل من النخع كان له حمار فمات في الطريق
 فقال له اصحابه هلم نتوزع مناعك على رحا الناقال لهما مهلوني هنيئته ثم ترضا
 فاحسن الوضوء وصلى ركعتين ودعا الله تعالى فاجباله حماره فحمل عليه مناعه
 ولما مات اديس القراني وجد وافي ثيابه اكفا قال لم تكن معه قبل فوجد والرقب محفورا
 فيه لحد في ضحرة فدا فتوه فيه وكفتوه في ذلك الا لواب وكان عمر بن عتبة بن فرقان
 يصلي يوما في صلاة الحيا فاحلته فماتت وكان السبع يحميه وهو يركب اصحابه لانه

كان يشترط على الصغانية في الغزاة يخدمهم وكان مطرف بن عبد الله بن السخيني اذا دخل
 بينه سبحت معه الزينة وكان يروى صاحب له ليه بيان في ظلمة اعداء ولهما طوف السوط ر
 طامان لاصف بن قيس وقعت قانسوة رجل في قبرة قاهوي لياخذها فوجد القبر
 قد قسم فيه مد البصر وكان ابراهيم التيمي يقيم الشهر واشهرين لا يأكل شيئاً وخرج يمشي
 لاهله طعاماً فامر بقدر عايبه فمر بسبابة صمداء فآخذ منها ثم رجع الى اهله ففتحها فاذا هي
 حنطة صمداء وكان اذا رجع منها تخرج السنبله من اصلها الى فرعها حنطاً متراكباً وكان
 عتبه الغلام) سأل ربه ثلاث خصال صوقاً حسناً ودمعاً غزيراً وطعاماً من غير تكلف
 فكان اذا قرأ بكى واكلى ودمعه جارية دهره وكان يأوي الى منزله فيصيب فيه
 قومه ولا يدري من اين يأتيه وكان عبد الواحد بن زيد اصابه الفالج فسأل ربه ان
 يخلق له اعضاءه وقت الوضوء فكان وقت الوضوء تطلق له اعضاءه ثم تعود بعدة و
 هذا باب واسع قد بسط الكلام على كرامات الاولياء في غير هذا الموضوع وامامنا عرف
 نحن عياناً ونعرفه في هذا الزمان فكثير ومما ينبغي ان يعرف ان الكرامات قد تكون
 بحسب حاجة الرجل فاذا احتاج اليها الضعيف الايمان او المحتاج اناها منها ما يقو
 ايمانه ويسد حاجته ويكون من هو الكمل ولا يه لله منه مستغنياً عن ذلك فلا
 يأتيه مثل ذلك لعلو درجته وخطاه عنهما لا لنقص ولا يته ولهذا كانت هذه الامور
 في التماسين اكثر منها في الصحابة بخلاف من يجري على يديه الخوارق لهدى الخلق
 ولحاجتهم فهو لا اعظم درجته وهذا بخلاف الاحوال الشيطانية مثل حال عبد الله
 بن صياد الذي ظهر في زمن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وكان قد نطق بعض الصغانية
 انه الدجال وتوقف النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في امره حتى تبين له فيما بعد انه
 ليس هو الدجال لكنه كان من جنس الكهان قال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قد سمعت
 لك خبار قال الدخ الدخ وقد كان خباله سورة الدخان فقال له النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم اجيب فلن تعد وقدك يعني انما انت من اخوان الكهان والكهان
 كان يكون لا عداهم القرين من الشياطين يخبره بكثير من المغيبات بما يسترق من
 السم وكانوا يخلطون الصدق بالكذب كما في الحديث الصحيح الذي رواه البخاري
 وفيه ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان الملكة تنزل في العنان وهو الصغانية

فتذكر الامرقضى في السماء فتسرق الشياطين السم فتوجهها الى الكواكب فيكون
معها مائة كذبة من عند الفسهم روى الحديث الذي رواه مسلم عن ابن عباس رضي
الله تعالى عنهما قال بينما النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في نفر من الانصار اذ رمى بنجم
فاستنار فقال للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما كنتم تقولون لمثل هذا في الجاهلية اذا
رايتهم ولا قالوا لنا نقول يموت عظيم او يولد عظيم قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
فانه لا يرمى بهاموت احد ولا حياة ولكن ربنا تبارك وتعالى اذا قضى امرًا سبح حملة العرش
ثم سبح اهل السماء الذين يلونهم ثم الذين يلونهم حتى يبلغ التسبيح اهل هذه السماء
ثم يسأل اهل السماء السابقة حملة العرش ما اذا قال ربنا فيخبرونهم ثم يستخبر اهل
كل السماء حتى يبلغ الخبر اهل السماء الدنيا وتخطف الشياطين السم فيرمون
فيقدفونه الى اولياهم فما جاوا به على وجهه فهو حتى ولكنهم ينيدون روى رواية قال
معمر قلت للزهري ان كان يرمى بها في الجاهلية قال نعم ولكنها غاقت حين بعث
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم (ولا اسود العنسي) الذي ادعى النبوة كان له من الشياطين
من يخبره ببعض الامور المخبية فلما قاتله المسلمون كانوا يخافون من الشياطين ان
يخبروه بما يقولون فيه حتى اعانتهم عليه امراته لما تبين لها كفره فقتلوه وكذلك مسيلة
الكذاب كان معه من الشياطين من يخبره بالمغيبات وتعينه على بعض الامور والمثال
هو لاء كثير من مثل الحرات الدمشقي الذي خرج بالشام زمن عبد الملك بن مروان وادعى
النبوة وكانت الشياطين يخرجون رجليه من القيد وتمنع السلام ان ينقد فيه تسبيح
الوخامة اذا مسحها بيده وكان يري الناس رجالا وركباناً على خيل في الهوى ويقول
هي الملكة وانما كانوا اجناباً ولما امسك المسلمون ليقتلوه طعنه الطاعن بالرمح فلم ينقد
فيه فقال له عبد الملك انك لم تستم الله فسأى الله فطعنه فقتله وهكذا اهل الاحوال
الشيطنية تنصرف عنهم شياطينهم اذا ذكر عندهم ما يطردها مثل اية الكرسي فانه
قد ثبت في الصحيح عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في حديث ابى هريرة رضي الله
تعالى عنه ولما وكلها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بحفظ زكوة الفطر فسرق منها الشيطان
ليانة بعد ليانة وهو يمسككم فيتوب فيطلقه فيقول له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما فعل
اسيرك البارحة فيقول نعم انه لا يعود فيقول كذبك وانه سيعود فلما كان في المرة

الثالثة قال دعني حتى اعلمك ما ينفعك اذا ريت الى فلا شك فاقوا ايتها الكرى الله لا اله الا هو الحق القيوم الى اخرها فانه لا يزال عليك من الله حافظا ولا يقربك شيطان حتى تصبح فلما اخبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال صدقتك وهو كذب اخبره انه شيطان ولهذا اذا قرأها الانسان عند الاحوال الشيطانية يصدق ابطلتها منه من يدخل النار بحال شيطاني او يحضر سماع المكاء والتصديقه فتنزل عليه للشياطين وتتكلم على لسانه كلاما لا يعلم وربما لا يفقه وربما كما شف بعض الحاضرين بما في قلبه وربما تكلم بالسنن المختلفة كما يتكلم الجني على لسان المصروع والانسان الذي حصل له الحال لا يدري بذلك بمنزلة المصروع الذي يتخبطه الشيطان من المتكلم لبيسه وتكلم على لسانه فاذا افاق لم يشعر بشئ مما قال ولهذا اذا قرأ يضرب المصروع وذلك الضرب لا يؤثر في الانسان ويخبر اذا افاق انه لم يشعر بشئ لان النفس كان على الجني الذي لبيسه ومن هؤلاء من يأتينا الشيطان باطحة وفواكه وحلوى وغير ذلك مما لا يكون في ذلك الموضع ومنهم من يطير به الجني الى مكة وبيت المقدس وغيرها ومنهم من يحملة عشية عرفة ثم يعيدها من ليلته فلا يجح حجاً شرعياً بل يذهب بثيابه ولا يحرم اذا احدى الميقات ولا يلبي ولا يقف بمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصفا والمروة ولم يرمي الجماد بل يقف بعرفة بثيابه ثم يرجع من ليلته وهذا ليس بحج مشروع وبالفاق المسامين به هو كمن ياتي الجمعة ويصل بغيب وضوء او الى غير القبلة ومن هؤلاء من ادى في النوم ملكة يلتبسون الحجاج فقالوا لا نكتبوني فقالوا لست من الحجاج يعني حجاً شرعياً وبين كرامات الاولياء وبين ما يشبهها من الاحوال الشيطانية فمعرفة منها ان كرامات الاولياء سببها الايمان والتقوى الاحوال الشيطانية سببها ما نهى الله عنه ورسوله وقد قال تعالى قل مما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبعثى بغير الحق وان تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطانا وان تقولوا على الله ما لا تعلمون فالقول على الله بغير علم والشرك والظلم والفواحش قد حرمها الله تعالى ورسوله فلا تكون سبباً لكرامة الله تعالى بالكرامات عليها فاذا كانت لا تحصل بالصلاة والذكر والقرآن بل تحصل بما يحبه الشيطان وبلاامور التي فيها شرك كالاستغاثة بالجزوات او كانت مما يستعان بها على ظلم الخلق وفعل الفواحش فهي من الاحوال الشيطانية لا من الكرامات الشرعية ومن هؤلاء من اذا حضر سماع المكاء والتصديقه يتنزل عليه شيطان حتى يجره في الهوى ويوجب من ذلك الضرر كما حصل رجل من اولياء الله تعالى هو شيطانه فيسقط كما جرى هذا الفيلسوف من هؤلاء من يستغيث

مخلوق أما يحيى وميت سواء كان ذلك الحي مسلماً أو نصرانياً أو مشركاً فتصور الشيطان بصورة ذلك
 المستغاث به ولقضى بعض حاجة ذلك المستغاث فيظن أنه ذلك الشخص وهو ملك على صورته
 وإنما هو شيطان أضله لما اشرك بالله كما كانت الشياطين تدخل الأصنام وتكلم المشركين ومن
 هؤلاء من يتصور له الشيطان ويقول لانا الخضر وربما أخيرة ببعض الأمور وأما أنه على بعض
 مطالبه كما قد جرى ذلك لغير واحد من المسلمين واليهود والنصارى وكثير من الكفار يراه
 المشرق والمغرب يموت لهم الميت فيأتى الشيطان بعد موته على صورته وهم يعتقدون
 أنه ذلك الميت ولقضى الديون ويرد الودائع ويفعل أشياء تتعلق بالميت ويدخل
 إلى زوجته ويذهب وربما يكون قد أحرقوا ميتهم بالنار كما تصنع كفار الهند فيظنون أنه
 عاش بعد موته ومن هؤلاء شيخ كان بمصر أوصى خادمه فقال إذا انامت فلا تدع
 أحداً يغسلنى فانا يحيى واغسل نفسى فلما مات رأى خادمه شخصاً فى صورته فاعتقد
 أنه هو ودخل وغسل نفسه فلما قضى ذلك أدخل غسله أى غسل الميت غاب وكان
 ذلك شيطاناً وكان قد أضل الميت وقال أنك بعد الموت تبغى فتغسل نفسك
 فلما مات جاء أيضاً فى صورته ليغوى الأحياء كما اغوى الميت قبل ذلك ومنهم من
 يرى عرشاً فى الهوى وفوقه نور وليمع من يخاطبه ويقول انا ربك فان كان من اهل
 المعرفة علم أنه شيطان فزجره واستعاذ بالله منه فابزل ومنهم من يرى اشخاصاً فى اليقظة
 يدعى احدهم انه بنى اوصد بنى او شيخ من الصالحين وقد جرى هذا لغير واحد و
 منهم من يرى فى منامه ان بعض الاكابر الصديقين رضوا الله تعالى عنهم وغيرهم وقد قصر شعرة
 او حلقه او لبسه طاقية او ثوبه فيصيح على رأسه طاقية وشعرة مخلوق او مقصر واما
 الجن قد حلقوه او قصره وهذه الاحوال لشيطانيتها تحصل لمن خرج عن الكتاب و
 لسنة وهم درجات والجن الذين يقتلونهم من جنسهم وهم على مذاهبهم والجن فيهم
 الكافر والفاسق والمخفى فان كان الانسان كافراً او فاسقاً او جاهلاً دخلوا معنى الكفر
 والفسوق والضلال وقد يعاونونه اذا وافقهم على ما يختارونه من الكفر مثل الاتساء
 عليهم باسما من يعظمونه من الجن وغيرهم ومثل ان يكتب اسماء الله او بعض كلامه
 بالنجاسة او يقرب فاتحة الكتاب او سورة الاخلاص او اية الكرسي او غيرها من
 يكتبهن بنجاسة فيغورون له الماء وينقلونه بسبب ما يرضيهم به من الكفر وقد يأتونه

يهواه من امرأة او صبي انا في الهواء وما مد قوعا ملجأ اليه الى امثال هذا الامور التي يطول
 وصفها والايمان بها الايمان بالجنت الطاعون والجنت السحر والطاعون الشياطين والاصنام
 وان كان الرجل مطيعا لله ورسوله باطنا وظاهرا لم يمكنهم الدخول معه في ذلك او مسالمة
 ولهذا لما كانت عبادة المسلمين المشروعة في المساجد التي هي بيوت الله كان عماد المساجد
 البعد عن الاحوال الشيطانية وكان اهل الشرك والبدع يعطون القبور ومشاهد
 الموتى فيدعون الميت او يدعون به او يعنفون ان الدعاء عندة مستجاب اقرب الى
 الاحوال للشيطانية فانه ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لعن
 الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وثبت في صحيح مسلم عنه انه قال قبل
 ان يموت بخمس ليال ان من امن التماس علي في صحبته وذات يده ابو بكر ولو كنت متخذا
 خليلا من اهل الارض لا اتخذت ابا بكر خليلا ولكن صاحبكم خليل الله لا يبقين في
 المسجد خوفا الا سددت الاخوثة ابي بكر ان من كان قبلكم اتخذوا القبور مساجد الا
 فلا اتخذوا القبور مساجد فاني انما لكم عن ذلك وفي الصحيحين عنه انه ذكر له في مرضه
 كنيسة بارض الحبشة وذكرها وتصاوير فيها فقال ان اولئك اذامات فيهم
 الرجل الصالح بنوا على قبره مسجد او صوروا فيها تلك التصاوير اولئك شرار الخلق عند
 الله يوم القيمة وفي المسند وصحيحه ابي حاتم عنه صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان من شرار
 الخلق من تدركهم الساعة وهم احياء واذا من اتخذوا القبور مساجد وفي الصحيحين عنه
 صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها وفي الموطأ عنه انه
 قال اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبورا انبياءهم مساجد
 وفي السنن عنه انه قال لا اتخذوا قبري عيد او صلوا علي حيث ما كنتم فان صلواتكم تنافق
 وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ما من رجل يسلم على ابي عبد الله عليه السلام حتى يرد عليه السلام
 وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله وكل بقبري ملائكة يبلغوني عن امتي السلام وقال صلى
 الله عليه وسلم اكثر واعلم من الصلوة يوم الجمعة وليلة الجمعة فان صلواتكم معروضة علي قالوا
 يا رسول الله كيف تعرض صلواتنا عليك وقد ارميت اى بليت فقال ان الله حرم على الارض
 ان تاكل لحم الاهيا وقد قال الله تعالى في كتابه عن الشركين عن قوم نوح عليه السلام وقالوا لا تدركنا
 الذنوب ولا سواها ولا يفوتنا ويرثنا قال ابن عباس وغيره من السلف هؤلاء قوم اصابهم الحزن

من قوم لوط فلما ماتوا فكفوا على قبورهم ثم صوروا تماثيلهم فعبدهم وهم فكان هذا مبدأ عبادة
الوثان فمنه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد ليسد باب الشرك
كما نهى عن الصلاة وقت طلوع الشمس وقت غروبها لا للمشركين بل لمجدد الشمس
حينئذ والشيطان يقادها وقت الطلوع وقت الغروب فتكون في الصلاة حثثة
مشابهة لصلاة المشركين فسد هذا الباب والشيطان يقبل بنى آدم بحسب
قدرته فمن عبد الشمس والقمر الكواكب ودعاها كما يفعل أهل دعوة الكواكب فأنزل
عليه شيطان يخاطبه ويحدثه ببعض الأمور فيتمون ذلك روحانية الكواكب وهو شيطان
والشيطان وإن أعان الإنسان على بعض مقاصده فانه يفسده أضعاف ما ينفعه وعاقبة
من أطاعه إلى شر إلا أن يتوب الله عليه وكذلك عباد الأصنام قد تخاطبهم الشياطين وكذلك
من استغاث بميت أو غائب وكذلك من دعا الميت أو دعا بوطن أن الدعاء عند قبرة
أفضل منه في البيوت والمساجد ويروون حديثا هو كذب باتفاق أهل المعرفة وهو إذا
اعتكم الأمور فعليكم يا أصحاب القبور واتمها هذا وضع من فتم باب الشرك ويوجد لأهل
بدع وأهل شرك المتشبهين بهم من عباد الأصنام والتصاري والضلال من المسلمين
أحوال عند المشاهدة فيقولون كما كوامات وهي من الشياطين مثل أن يضعوا سراويل عند
القبور فيجدونه قد انعقد أو يوضع عنده مصروع فيرون شيطانه قد فارقه فيفعل الشيطان
هذا اليضاهة وإذا قرأت آية الكرسي هناك لصدق بطل هذا فإن التوحيد يطرد الشيطان
ولهذا حمل بعضهم في الصوى فقال لا اله إلا الله فسقط ومثل أن يرى أحدهم أن القبور قد
التشق وخرج منه السان فينطقه الميت وهو شيطان وهذا باب واسع لا يتسع له هذا الموضع
ولما كان الانقطاع إلى الغارات واليوادي من البدع التي لم يشرعها الله تعالى ولا رسوله
صارت الشياطين كثيرا ما تأوى المقادير والجيال مثل مقارة الدم التي يجبل تاسيون
وجبل لبنان الذي بساحل الشام وجبل القم ياسوان بمصر وجمال بالروم وخراسان
وجبال بالجزيرة وفي ذلك وجبل الكام وجبل الأخيش وجبل سولان قريبا من
وجبل شهنك عند تبريز وجبل ماشكو عند اقشوان وجبل نماوند وغير ذلك
من الجبال التي يظن بعض الناس أن بها رجالا من الصالحين من الأنس ويسمونهم
رجال لغيب وإنما هناك رجال من الجن فالجن رجال كما أن الأنس رجال (قال تعالى)

بأذن الله

رجال الغيب من الجن

والله كان رجال من الانس يعوزون برجال من الجنة فزاد وهم رهقا ومن هؤلاء من
 يظهر بصوت رجل شمراني جلد لا يشبه جلد الماشر فينطق من لا يعرفه انما قسئى وانما هو
 حتى ويقال لكل رجل من هذه الجمال الاربعون الايدال وقولاء الذين يظنون انهم الايدال
 هم جبن بهذا الجمال كما يعرفت ذلك بطرق متعددة وهذا باب لا يتسع هذا الموضوع بسطه
 وذكر ما نعرفه من ذلك فاقا قد رأينا وسمعنا من ذلك ما يطول وصفه في هذا المختصر
 الذي كتب لمن سئل ان تذكر من الكلام على اولياء الله تعالى ما يعرف به جل ذلك الناس
 في خوارق العادات على ثلاثة اقسام قسم يكذب بوجود ذلك لقبيل الانبياء ورهبان صدق
 بها مجالا وكذب ما يذكره عن كثير من الناس لكونه عنده ليس من الاولياء ومنهم من يظن
 ان كل ما كان له نوع من خرق العادة كان وليا لله وكاد الامويين خطأ ولها ان تجرد هؤلاء
 يذكرون ان للشركيين واهل الكتاب خضر اعيتونهم على قتال المسلمين وانهم من اولياء الله
 واولئك يكذبون ان يكون معهم من له خرق عادة والصواب القول الثالث وهو ان
 معهم من ينصرهم من جنسهم لان اولياء الله عز وجل كما قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا
 لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض ومن يتولهم فانه منهم
 وهؤلاء العباد والرهاد الذين ليسوا من اولياء الله المتقين المتبعين للكتاب السنن لقرون
 بهم الشياطين فيكون لاحد منهم من الخوارق ما يناسب حاله لكن خوارق هؤلاء يعارض
 بعضها بعضا واد حصل من له تمكن من اولياء الله تعالى ابطمها عليهم ولا بد ان يكون
 في احد من الكذب جهلا وعدا او من الاثم ما يناسب حال الشياطين المقترنة بهم ليفرق
 الله بينك وبين اولياء المتقين وبين المتشبهين بهم من اولياء الشياطين قال الله تعالى
 هل ينظرون ان تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثم والافاك الكذاب والاشيم
 الفاجر من اعظم ما يقوى الاحوال الشيطانية سماع الغناء والملاهي وهو سماع المشركين
 قال الله تعالى وما كان صلوتهم هذا البيت الامكاء وتقديية قال ابن عباس وابن عمر
 رضي الله تعالى عنهم وغيرهما من السلف التصديية التصفيق باليد والمكاء مثل لصغير
 فكان المشركون يتخذون هذا عبادة واما النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه
 فعادتهم امر الله تعالى به من الصلوة والقراءة والذكر ونحو ذلك والاجتماعات الشرعية
 ولم يجتمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه على استماع فناء قط لا يكف

ولا يدف ولا لواجد ولا سقطت برده بل كل ذلك كذب باتفاق اهل العلم يجد يثبو
 كان اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اجتمعوا امر واحد منهم ان يقرأوا القرآن
 يستمعون وكان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه يقول لابي موسى الاشعري ذكرنا
 ربنا فيقرأهم يستمعون ومن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بابي موسى الاشعري وهو
 يقرأ فقال له مردت بك البارحة وانت تقرأ فجعلت اسمع اقراءتاك فقال لو علمت
 انك تسمع لحبرية لك تحبيراً اى المحسنة لك تحسباً كما قال النبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم زينوا القرآن باصواتكم وقال صلى الله تعالى عليه وسلم (الله اشد اذناً اي اهتماماً
 الى الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة الى قينته) وقال صلى الله تعالى
 عليه وسلم (ابن مسعود اقرأ علي القرآن فقال اقرأ عليك وعليك انزل فقال اني
 احب ان اسمعه من غيري فقرأت عليه سورة النساء حتى انتهيت الى هذه الآية فكيف
 اذا اجئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيداً قال حسبك فاذا غيابة تذرناك
 من البكاء ومثل هذا السبأ هو سماع النبيين واتباعهم كما ذكر الله تعالى تلك
 في القرآن فقال اولئك الذين نحص الله عليهم من النبيين من ذرية ادم ومن
 حملنا مع لوح ومن ذرية ابراهيم واسرائيل ومن هدينا واجتنبنا اذا اتلى عليهم آيت
 الرحمن خروا سجداً او سجدوا وقال في اهل المعرفة واذا سمعوا ما انزل الى الرسول توى
 اعينهم تفيض من الدمع فما عرفوا من الحق ومدح سبحاننا اهل هذا السماع بما يحصل
 لهم من زيادة الايمان وانشراح الجود ودمع اوابين فقال تعالى الله نزل احسن
 الحديث كتاباً منتشاً بها مثالي تقشع منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تابين جلودهم
 وقالوا لهم الى ذكر الله وقال انا في انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم
 واذا تليت عليهم آية زادتهم ايهاً تاوعلى ربهم فيكون الذين يقيمون الصلوة ومما
 رزقناهم نيفقون اولئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم
 واما السماع المحدث سماع الكف والذات والقصب فلم تكن الصلابة والتاليون لهم
 باحسان وسأئرا لا كما يرون امة الذين يجعلون هذا طريقاً الى الله تبارك وتعالى
 ولا يبعدونه من القرب والطاعات بل يبعدونه من البدء المذمومة حتى قال الشافعي
 خلفت ببعده شيئاً احد ثمة الزنادقة ليموتوا التفسير يبعدون به الناس عن القراء

واولياء الله العارقون يعرفون ذلك ويعلمون ان للشيطان قبه نصيبا واقوا ولهدا انما
 قيل من حضر منهم ومن كان بعد عن المعرفة وعن كمال ولاية الله كان نصيب الشيطان
 فيها اكثر وهو بمنزلة الخمر لو ثرى النفوس اعظم من تاثير الخمر ولهدا اذا قوى سكر اهله وتزلت
 عليهم الشياطين وتكلمت على المسته بعضهم وعملت بعضهم في الهوان وقد تحصل
 عداوة بينهم كما تحصل بين شراب الخمر فتكون شياطين احدهم اقوى من
 شياطين الاخر فيقتلونه وينظن الجهال ان هذا من كرامات اولياء الله المتقين وانما
 هذا بعد لصاحبه عن الله وهو من احوال الشياطين فان قتل المسلم لا يجزى الا بما
 اجله الله فكيف يكون قتل معصوم مما يكرم الله به اولياءه وانما غاية الكرامة لذوم
 الاستقامة فلم يكرم الله عبداً بمثل ان يعينه على ما يحب الله ويرضاه ويؤديه مما يقربه
 اليه ويرفع به درجته وذلك ان الخوارق منها ما هو من جنس العلم كما لكشافات ومنها
 ما هو من جنس القدرة والملك كالتصرفات الخارقة للعادات ومنها ما هو من جنس
 الغنى من جنس ما يعطاه الناس في الظاهر من العار والسلطان والمال والغنى وجميع ما
 يعطيه الله لعبده من هذه الامور ان استعان به على ما يحب الله ويرضاه ويفر به اليه
 يرفع درجته ويأمره الله به ورسوله اذا دبت لك رفة وقرى الى الله ورسوله وعلمت
 درجته وان استعان به على ما نهى الله تعالى عند رسوله كالشرك والنظم والفواحش استحق بذلك
 الذم والعقاب فان لم يندركه الله تعالى بتوبة او حسنة ما حبه والا كان كما مثاله من المذنبين
 ولهدا كثيراً ما يعاقب اصحاب الخوارق تارة بسلبها كما يعزل الملك من ملكه ويسلب
 العالم علمه وقادته بسلب التطوعات فينقل من الولاية الخاصة الى العامة وقادة ينزل
 الى درجة الفساق وقادة يرتد عن الاسلام وهذا يكون فيمن له خوارق شيطانية
 فان كثيراً من هؤلاء يرتد عن الاسلام وكثيراً منهم لا يعرفون ان هذه شيطانية بل ينظرونها
 كرامات اولياء الله تعالى وينظرون من ينظرون ان الله عز وجل اذا اعطى عبداً من عباده
 لم يجاسبه على ذلك كمن ينظرون ان الله تعالى اذا اعطى عبداً ملكاً ومالاً وتصرفاً لم يجاسبه
 عليه ومنهم من يستعين بالخوارق على امور مباحة لا ما هو محرمة ولا منتهى عنها فهذا يكون من
 عموم الاولياء وهم الابوار المقتصدون عاينوا السابقون المقبولون فاعلم من هؤلاء كما ان العبد
 الرسول اعطى من النبي الملك ولما كانت الخوارق كثيراً ما ينقص بها درجة الرجل

كان كثيراً من الصالحين يتوب من مثل ذلك ويستغفر الله تعالى كما يتوب من الذنوب
 كالزنا والسرقه وتعرض على بعضهم فيسأل الله ذوالها وكلمهم يا من لمزيد السالك ان لا
 يقف عندها ولا يجعلها همة ولا يتجسس بها مع ظنهم انها كلمات فكيف اذا كانت بالحقيقة
 من الشياطين تغويهم بها فاني اعرف من مخاطبة التباقيات بما فيها من المنافع وانما
 يخاطبه الشيطان الذي دخل فيها واعرف من يخاطبهم بالحجر والشجر وتقول هنيئاً لك
 يا ولي الله فيقرأ الآية الكرسي فيذهب ذلك واعرف من يقصد صيد الطير فتخاطبه
 العصافير وغيرها وتقول خذني حتى يأكلني الفقراء ويكون الشيطان قد دخل فيها كما
 يدخل في الانسان ويخاطبه بذلك ومنهم من يكون في البيت وهو مغلق زيرى نفسه
 وهو لم يفتح وبالعكس وكذا في ابواب المدينة وتكون الحن قد ادخلته واخرجته
 بسرعة او توريه التوار او تحضر عنده من يطلبه ويكون ذلك من الشياطين يتصورون
 بصورة صاحبه فاذا قرأ آية الكرسي مرة بعد مرة ذهب ذلك كله واهت من
 يخاطبه مخاطب ويقول له انا من امر الله ويعده بانما المهدي الذي بشر به النبي صلى
 الله تعالى عليه وسلم ويظهر له الخوارق مثل ان يخطر بقلبه تصرف في الطير والحجرات
 في الهواء وفي المواشي فاذا خطر بقلبه ذهاب الطير والحجرات يمشي شمالاً ذهاب حيث
 اراد واذا خطر بقلبه قيام بعض المواشي او نومها وذهاب حصل له ما اراد من غير حركة
 منه في الظاهر وتحملها الى مكة فتأتي به وتأتيه باثنى عشر في صورة جميلة وتقول له
 هذه الملائكة الكثر ويون ارادوا اذ يارتك فيقول في نفسه كيف تصوروا بصور
 المردان فيرفع رأسه فيجد هم ملحا ويقول له عند هذا انك المهدي الذي تنبت
 في جسدك شامة فتنبت ويراها وغير ذلك وكله من مكر الشيطان وهذا باب واسع
 لو ذكرت ما اعرف من مكر الشيطان الى مجلد كبير وقد قال تعالى فاما الانسان اذا ما ابتلىه
 ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربى اكرم من واما اذا ما ابتلىه فقد رعبه رزقه فيقول ربى اهان
 قال الله تبارك وتعالى كلا ولقظ كلا فيهما زجر وتنبية زجر عن مثل هذا القول وتنبية
 على ما يخبر به ويؤمر به بعده وذلك ان ليس كل من حصل له نعم ونبوية تعدا كرامة
 يكون الله عز وجل مكرماً له بما ولا كل من قد رعبه ذلك يكون مهيناً له بذلك بل
 هو سبحانه ينبتى عبده بالسراة والضراء وقد يعطى النعم الدنيوية لمن لا يجده ولا هو

كريم عنده ليستدرجه بذلك وقد يحمي منها من يجتهد ولبوا اليه لئلا ينقص بذلك موثبته
عنده اذ يقع بسببها فيما يكرهه منه وايضاً كرامات الاولياء الا اذا ان يكون سببها الايمان
والتقوى فما كان سببه الكفر والفسوق والعصيان فهو من خوارق اعداء الله لا من كرامات
اولياء الله فمن كانت خوارق لا تحصل بالصلوة والقراءة والذكر وقيام الليل والدعاء
وانما تحصل عند الشرك مثل دعاء الميت والغائب او بالفسق والعصيان واكل المحرمات
كالحيات والزنا بغير الخفافس والدم وغيره من التجاسات ومثل الغداء والرقص لا سيما
الشوة الاجانب والمردان وحالة خوارق تنقص عند سماع القرآن وتقوى عند سماع
مزامير الشيطان فيرقص ليلاً طويلاً فاذا اجاءت الصلوة صلى قاعداً او ينقر الصلوة
تقرأ الذبك وهو يفيض سماع القرآن وينفر عنه ويتكلفه ليس له فيه محبة ولا ذوق ولا لذة
عند وجده ويجب سماع المكاء والتصدية ويجد عنده مواجيد هذه احوال شيطانية وهو
من يتنادى له قوله تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطاناً فهو قدين فالقرآن هو
ذكر الرحمن قال الله تعالى ومن اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكاً ونحشره يوم القيمة
اعني قال رب لم حشرتني اعني وقد كنت بصيداً قال كذلك انتك ايتنا فنسيتها و
كذلك اليوم تنسى يعني تنكرت العمل بما قال ابن عباس تكفل الله لمن قرأ كتابه و
عمل بما فيه ان لا يضل في الدنيا ولا يشقى في الآخرة ثم قرأ هذه الآية

فصل

وقما يجب ان يعلم ان الله تعالى بعث محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم الى جميع
الانس والجن فامر سبق انسى ولا جفى الاوجب عليه الايمان بمحمد صلى الله تعالى
عليه وسلم واتباعه فعليه ان يصدقه فيما اخبره ويطيعه فيما امره من قامت عليه الحجّة
برسالته فام يؤمن به فهو كافر وسوا كان انسياً او جنياً ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم
مبعوث الى الثقلين باتفاق المسلمين وقد استمعت الحجت القرآن ودلوا الى قومهم منذرين
لما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي باصحابه ببطن نخلة لما رجع من
الطائف واخبره الله بذلك في القرآن بقوله واذ صرفنا اليك قرأنا من الجن
يسمعون القرآن فلما حضروه قالوا انصتوا فلما قضى دلوا الى قومهم منذرين قالوا
انتم انما اسمعنا لكتماً انزل من بعد موسى مصداً لما بين يديه يهدى الى الحق والى

طريق مستقيم ليقومنا اجيوا داعي الله وامتابه يعقر لكم من ذنوبكم ويحرمكم من
 عذاب اليم ومن لا يجيب داعي الله فليس بمعجز في الارض وليس له من دوننا وليا
 اولئك في ضلل مبين وانزل الله تعالى بعد ذلك قل ادعي الي اتي الله استمع نفر
 من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا يهدي الى الرشدا فامتابه ولن نشرك بربنا
 احدا وان الله تعالى جدر تاما اتخذ صاحبة ولا ولدا وان الله كان يقول سفيها على
 الله شططا واننا لظننا ان لن نقول الا السن والجن على الله كذبا وان الله كان رجال
 من الا لسن يعوزون برجال من الجن فزادوهم رهقا اي السفيه منا في اظهار قول
 العلماء فقال غير واحد من السلف كان الا لسن اذا نزلوا بالوادي قال اعوذ بعظيم
 هذا الوادي من شر سفهاء قومه فلما استغاثت الا لسن بالجن ازدادت الجن طغيانا
 وكفرا اذ لما قال تعالى وان الله كان رجال من الا لسن يعوزون برجال من الجن فزادوهم
 رهقا وانهم ظنوا كما ظنتم ان لن يبعث الله احدا وانما لسن السماء فوجدنا هاملت
 حسا شد بدا وشهبا وكانت الشياطين ترمي بالشهب قبل ان ينزل القرآن
 لكن كانوا حيانا يسترقون السمع قبل ان يصل الشهاب الى احد هم فلما بعث محمد
 صلى الله تعالى عليه وسلم ملئت السماء حسا شد بدا وشهبا وصارت الشهب صدق
 لهم قيل ان يسمعوا كما قالوا وانما كنا نفقد منهم مقاعد للسمع فمن يسمع الان
 يجد له شهبا رصدا وقال تعالى في الاية الاخرى وما تنزلت به الشياطين
 وما ينبغي لهم وما يستنطقون انهم عن السمع لم عزولون قالوا وانما لا ندرى اثر
 اريد من في الارض ام ارادهم بهم رشدا وانما الصالحون ومنادون ذلك كما
 طرأ لقذافي على مذاهب شتى كما قال العلماء منهم المسلم والمشرک واليهود
 والنصراني والسني والبدعي وانما ظننا ان لن نعجز الله في الارض ولن نعجزه
 هربا اخبروا انه محلا يعجزونه لان اقاموا في الارض ولا ان هربوا منه وانما
 لما سمعنا الهدى امتابه فمن يؤمن بربه فلا يخاف بخسا ولا رهقا وانما المسلمون
 وصا القاسطون اي الظالمون يقال اقسط اذا عدل وقسط اذا جار وطلم فمن اسلم
 قاولك تحر وارشد او اما القاسطون فكانوا لجهنم حطبيا وان لو استقاموا على
 الطريقة لاسقيناهم ماء غدقا لنفتنهم فيه ومن يعرض عن ذكر ربه يسلكه عذابا

صعدا وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً او انما قام عيد الله يدعوه كاداً
 يكونون عليه ليدأقل انما ادعوا ربي ولا اشرك به احداً اقل التي لا املك لكم ضرراً
 ولا رشداً اقل التي لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحداً اى ملجأ و
 معاذاً الا بلائنا من الله ورسالاته ومن يعص الله ورسوله فان له اجره ثم خالدين
 فيها ابداً حتى اذا ارادوا ما يوعدون فسيعلمون من اضعفت ناصراً واقل عدداً
 ثم لما سمعت الجن القرآن انوا الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وامنوا به وهم
 جن نصيبين كما ثبت ذلك في الصحيحين من حديث ابن مسعود رضى الله تعالى عنه
 وروى انه قرأ عليهم سورة الرحمن وكان اذا قال فبأي الاور ربكم انكذبوا قالوا و
 لا بشئ من الاثم ربنا نكذب فلك الحمد ولما اجتمعوا بالنبي صلى الله تعالى
 عليه وسلم سألوه الزاد لهم ولدوا بهم فقال لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه فجدد
 او فرما يكون لحم او كل بعرة علف لدنا بكم قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
 فلا تستنجوا بهما فانهما اذا دالا حوانكم من الجن وهذا النهى ثابت عنه من وجوه
 متعددة وبذلك اجتمع العلماء على النهى عن الاستنجاء بذلك وقالوا فاذا منع
 من الاستنجاء بما للجن ولدوا بهم فما عدل لانس ولدوا بهم من الطعام والعلف
 اولى واخرى ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم ارسل الى جميع الانس والجن وهذا
 اعظم قدرا عند الله تعالى من كون الجن سخروا سليمان عليه السلام فانهم
 سخروا لريتصرف فيهم بحكم الملك ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم ارسل اليهم
 يأمرهم بما امر الله به ورسوله لانه عبد الله ورسوله ومنزلة العبد الرسول فوق
 منزلة النبي الملك وكفارا للجن يدخلون النار بالنفس والاجماع واما مؤمنوهم
 فيجهدوا لعلماء على انهم يدخلون الجنة وجهود العلماء على ان الرسل من
 الانس ولم يبعث من الجن رسول لكن منهم النذرو هذه المسائل ليسمى
 الخو والمقصود هنا ان الجن مع الانس على احوال فمن كان من الانس يا امر
 الجن بما امر الله به ورسوله من عبادة الله وحده وطاعة نبيه نيا من الانس بذلك
 فهذا امن افضل اولياء الله تعالى وهو في ذلك من حلة امر الرسول ولو ابيه ومن
 كان يستعمل الجن في امور مباحة له فهو كمن استعمل الانس في امور مباحة ارو

هذا اذا كان يا مرهم بما يجب عليهم وبينها هم عما حرم عليهم ويستعملهم في مباحات
 له فيكون بمنزلة الملوك الذين يفعلون مثل ذلك وهذا اذا اذنت لهم اولياء الله
 تعالى فقاينته ان يكون في عموم اولياء الله مثل النبي المملك مع العبد لوسون سليمان
 ويوسف مع ابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلوات الله تعالى وسلامه عليهم
 اجمعين ومن كان يستعمل الجن فيما ينهى الله تعالى عنه ورسولاً ما في الشرك واما
 في قتل معصوم الدم او في العدوان عليهم بغير القتل كتمريضه والتسائه العلم
 وغير ذلك من الظلم واما في فاحشة كجلب من يطالب فيها الفاحشة فهذا قد
 استعان بهم على الاثم والعدوان ثم ان استعان بهم على الكفر فهو كافران استعان
 بهم على المعاصي فهو عاصي اما فاسق واما مذنب غير فاسق وان لم يكن تام العلم
 بالشريعة فاستعان بهم فيها لظن انه من الكوامات مثل ان يستعين بهم على الحج وان
 يطيروا به عند السماع البدعي او ان يحموه الى عرفات ولا يحج الحج الشرعي
 الذي امر الله تعالى به رسولاً وان يحموه من مدينة الى مدينة ونحو ذلك
 فهذا امغور وقد مكروا به وكثير من هؤلاء قد لا يعرفون ان ذلك من الجن بل قد
 يسمعون اولياء الله تعالى لهم كرامات خوارق للعادات وليس عندهم من حقائق
 الايمان ومعرفه القرآن ما يفرق به بين الكوامات الرحمانية وبين التلهيات
 الشيطانية فيمكرون به بحسب اعتقاده فان كان مشركاً يعبد الكواكب الاوثان
 او هو انه ينتفع بتلك العبادات ويكون قصده الاستشفاع والتوسل ممن هو
 ذلك الصنم على صورته من ملك او نبي او شيخ صالح فيظن انه يعبد ذلك النبي
 او الصالح وتكون عبادته في الحقيقة للشيطان وقال الله تعالى اليوم نحضرهم
 جميعاً ثم نقول للملائكة هؤلاء اياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك انت ولينا من دونهم
 بل كانوا يعبدون الجن اكثرهم بهم مؤمنون ولهذا كان الذين يسجدون للشمس والقمر
 الكواكب يقصدون السجود لها فيقارنها الشيطان عند سجودهم ليكون سجودهم
 ولهذا يتمثل به الشيطان بصورة من يستغيث به المشركون فان كان نصرانياً او
 استغاث بجزء او غيره جاء الشيطان في صورة جرحى او من يستغيث به
 ان كان مناسبا الى الاسلام واستغاث بشيخ يحسن الظن به من شيوخ المسلمين

جاء في صورة ذلك الشيخ وان كان من مشركي الهند جاء في صورة من يعظمه
 ذلك المشرك ثم ان الشيخ المستغاث به ان كان ممن له خبرة بالشريعة لم يعرفه
 الشيطان انه تمثل لاصحاب المستغيبين به وان كان الشيخ ممن لا خبرة له بافهام
 نقل باقوالهم له فيظن ان ذلك ان الشيخ سمع اصواتهم من البعد واجابهم وانما
 هو بنوسط الشيطان ولقد اخبر بعض المشيوخ الذين كان قد جرى لهم مثل
 هذا الصورة مكاشفة ومخاطبة فقال يود وبنى الحين شيئاً براقاً مثل الماء والنور
 ويمشون له قبه ما يطلب منه الاخبار يقال فاخبر اناس به ويوصلون الي كلام
 من استغاث به من اصحابي فاجيبه فيوصلون جوابي اليه وكان كثيراً من المشيوخ
 الذين حصل لهم كثير من هذه الخوارق انهم الكذب بها من لم يعرفها وقال لكم
 تفعلون هذا الطريق الجميلة كما يدخل النار يحيى الطلق وقشور النار نجح ودهن
 الضفادع وغير ذلك من الحيل الطبيعية فيعجب هؤلاء المشائخ ويقولون نحن والله
 لا نعرف شيئاً من هذه الحيل فلما ذكر لهم الحيل انكم لصادقون في ذلك ولكن هذه
 الاحوال شيطانية اقروا بذلك وتاب منهم من تاب الله عليه لما تبين لهم الحق
 وتبين لهم من وجه انهما من الشيطان ورأوا انهما من الشياطين لما رأوا انهما تحصل
 بمثل البدع المذمومة في الشرع وعند المعاصي لله فلا تحصل عند ما يحبه الله
 ورسولون العبادات الشرعية فعلموا انهما حينئذ من مخارق الشيطان لا وليائهم
 لامن كوامان الرحمان لا وليائهم والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب

والبيد المرجح والمأبى صلى الله وسلم على محمد سيد رسله وانبيائه

وعلى اله وصحبه والضايرة واشياعه خلفائه صلاة

وسلاماً نستوجب بها شفاعة امين

در مطبع رفیق عام سٹیم پریس لاہور طبع شد

۱۹۳۰ء

باعتبار منظر الزمان پر نظر